Nactat Me Ruh
By Lori Mal C.K.V.

سچائی کو قبول اور جھوٹ کو تیاگ کرنے میں ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ اصول ۴

نباتات میں روح

حصہ اوّل

جسکو منشی گوڑے مل آنند میراں پور

ضلع مظفر نگر باسی نے بناکر

باہتمام لالہ کیدار ناتھ بک ایجنٹ مالک و پرنٹر

اوم مشین پریس میرٹھ میں چھپوایا

بار اوّل

قیمت فی جلد ۹ پائی

۱۰۰۰ جلد

ओ३म् ।

सा० संख्या ———— पंजिका संख्या ————

पुस्तकों पर सर्वप्रकार की निशानियाँ लगाना अनुचित है ।

कोई विद्यार्थी पन्द्रह दिन से अधिक पुस्तक नहीं रख सकता ।

پریہ ناظرین کچھ عرصہ سے استھاور میں جیوآتما کی موجودگی اور غیر موجودگی
کے نشے پر۔ ودوان پنڈتوں کے خیالات مختلف پرکار کے سننے اور پڑھنے
میں آرہے ہیں۔ یعنی کوئی کوئی مہاشہ تو نباسپتی میں جیوآتما کا ہونا
تسلیم کرتے ہیں اور کوئی کوئی صاحب بالکل اسکے خلاف جیو کی عدم موجودگی کا
دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور بہت زیادہ تعداد نے اپنے آپ کو سندگدھ
اوستھا میں قایم کیا ہوا ہے۔ اور ان میں سے جو مہاشہ ایسے ہیں کہ وہ
نباتات میں روح کی موجودگی کے قایل ہیں ان میں کوئی کوئی تو جیو کو ندرا
جیسی غفلت اور بیہوشی کی حالت میں ہونا مان رہے ہیں اور کوئی کوئی
صاحب عالم نباتات کے جیووں میں من کی موجودگی کے قایل نہیں ہیں
اور بعض بعض خوش فہم استھاور میں جیو کی موجودگی ایسے مانتے ہیں کہ جیسے
گولر کے بھنگے یعنی استھاور کو ان جیووں کا شریر (قالب) نہیں بتاتے
اور کچھ اصحاب ایسے بھی ہیں کہ جنھوں نے سنسار میں جنگم (یعنی جنگھا والی جو
چلتی پھرتی ہووے) اور استھاور (جو استھر ہو یعنی چلنے پھرنے والی نہ ہو)

دو قسم کی سرشٹی مانتے ہوئے اور استھاور یعنی درختوں وغیرہ کو ایک قسم کی بھوگ یونی تصور کرتے ہوئے بھی اُن کے کھانے - او کھانے کے کاٹنے وغیرہ میں ہنسا (پاپ) سمجھ مانس آہاریوں کے اعتراضات سے بچنے کے لیئے ہی اُن میں جیو کی غیر موجودگی کا اعلان بولدیا ہے - اور ہر ایک پکش والا اپنے اپنے دعووں کی تائید میں عقلی دلائل اور شاستری پرمان کو بھی سمت ہونا بتلا رہا ہے - اور یہی ایک مسئلہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس پر اختلاف رائے ہو بلکہ بمثل اس کے ہی دیگر معاملات - اکال مرتیو - مانس بھکشن - ودھوا بواہ - اور شُدھی اتیادی میں بھی بہت کچھ ورودھی خیالات بھرمن کرتے پھر رہے ہیں کیا ہی بہتر ہوتا کہ ان سب معاملات کا ودّیا سبھا دوارا پورن وچار کے پشچات فیصلہ کرالیا جاتا - مگر بدقسمتی سے بھارت ورش کے اندر موجودہ اوستھا میں کوئی ودّیا سبھا ایسی استھاپت نہیں ہے کہ جس میں اس قسم کے انڈ بنڈ معاملات کو نشچے کرالیا جاوے اور اسکا فیصلہ ہر کسی کے لیئے قابل تسلیم ہو -

میرا وچار ہے کہ بناتات میں جیو ابھانی ہوتا ہے - اکال مرتو نہیں ہوتی مانس بھکشن کرنا ہر ایک حالت میں پاپ ہے -

دوجوں کو پنر بواہ کرنا واجب نہیں۔ شدھی کرنا جائز ہے وغیرہ وغیرہ
میں ان معاملات میں اُس ہر ایک بھائی کے ساتھ کہ جو سیتا اور پریم کو لیکر
ستّ استّ کا نرنے کرنے یا کرانے کے لئے وچار کرنا چاہتے ہوں۔ تحریر دوارا
پرشن وادوتر کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ اس نمبر میں کچھ کلپتیاں اور پرمان
استھاد میں جیو اتما کے موجودگی کی پشٹی میں پیش کرنا چاہتا ہوں
اور مخالف خیالات رکھنے والے اصحاب کی سیوا میں نویدن کرتا ہوں کہ جو اعتراضات
وہ رکھتے ہوں کرپا کرکے مجھکو اُن سے مطلع فرماویں تاکہ اسکے دوسرے
حصے میں اُنکا اُوتر دے دیا جاوے۔

سنسار کے اندر جسقدر بھی موجودات درشٹی گوچر ہوتی ہے وہ
دو پرکار کی مانی جاتی ہے۔ جڑ اور چیتن۔ یعنی جو وستوئیں ایسی ہیں کہ
اُن میں پرماتما کے نیائے نیم انوسار کوئی جیو بہ حیثیت جیو اتما کے
داخل ہو کر اپنے بھوگوں کا بھگتان نہیں کر رہا وہ وستوئیں جڑ اور
جنمیں کسی جیو کو داخل کر دیا گیا ہے وہ چیتن کہلاتی ہیں۔
جیو (روح) ایک ایسی وستو ہے کہ جو آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان
اتیادی اندریوں سے محسوس نہیں ہو سکتی۔ البتہ کچھ علامات اور

حالات ایسے ضرور ہیں کہ جن کی موجودگی سے جیو کی موجودگی اور اُنکی غیر موجودگی سے جیو کی غیر حاضری کا انومان کر لیا جایا کرتا ہے یعنی عالم حیوانات میں جن جن علامات و حالات کی موجودگی اور غیر موجودگی کے لحاظ سے روح کی موجودگی یا غیر موجودگی کا فیصلہ دیا جایا کرتا ہے اگر وہی علامات اور حالات عالم نباتات میں بھی ہوں تو اُن میں روح کا موجود ہونا تسلیم کیا جاوے ورنہ نہیں۔

۱ جیسے عالم حیوانات میں ہاتی - اونٹ - گدہا - کتّا - خرگوش - چوہا وغیرہ جانوران کسی معین تک اپنے اپنے جسم کو خاص خاص عرصہ عمر تک بڑھاتے اور پھر ٹھیر جاتے ہیں اسکے بعد عالم ضعیفی میں مبتلا ہوتے اور مرجاتے ہیں ویسے ہی عالم نباتات میں بھی برگد - پیپل - امرود - اڑو - حسّا - گیہوں - چنا - وغیرہ کے درخت اور پودے ایک حد مناسب تک بڑھتے اور پھر ٹھیر جاتے اور اسکے پشچات بوڑھاپے میں مبتلا ہو کر سوکھ جاتے یعنی مر جاتے ہیں -

۲ جیسے مردہ حیوانات کا جسم غذا کو ہضم نہیں کر سکتا ایسے ہی نباتات مردہ بھی اپنی غذا مٹی - پانی ہوا وغیرہ کو حاصل کرنا چھوڑ دیتے ہیں -

۳ جیسے حیوانات میں شباب کا جوبن - پیری کا ضعف اور بیماری و تندرستی کا

تغیر و تبدل ہوتا ہے ویسے ہی نباتات میں بھی۔

۴ جیسے حیوانات جوانی کے عالم میں بارور یعنی صاحب اولاد ہوتے ہیں
ایسے ہی نباتات میں بھی خاص وقت پر پہونچکر پھل آیا کرتے ہیں۔

۵ مثل حیوانات کے نباتات میں بھی نر اور مادین ہوا کرتے ہیں۔

۶ جیسے زمرہ حیوانات میں شیر۔ کتا۔ خرگوش۔ چڑیا۔ گائے۔ بھنگا
کھٹمل۔ سانپ وغیرہ کی عمر طبعی ایک جیسی تعداد کی نہیں ہوتی ویسے ہی
نباتات میں بھی برگد۔ آم۔ کھرنی۔ مکّا۔ گیہوں۔ امرا اتیادی پودوں
و درختوں کی عمر طبعی ایک نہیں ہوا کرتی۔

۷ جیسے جسم جاندار حیوانات کا زخم اندر سے بھرتا ہے ویسے ہی ان نباتات کے
کاٹ چھانٹ اور خراش وغیرہ کے زخم (نشانات) بھی اندر ہی سے
بھرا کرتے ہیں۔ اور مثل جسم حیوانات کے اپنی رگ سے جسم کو بھی ہوا م
بنا لیتے ہیں۔

۸ جیسے سانپ بچھو۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ اپنے اپنے وقت مقررہ پر
کینچلی و بال وغیرہ بدلتے ہیں ویسے ہی درختان بھی۔

۹ مثل حیوانات کے نباتات میں بھی بعض بعض پودے و درخت بالکل یعنی

سب بے ثمر ہو جایا کرتے ہیں۔

۱۰ جیسے حیوانات میں کوئی کوئی جاندار حالت بچپن یا جوانی میں ہی اپنی عمر طبعی سے پیشتر مر جایا کرتے ہیں ویسے ہی بعض بعض پودے اور درخت بھی بچپن یا جوانی میں سوکھ جاتے ہیں۔

۱۱ مثل شکاری یا مانس آہاری حیوانات کے بعض بعض درخت بھی شکاری یا مانس آہاری پائے جاتے ہیں۔

۱۲ مثل حیوانات کے نباتات پر بھی مسمریزم کا عمل اثر پذیر ہوتا ہے۔

۱۳ مثل حیوانات کے نباتات پر بھی تبدیلی آب و ہوا کا اثر ہوا کرتا ہے۔

۱۴ بوڑھوں کی مانند پرانے درخت بھی نسبتاً کم سویا کرتے ہیں۔

۱۵ جیسے ہڈی بلا ہڈی مضبوط ۔ ملایم ۔ سخت ۔ نازک جسم کی بناوٹ والے حیوانات ہوتے ہیں ویسے ہی نباتات میں بھی علیحدہ علیحدہ اقسام کے درخت اور پودے موجود ہیں۔

۱۶ جیسے حیوانات کے جسم میں نس ۔ ناڑی اور رگوں وغیرہ کا پھیلاؤ ہے اور وہ تمام جسم میں خون کو پھیلاتے یعنی گردش کراتے ہیں ویسے ہی نباتات میں بھی رگوں ۔ نس ۔ ناڑیوں کا سلسلہ پایا جاتا ہے

اور اُن کی معرفت ہی تمام درخت اور پودوں میں اُن کے خوراک کی گردش ہوا کرتی ہے۔

۱۷ مثل حیوانات کے نباتات کے پودوں کو بھی چیچک اور بخار وغیرہ کی بیماریاں ہو جایا کرتی ہیں۔

۱۸ مثل حیوانات کے نباتات کے جسم میں بھی ماکس۔ ہڈی۔ چربی۔ خون اور جلد وغیرہ کے حصے علیحدہ علیحدہ پائے جاتے ہیں۔

۱۹ مثل حیوانات کے بعض بعض نباتات کے پودوں اور درختوں سے بھی دودھ اور گھی حاصل کیا جاتا ہے۔

۲۰ جیسے عالم حیوانات میں اکنندسانپ۔ زوفائٹ۔ پالپ۔ مونگا۔ ٹڈریلورس وغیرہ جانوران کے حصے اجسام علیحدہ ہو ہو کر بھی پہلے جیسے ہی جانور بن جاتے ہیں ویسے ہی بعض بعض درختان کی شاخ بھی علیحدہ علیحدہ کٹ کر اور موافق سامان میسر ہونے پر جدا جدا درخت اور پودے بن جاتے ہیں۔

۲۱ جیسے بعض بعض حیوانات جل میں رہتے ہوئے ہی زندہ رہ سکتے ہیں خشکی میں آکر نہیں یا بعض بعض خشکی میں رہنے والے جل میں جا کر

اپنی زندگی کو قایم نہیں رکھ سکتے ویسے ہی عالم نباتات میں بھی سنگھاڑہ سروال۔ کنول وغیرہ کے پودوں اور گیہوں۔ چنا۔ پودینہ وغیرہ کی حالت ہے۔

۲۴ جیسے عالم حیوانات میں چیچڑی۔ جوں وغیرہ جانوران دوسرے حیوانات کے جسم پر ہی سکونت رکھتے ہوئے اپنی زندگی کو قایم رکھتے ہیں ویسے ہی عالم نباتات میں بھی۔ اکاس بیل۔ وغیرہ پودے دوسرے درختوں پر رہکر ہی اپنی ہستی قایم رکھا کرتے ہیں۔

پرشن۔ ہر ایک شریر کے اندر جیوا بھانی ایک ہی ہوا کرتا ہے مگر جب درختوں یا پودوں کی شاخیں اُس درخت یا پودے روپی شریر سے علیحدہ ہو کر علیحدہ علیحدہ درخت یا پودے بنجاتے ہیں تو کیا اُس جیو کے بھی علیحدہ علیحدہ ٹکڑے ہو کر علیحدہ علیحدہ جیوا بھانی شمار ہونے لگا کرتے ہیں۔

اُتر۔ جیو کے ٹکڑے نہیں ہوا کرتے بلکہ ہر ایک ایسی شاخ یا حصہ جسم میں پرماتما کے نیاینیم انوسار علیحدہ علیحدہ جیو اپنا اپنا بھوگ بھوگنے کے لئے داخل کر دئے جایا کرتے ہیں۔

پرشن - کیا پھلوں کے اندر بھی جیو رہا کرتے ہیں اگر رہتے ہیں تو ایک درخت
میں جس قدر پھل یا تخم ہوتے ہیں اُن سب کے اندر بھی جیو علیحدہ علیحدہ
ہی رہتے ہونگے اور اس صورت میں تو ایک درخت یا پودے
میں ایک نہیں بلکہ بہت سارے جیو ابہمانی ماننے لازم آوینگے
اور گیہوں - چنا - ایسا دی پھلوں کو کھانے میں پاپ بھی ہوگا -
اوتر - نباتات ہو یا حیوانات کسی کے بھی تخم میں جیو نہیں رہتا لیکن اُس
جب وہ اُگتے ہیں تو تخم الو سار اُس وقت جس جیو کو اُسمیں آنا ہوتا
وہی داخل کر دیا جایا کرتا ہے -
پرشن - نباتات میں اگر روح کا ہونا مان لیا جاوے تو اُسکے ادکھاڑنے
کھانے - کاٹنے وغیرہ میں جیو ہنسا کا پاپ بھی لگیگا -
اوتر - پہلے جیو ہنسا یا ہنسا کی تعریف بتلاؤ کسے کہتے ہیں -
پرشن کرتا - کسی جیو دھاری کو جان سے مار ڈالنا یا مروا دینا جیو ہنسا اور
علاوہ جان مارنے کے کوئی دوسری قسم کا کشٹ دینا ہنسا
کہلاتی ہے -
اوتر داتا - جو لوگ جو جیوں کو پھانسی دیتے اور بید لگاتے ہیں یا ڈاکٹر

لوگ بیماروں کے نشتر لگاتے اور اوزار چلا چلا کر اُن کے اعضاء
جسم کو کاٹ ڈالتے ہیں یا حاکم و راجا لوگ مجرموں کو مروا ڈالتے ہیں کیا
ایسا کرنے والے یہ سب لوگ بھی جیو ہنسا یا ہنسا پاپ کے مرتکب
ہوتے ہیں۔

پرشن کرتا - جلادوں۔ ڈاکٹروں وغیرہ کا ویسا کرنا فرض ہوتا ہے اسلئے
وہ قصوروار نہیں ہوسکتے اور نہ نیاریم کے مطابق ہی کسی کو دُکھ
پہونچانا پاپ ہوتا ہے مگر بناتات میں رہنے والے جیووں کو بلا کسی
اُن کے قصور کے ستانا اور اُن کو اُن کے جیووں سے علیحدہ کرنا
ضرور پاپ ہے۔

اُتر داتا - بلا قصور کے تو کسی بھی جیو کو کوئی دُکھ نہیں ملا کرتا - جس جس کو
جو جو دُکھ یا سُکھ مل رہا ہے وہ سب اُسکے ہی کرموں کا صلہ ہوتا ہے
یہ دوسری بات ہے کہ دُکھ یا سُکھ دینے میں جو کارن بن رہا ہے
اُسکو اُسکا علم نہ ہووے اگر کسی کی بدکرداری یا بدنیتی کا اثر یا پھل کسی
اور دوسرے کو مل جایا کرتا تو یہ انصاف سے بعید ہوتا - پھل یا نتیجہ
کرم دینے والا کُل نیائے کاری ہے اور اسلئے یہ بالکل ناممکن

بات ہے کہ جس جس کو جو جو دُکھ یا سُکھ مل رہا ہے وہ کسی غیر کی بدکرداری
یا نیک کرم کا نتیجہ ہو وہ سب اُسکے ہی خود کیئے ہوئے پورب کال
کے کرموں کا ادرشٹ پھل ہوتا ہے - اگر وہ پاپی یا قصوروار جو کہ
اُسکو نقصان پہونچانے کا عمل و نیت کرکے اپنا کرتیہ کرم آپ
خراب کر رہا ہے اپنے اس کرتویہ کرم کا پاپ اُسکے بھگتی یہ کرم سے
نکلتا تو قدرتاً کوئی دیگر کارن پیدا ہو کر اُسکے ہی دنن کا دکھ یا
سُکھ - اُس دکھ سُکھ پہونچنے والے کو ادرشٹ مل جاتا - کیونکہ کبھو گنا
ہر کسیکو لازم اور ضروری ہوتا ہے بلا بھگتان کے اُس سے کدا چت
بھی چھٹکارا نہیں مل سکتا منش کے اختیار میں بھوگ کا ہٹا دینا یا
تبدیل بدلکر دینا نہیں ہے ہاں اگر اسکے اختیار میں ہے تو کرتویہ
کرموں کا پالن کرنا ہے - اپنے فرض کے خلاف جو کچھ بھی کیا جاتا ہے
وہ ہی پاپ ہوتا ہے - جلاد کا فرض ہوتا ہے کہ مجرم کو پھانسی لگا
دیوے - اور وہ اپنے اس فرض کو ادا کرتا ہوا مجرم یا قصوروار
نہیں ٹھیرایا جاتا مگر جس آدمی کو جلاد نے پھانسی لگا کر مارا ہے
اگر کوئی دیگر آدمی اس مجرم کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو قصوروار

ہو جاوے ـ کیوں ـ اسی لئے کہ پھانسی لگانا اُسکا فرض یا اُسکا کرم
نہیں تھا ـ اور چونکہ نیچرل طور پر ہر ایک منش کو بھی نباتات کھانا پڑتا
اور ہمکارا ہے اسلئے وہ بھی اُنکے کھانے ـ اوکھاڑنے ـ کاٹنے وغیرہ
سے جیو ہنسا پاپ کا بھاگی نہیں بنتا ـ اور نہ شیر ـ بھیڑیا بلی اتیادی
جانوران ہی کسی پاپ کے بھاگی ہوتے ہیں کیونکہ قدرتاً وہ اسی لیے
بنائے گئے ہیں اور نیچرل خوراک اُن کی ماس ہی بنائی گئی ہے
پرشن کرتا ـ آدمیوں کے زمرہ میں جانوروں کی مثالوں کو مطابقت کرنا
تو درست نہیں ہے جملہ جانوران بھوگ یونی ہیں شیر ـ بھیڑیا ـ
وغیرہ کا کسی دیگر جانداروں کو مار ڈالنا ہی کیا اُن کے تو کسی
بھی کرم کی سزا یا جزا نہیں بنتی وہ یونیاں تو محض بھوگ یونیاں
ہیں انسانی شریر کرم یونی بھی ہے اسلئے اُسکا فرض کسی کو ستانا
یا دکھ دینا نہیں ہے ـ یجروید میں ہر منش کیلئے ہدایت ہے کہ وہ
جیو ماتر کو متر درشٹی سے دیکھے ـ

मित्रस्य चक्षुषा समीक्षामहे। यजुः।

اور جب نباتات کو بھی جاندار مانا گیا تو پھر اُسکے کھانے ـ اوکھاڑنے

وغیرہ میں دوش کیوں ہوا۔

اوتر۔ ہمنے جس مثال یا جس معاملہ میں انسانی اور حیوانی افعال کو مطابقت کیا تھا اسی دائرہ میں اسکو رکھنا چاہیئے سمریت انگوں میں کسی مثال کو مطابقت نہیں کیا کرتے۔ میرا مطلب یہ تھا کہ جیسے سانپ بچھو۔ بھیڑیا۔ شیر۔ بخار۔ ہیضہ۔ درد۔ اتیادی۔ دوسرے جانداروں کی مرتیو اور تکالیف کا کارن ہوتے ہیں یا عملہ پولیس۔ فوج جلاد وغیرہ سپاہی اور ڈاکوؤں وغیرہ کی مرتیو اور تکالیف بھگتانے کا سبب بنا کرتے ہیں اور قصوروار نہیں ٹھیرتے ایسے ہی انسان بھی نباتات کے کھانے اور کھاڑنے وغیرہ میں جیو ہنسا پاپ کے قصوروار قرار نہیں پاتے ویدوں کے اندر۔ ان کو منشوں کی خوراک بتلایا ہے پس جبکہ نیچرل طور پر انسانوں کی خوراک نباتات بنا دی گئی ہے تو کچھ دوش نہیں ہوا۔ اور نہ اُن جیوؤں کو کہ جنکا شریر استھا ور یعنی نباتات ہے کاٹنے وغیرہ سے کچھ تکلیف ہی ہوتی ہے۔

پرشن۔ اس طریقہ پر تو ماس اہاری (گوشت خور) لوگ بھی کہدینگے

کہ ہم بھی نیچرل طور پر مانس اہاری بنائے گئے ہیں اسلئے جانوروں کو مارنا ہمارا اگر تو یہ ہے - اور اُن کو ہلاک کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور قرآن وانجیل وغیرہ کے اندر ہمکو اُن کے کھانیکی اجازت موجود ہے -

اوتر - نیچرل طور پر ہم گوشت خور نہیں بنائے گئے دیکھو گوشت خور جانوروں کو پسینہ نہیں آیا کرتا مگر انسانوں کو پسینہ آتا ہے - گوشت خور جانوروں کو عالم تاریکی میں دور تک کا دیکھ پڑا کرتا ہے مگر انسانی نظر اندھیرے میں کام نہیں کرتی - مانس اہاری حیوانات گھونٹ بھر بھر کر پانی نہیں پیتے بلکہ جیبھ سے چپڑ چپڑ کے پانی پیا کرتے ہیں مگر انسان ایسا نہیں کرتے - گوشت خور جانوران کی آنکھیں گول اور نباتات کھانے والوں کی لمبی ہوا کرتی ہیں گوشت خور جانوران اپنا ایک پاؤں اوٹھا اوٹھا کر پیشاب کیا کرتے ہیں اور سبزی خور ایسا نہیں کرتے گوشت خور جانوران کے کیلے دانت اور معدہ وغیرہ کی بناوٹ بھی ویسی نہیں ہوتی کہ جیسے نباتات خور حیوانات کی ہوتی ہے اور ان معاملات میں انسانوں کی مشابہت

بناتات اہاری جانوروں سے ہوتی ہے نہ کہ مانس اہاریوں سے
علاوہ ازیں دیکھو بندر یا لنگور کے جسم کی بناوٹ قریب قریب
انسانی جسم سے ہی مطابقت ہوتی ہے مگر وہ بناتات اہاری حیوانات
ہیں اسلئے انسان بھی نیچرل طور پر گوشت خور نہیں ہیں اور جبکہ
نیچرل طریقہ پر وہ مانس اہاری نہیں بنایا گیا تو اُسکا مانس کھانا
جائز نہیں ہوسکتا اور نہ وہ تحریرات ہی درست مانی جاسکتی ہیں
کہ جو قانون قدرت یا سرشٹی نیم کے خلاف ہوں رہا یہ کہنا کہ
جانوران کو ہلاک کرنے میں کوئی دُکھ نہیں ہوتا بالکل غلط ہے
جبکہ صریح طور پر دیکھنے میں آرہا ہے کہ وہ جانوران جنکو ہلاک
کیا جاتا ہے تڑپتے ہیں۔ چنگھاڑتے ہیں اپنی جان بچانے کیلئے
چھوٹ کر بھاگ جانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔
پرشن۔ اگر مانس (گوشت) کسی طریقہ سے بلا دوسروں کو دُکھ پہونچائے
پراپت ہو جاوے تو کیا اُسکو کھالینا چاہیئے۔
اوتر بلا دوسروں کو دُکھ پہونچائے تو زندہ مانس کا پراپت ہونا ناممکن
بات ہے مانس کھانے سے جیت کے اندر ایک قسم کی کٹھورتا

اور بیرحمی آجاتی ہے۔ بدّھی میں حیوانات کا سا اثر پیدا ہو جاتا ہے
من کی لطافت اور پاکیزگی میں خرابی ہو جاتی ہے۔ اور دیکھو دُنیا
میں آجتک جسقدر بھی مہاں پُرش۔ فلاسفر حکیم اور دانا لوگ
ہوئے ہیں قریب قریب وہ وہی ہوئے ہیں کہ جو ویجی ٹیرین یعنی
مانس اہاری نہیں تھے۔ اِس لئے منش کو کسی حالت میں بھی مانس
کھانا واجب نہیں ہے۔

پرشن۔ مردہ جانوران کا یا اُن پرانیوں کا مانس کہ جنکو راجانے نیاء انوسار
مروا ڈالا ہو اگر کھالیا جاوے تو کیا ہانی ہے۔

اوتر۔ بروے علم طب ایسا مانس تو نہایت ہی مضر صحت مانا گیا ہے اور
چونکہ نیچرل طور پر مانس کھانا انسانی خوراک نہیں ہے لہذا کسی
حالت میں بھی انسان کو گوشت کھانا واجب نہیں ہے۔

پرشن۔ پودوں اور درختوں وغیرہ کے کاٹنے۔ اوکھاڑنے اور کھانے
میں آپنے بتلایا تھا کہ اُن جیوؤں کو جو کہ بہ حیثیت جیوآتما ہی اُنکے
اندر موجود ہیں کوئی دُکھ نہیں ہوتا اسکا ثبوت کیا ہے۔

اوتر۔ ہر ایک جیوآتما کو ہر ایک قسم کا دُکھ اوسی حالت میں محسوس

ہو سکتا ہے جبکہ اُسکا اُسکی اپنی باہیہ اندریوں سے تعلق یعنی ملاپ
ہو رہا ہو ۔ جس جس اندری کا بھی یہ تعلق جس جس عرصہ کے لئے ساقط
ہو جاتا ہے اُس اُس عرصہ کے لئے ہی اُس اُس اندری دوارا
کوئی کسی قسم کا بھی دُکھ محسوس نہیں ہوا کرتا ہے دیکھو سشُپتی
یعنی نِدرا کی حالت میں جیو آتما اپنا تعلق آنکھ ۔ کان ۔ ناسکا
اِتیادی اندریوں سے ہٹا لیتا ہے پس اسی وجہ سے اس حالت
میں کوئی بُرا بولے یا بھلا ۔ کوئی بُرا روپ سامنے آوے یا اچھا ۔
سُگندھت وایو چلے یا دُرگندھت مگر کچھ بھی اثر محسوس
نہیں ہوتا ۔

عالم نباتات میں جو جیو بھی داخل کئے جایا کرتے ہیں سنسکار انوسار
اُنکو توچا اندری یا توچا شکتی نہیں ملتی ۔ اس لئے اُن کے جسم کو
کاٹنے وغیرہ کا دُکھ بھی اُن کو محسوس نہیں ہوتا ۔ اعضائے جسم
حیوانات میں بالوں کے اندر بھی قدرت نے توچا شکتی کو داخل
نہیں کیا ہے اور یہی کارن ہے کہ بالوں کے کاٹنے وغیرہ میں یا
اُس جیو کو کہ جسکے جسم کے بال کاٹے جاویں کوئی دُکھ نہیں ملتا

علاوہ ازیں عارضی طور پر ڈاکٹر لوگ جب کوکین وغیرہ لگا کر کسی حصہ جسم کی اِس قوت تچا شکتی کو دور یا زائل کر دیتے ہیں تو دیکھنے میں آتا ہے کہ اُس وقت تک اُس حصہ جسم کی کانٹ چھانٹ کرنے میں کوئی کسی قسم کا بھی دکھ پرتیت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ ایسی طریقہ سے آنکھ جیسی نازک چیز تک کو نکال لیتے ہیں۔

پرشن - اگر عالم نباتات میں رہنے والے جیوؤں کا اُنکی اپنی باہیہ اندریوں سے کوئی کنکشن یعنی ملاپ یا تعلق نہیں رہتا اور وہ کسی بھی قسم کے دکھ سکھ کو محسوس نہیں کر سکتے تو ایسی اوستھا میں وہ یونیاں نہ بھوگ یونیاں قرار پاتی ہیں اور نہ کرم یونیاں پھر ایسی صورت میں ان جیوؤں کو اُن یونیوں میں کیوں داخل کیا جاتا ہے اور یہ یونیاں کن یونیوں میں شمار ہونگی۔

اوتر - ہمنے یہ کب بتلایا ہے کہ عالم نباتات کے جیوؤں کو کوئی بھی اندری ملی ہوئی نہیں ہوتیں یا کسی بھی اندری سے اُنکا کوئی تعلق یا کنکشن نہیں ہوتا۔ ہمنے تو صرف ایک تچا اندری کی عدم موجودگی کا اظہار کیا ہے۔ باقی اندریاں مختلف طور پر

اُن میں ویسے ہی موجود یا غیر موجود ہوتی ہیں کہ جیسے عالم حیوانات کے چولوں میں - اور اسلیئے یہ یونیاں بھی بھوگ یونیوں کے ہی زمرہ میں داخل ہیں -

پرشن - اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ عالم نباتات میں تُچا اندری نہیں ہوتی -

اوتر - قبل اسکے کہ نباتات میں تُچا شکتی کی عدم موجودگی کا ثبوت دیا جاوے یہ مُناسب معلوم ہوتا کہ جیو آتماؤں کو جو نانا پرکار کے چولوں میں گھمایا جایا کرتا ہے اُسکا کارن بتلا دیا جاوے -

مہرشی پاتنجل جی نے یوگ درشن سوتر ۱۳ پاد دو ۲ میں بتلایا ہے کہ

सतिमूले तद्विपाको जात्यायुर्भोगः

"ستی مولے تد وپاکو جاتیایور بھوگہ"

یعنی جاتی (قسم چولہ) آیو (عمر) بھوگ (دُکھ سُکھ) یہ تین چیزیں ہر ایک جیو کو اُسکے کرم انوسار مِلا کرتی ہیں - کرموں کی اقسام ویسے تو بہت ہیں مگر جو من سے کیئے جاتے ہیں وہ مانسک اور جو بانی سے کیئے جاتے ہیں وہ واچک اور جو کایا یعنی جسم سے کیئے جاتے ہیں وہ کاِیک کہلاتے ہیں - ان میں سے جو نتیجہ کی خواہش چھوڑ کر کیئے جاتے ہیں وہ نشکام

کرم ہوتے ہیں اور جو کسی غرض یا نتیجہ کو مدنظر رکھکر کئے جاتے ہیں وہ سکام کرم کہلاتے ہیں
دہرم انکول کرموں کو شو کرم اور دہرم سے پرتی کول کرموں کو کو کرم اور جن کرموں کے
کرنے میں اپنا ارادہ یا اختیار حاصل نہو جیسے جسم انسان میں
غذا کا پہونچکر ہضم ہونا - اسکا خون ہڈی مانس وغیرہ بننا اور گردش
خون وغیرہ ہونا - اکرم کہلاتے ہیں اور ان میں سے جن جن کرموں کو
ہمیشہ کرنا واجب ہے جیسے سندھیا - ہون - ایشادی وہ نتیہ اور
اور جو خاص خاص موقعوں پر کئے جاویں وہ نمتیہ اور جو خاص خاص
مقصد کی پراپتی کے لئے کئے جاتے ہیں وہ کامیہ کرم بولے جاتے
ہیں جیسے پتر اشٹی یگیہ وغیرہ اور جو کرم کسی آپتی کے موقعہ پر
کرنے پڑ جاتے ہیں وہ آپت کرم کہلاتے ہیں جیسے نیوگ وغیرہ -
اس تفصیل کو چھوڑ کر موٹی تقسیم جو کرموں کی ہے وہ دو پرکار کی مانی جاتی
ہے جنکو کرتویہ اور بھگتویہ نام سے موسوم کیا گیا ہے یعنی جو کرم ایسے ہوتے
ہیں کہ اُن کے کرنیمیں منش کو آزادی ہے اور اُن کی پراربدھ یعنی جزا یا سزا
بھی بنتی ہے وہ کرتویہ کرم کہلاتے ہیں اور جن کرموں کے کرنے میں جیو کو سوتنترتا
میسر نہیں ہے بلکہ سابقہ کئے ہوئے کرموں کا پھل (بھوگ) بھگتان کرنے

کے لیئے جو کرم کیئے جاتے ہیں وہ بھگتو یہ کرم کہلاتے ہیں - ان میں بھی جو اب کیئے جا رہے ہیں وہ کریہ مان اور جو دُکھ سُکھ کے ملنے کا باعث ہو رہے ہیں وہ پرار بدھ اور جنکا سنسکار (تاثیر) گیان میں جمع ہوتا ہے وہ سنچت کرم کہلاتے ہیں -

ان کرموں کی بدولت جو یونیاں پراپت ہوا کرتی ہیں اُنکی تعداد اقسام ۸۴ لاکھ بتلائی جاتی ہیں - جن میں سے ایک منش یونی تو ایسی یونی ہے کہ جو کرم یونی اور بھوگ یونی دونوں میں شامل ہے یعنی اسمیں کرتویہ اور بھگتویہ دونوں پرکار کے کرم کرنا پڑتے ہیں اور بجز انسانی جسم کے اور جسقدر بھی چولہ ہیں وہ سب بھگتویہ یونیاں کہلاتی ہیں اور اُن میں جیو آتماؤں کو محض بھوگوں کا بھگتان کرنے کے لیئے جانا ہوتا ہے مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب انسانی چولہ میں رہکر بھی ہر قسم بُرے اور بھلے کرموں کے پھل کا بھگتان کیا جا سکتا ہے تو پھر باقی جونوں میں جیو کو کیوں بھیجا جاتا ہے - وہ اِسلیئے کہ پرماتما دیالو ہیں - ہر ایک منش جس قسم کے بھی کرم کرتا ہے وہ وہی ہوتے ہیں کہ جیسے اُسکے دلمیں اوّل خیالات پیدا ہوں اور خیالات اُس قسم کے اُتپن ہوا کرتے ہیں کہ

جیسے اسکے سنسکار ہوں۔ اور یہ سنسکار بھی کرموں کے مطابق ہی بنا کرتے ہیں اور
سنسکاروں کے مطابق ہی نئے نئے کرم بھی طیار ہوا کرتے ہیں یعنی ہر ایک کرم کے
جو کہ منش کرتا ہے دو پرکار کے پھل طیار ہوا کرتے ہیں ایک کو ادرشٹ پھل اور دوسرے کو
اُن میں سے سنسکارک پھل کہتے ہیں - کرموں کو کرتے کرتے جو اُن کے
کرنے کا ابھیاس یا پریکٹس پڑ جاتی ہے وہ ابھیاس یا وہ عادت سنسکارک
پھل کہلاتی ہے اور اس کرم کے کرنے کا جو نفع نقصان یا دُکھ سُکھ
میسر آیا کرتا ہے وہ ادرشٹ پھل ہوتا ہے - اچھے یا بُرے اقسام جونوں
کا میسر آنا اچھے یا بُرے اقسام سنسکارک پھل کا نتیجہ اور سُکھ یا دُکھ کا پراپت
ہونا ادرشٹ پھلوں کا پھل ہوا کرتا ہے - منش چولہ کو جو بمقابلہ دیگر جونوں
کے شرف حاصل ہے وہ اس لحاظ سے نہیں کہ اس چولہ میں بمقابلہ دیگر
جسموں کے سُکھ زیادہ میسر آتا ہے ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو بعض
بعض انسانوں کے مقابلہ میں بعض بعض اُن حیوانوں - کتوں - گھوڑوں
پرندوں وغیرہ کو کہ جن کی خدمت میں کئی کئی منش تعینات ہوتے ہیں عمدہ
عمدہ اقسام کے بھوجن اور بستر بچھتے ہیں - بڑے بڑے حاکم و ذی اختیار
لوگوں سے ہم بغل ہو کر دو دو چار چار گھوڑوں کی سواریوں میں بیٹھکر

میسر کرتے ہیں جن شخصوں کے حضور میں معمولی انسانوں کی سلام تک بھی
نہیں پہونچ سکتی وہانپر بعض بعض کُتّے اُن کے پاس بیٹھے ہوئے ایسے
دیکھے جارہے ہیں کہ جنکا سلام تو درکنار اُنکا مُنہ تک وہ اپنے مُنہ سے
ملا لیتے ہیں پس ایسی حالت میں کیونکر مانا جاوے کہ بمقابلہ دیگر یونیوں کے
سے بہر و تنہا انسانوں کو زیادہ آرام میسر ہے علاوہ ازیں سُکھ دُکھ
کا میسر آنا ایک جیسے سامان کے میسر آنے پر بھی منحصر نہیں ہوا کرتا۔ ایک
راجا کو جو خوشی کسی ملک کو فتح کرکے حاصل ہوتی ہو ممکن ہے کہ اوسی وزن
کی خوشی ایک چپراسی کو دو چار روپیہ ماہوار کی ترقی پاکر ملجاوے۔ پس
ثابت ہوا کہ مختلف قسم کے سُکھ دُکھ کا بھُگتان کرانے کے لیے مختلف قسم
کے چولے نہیں دیے جاتے بلکہ محض سنسکارک پھلوں کا بھُگتان کرانے
کے لیے ہی مختلف اقسام کے جسم ملا کرتے ہیں۔ جس جیو کے اوپر جس قسم
کے اچھے یا بُرے سنسکاروں کی زیادتی ہوا کرتی ہے وہ مجبوراً ویسے
ہی اچھے یا بُرے کرم کرنے پر مجبور ہوجایا کرتا ہے اور تاوقتیکہ اُن سنسکاروں
کی ادھکتا کو پچھتاپ یا پرائشچت یا کسی دیگر سادھن دوارا کم نہ بنایا جاوے
اُس سے اُن سنسکاروں کی تاثیر کے خلاف کرم ہونا ناممکن ہوا کرتا ہے

اور اگر کوئی منش پراشچت وغیرہ کرکے خود برے سنسکاروں کے اثر کو
زائل نہ کرے تو نتیجہ یہ ہو کہ وہ دمبدم پاپ کرم کرتا رہے اور ایسی اوستھا
میں اسکے پاپ کرم سنسکار بھی دمبدم بڑھتے رہینگے اور جب یہ حالت
ہو جاوے تو بتلاؤ کہ اُس جیو کے اودھار کی کون صورت ہو سکتی ہے چونکہ
اوم پرماتما محض نیاکاری ہی نہیں ہیں بلکہ وہ دیالو بھی ہیں اسلئے
وہ ایسے جیو کو کہ جسکے پاپ کرم سنسکار پُن کرم سنسکاروں سے زیادہ
ہو جاتے ہیں منش چولہ یعنی کرم یونی عطا نہیں کرتے منش یونی تو اوسی
حالت میں عطا کرتے ہیں کہ جب پاپ اور پُن کرم سنسکار کے پھل برابر
ہوں یا پُن کرم سنسکار زیادہ ہوں بصورت زیادتی پاپ کرم سنسکاروں
کے اسکو بھوگ یونیاں میسر آتی ہیں یعنی جس جس اندری سے اُسکو ادہرم
کاریوں کے کرنے کی عادت یا پریکٹس ہو گئی ہوئی ہے اُسکو ایسے چولہ میں
بھیجتے ہیں کہ جن میں وہ اندریاں ہی کہ جن سے پاپ کرم کرنے کی پریکٹس
ہو گئی تھی - نہیں ہوتیں اور جسقدر عرصہ تک وہ بلا اُن اندریوں کے رہکر
اپنی اس خراب عادت کو فراموش نہیں کر جاتا اُسکو مکرر وہ اندریاں عطا
نہیں کیجایا کرتیں چنانچہ مختلف اقسام کے چولے بلحاظ کمی بیشی اندریوں

یا شکتیوں کے ہی ہوا کرتے ہیں - اور جب اس جیو کی وہ خراب عادت یا پاپ کرم سنسکار ایک دو یا زیادہ بھگتو یہ یونیوں میں تبدیل بدل سکونت کرتے ہوئے رفع ہو جاتے ہیں اور پُن کرم سنسکار پاپ کرم سنسکاروں کے برابر یا ادہک ہو جاتے ہیں تو دیالو پتا پرماتما پھر فوراً منش یونی میں جنم دیکر آئندہ کو ترقی کرنے کا موقعہ دیتے ہیں اور وہ جملہ شکتیاں اور جملہ اندریاں پھر عنایت کر دیتے ہیں اور اختیار یا سوتنترتا دیدیتے ہیں کہ جیسا چاہو کرو -

وید اور شاستروں کے اندر اس امر کا گیان بھی دیدیا گیا ہے کہ کن کن یا کیسے کیسے کرموں کے کرنے سے کیسی کیسی یونیاں یعنی کیسے کیسے چولے میسر آیا کرتے ہیں - مگر اس موقعہ پر ہمکو کسی دیگر یونیوں کے کرموں کی پڑتال کرنا مدنظر نہیں ہے بلکہ اسوقت تو اسی بات کی تلاش کرنا مقصود ہے کہ عالم نباتات میں کیسے کیسے کرم کرنے والے جیو بھیجے جایا کرتے ہیں -

رشی دیانند سرستی جیو نے اپنی پُستک ستیارتھ پرکاس سملاس ۹ فقرہ ۶۷ میں منوسمرتی ۱۲ - ۸ و ۱۳ - ۹ شلوکوں کا حوالہ دیتے ہوئے

بتلایا ہے کہ یہ جیو جس نیک یا بد کام کو من سے کرتا ہے اسکو من سے
زبان سے کئے ہوئے کو زبان سے اور جسم سے کئے ہوئے کو جسم سے
پاتا ہے اور جو شخص بذریعہ جسم کے چوری یا دوسرے کی عورت سے
مباشرت یا نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ (کا بک کرم) بد کام کرتا ہے
اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے۔

قانون یہ تھا کہ جس اندری جس شکتی جس اوزار سے کوئی غلط
کام کیا جاوے اس سے وہی اندری وہی شکتی وہی اوزار ضبط کر لیا
جاوے چونکہ مباشرت وغیرہ کرم بھی اچھا شکتی یا اچھا اندری کی وجہ
سے ہی کئے جایا کرتے ہیں اسلئے دیا مے پرماتما ایسے جیوؤں کی اچھا
شکتی چھینکر انکو ایسے قالبوں میں جنم دیتے ہیں کہ جن میں قدرتاً وہ
شکتی یا وہ اندری موجود نہیں ہوتی اور وہ ایسے قالب درختوں وغیرہ
نباتات کے ہی ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں ملاحظہ ہو چھاندوگیہ اپنشد چھٹا پرپاٹھک گیارہواں کھنڈ منتر ۲ و ۳

छान्दोग्य उपनिषद प्रपाठक ६ खण्ड ११ मं० २, ३
२- अस्य यदेकां शाखां जीवो जहात्यथ सा शुष्यति

द्वितीयां जहात्यथसा शुष्यति तृतीयां जहात्यथसा शुष्यति
सर्वं जहाति सर्वः शुष्यत्येव मेव खलु सोम्य विद्धीति होवाच २।
३- जीवा पेतं वाव किलेदं म्रियते न जीवो म्रियत
इति स य एषोऽणिमैतदात्म्य मिदं सर्वं तत्स-
त्यं स आत्मा तत्व मसि श्वेत केतो: ॥३॥
काठोपनिषत् वल्ली ५ मं० ६,७
६- हन्त त इदं प्रवक्ष्यामि गुह्यं ब्रह्म सनातनम्।
यथाच मरणं प्राप्य आत्मा भवति गौतम ॥६॥
७- योनि मन्ये प्रपद्यन्ते शरीर त्वाय देहिन: ।
स्थाणु मन्येऽनुसंयन्ति यथा कर्म यथा श्रुतम् ॥
छान्दोग्योपनिषत् प्रपाठक ६। खण्ड ३ मं० १
१- तेषां खल्वेषां भूतानां त्रीण्येव बीजानि ।
भवन्त्यण्डजं जीव जमुद्भिज्ज मिति ॥१॥

۲- جب اس کی (یعنی درخت کی) ایک شاخ سے جیو نکل جاتا ہے وہ خشک
ہو جاتی ہے جب دوسری شاخ سے جیو نکل جاتا ہے وہ بھی خشک ہو جاتی ہے

تیسری سے نکل جاتا ہے تو وہ بھی خشک ہو جاتی ہے تمام درخت سے
نکل جاتا ہے تو وہ بھی سارا درخت سوکھ جاتا ہے اسیطرح اے بیٹے
(سویت کیتو) تم جانو۔

۳ جب جسم سے جیو نکل جاتا ہے وہ جسم مرجاتا ہے مگر جیو نہیں مرتا وہ جو لطیف
سب کا اصل ہے اُسی سے سب آتما والے ہیں وہ ست ہے وہ آتما
ہے اے سویت کیتو وہ تو ہے۔

کٹھہ اوپنشد پانچویں ولی منتر ۶ و ۷۔

۶ اے گوتم اب تجھکو یہ راز بتاؤنگا کہ برہمہ قدیم ہے اور آتما کس طرح
ڈمسکے گیان کے بغیر) (اگیانی) مرکر (بار بار) جنم لیتا ہے۔

۷ کچھ تو (ماں کے) پیٹ میں جسم پانے کے لیے رہتے ہیں۔ دوسرے
درختوں کے تنوں میں داخل ہوتے ہیں اپنے کرم کے موافق اور
اپنے گیان کے موافق۔

چھاندوگیہ اُپنشد چھٹا پرپاٹھک تیسرا کھنڈ منتر اوّل

۱ ان تمام جانداروں کے تین ہی بیج ہیں۔ انڈے سے پیدا
ہونے والے (پرند وغیرہ) انڈج۔ پیٹ سے پیدا ہونے والے

جو اناج اور زمین سے پیدا ہونے والے جو اودبھج کہلاتے ہیں (درخت)
اتھروید ۸-۲-۶ منتر کا اپیوگی بھاگ ہے۔

(جیولانگ ندہاری لانگ جیوئنتیم ادشٹد ہیم اہم)
جس میں دو شبد پڑے ہوئے ہیں یعنی جیولانگ اور جیوئنتیم
جن کے ارتھ ہوتے ہیں کہ اوشدھی جیولانگ ارتھات جیو آتما کو
رکھنے والے اور جیوئنتیم ارتھات پران دھاری
مہرشی دیانند سرستی جی نے بھی اپنے سنسکرت بھاشیہ یجروید
ادھیائے ۳۵ منتر ۱۵ میں لکھا ہے۔

इमं जीवेभ्यः परिधिं दधामि मैषां नु गादपरो अर्थमेतम्
शतं जीवन्तु शरदः पुरूचीरन्तर्मृत्युं दधतां पर्वतेन ।१५।।

یعنی لفظ جیو سے بیجے کا ارتھ پراناوہاری کے بیجے ستھاور شریر کے بیجے
نشچے کیا ہے اس میں استھاور کو شریر مانا ہے ارتھات وہ جیو جو
پران دھاری ہیں اور وہ جیو کہ جن کا شریر استھاور ہے۔

اوم

ٹریکٹ نمبر ۲   قیمت ۳ پائی

الہام کی ضرورت

مصنفہ

پنڈت کرپارام شرما جگرانوی آنریری اپدیشک

حسب فرمائش لالہ متھراداس صاحب پوری مینیجنگ ڈائرکٹر

آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

سنہ ۱۹۰۳ء میں

سیوک پریس لاہور میں طبع ہوا

الہام کی ضرورت

پیارے ناظرین جب ہم سنسار میں انسان کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ہر ایک اندری دوسرے دیوتا کی محتاج نظر آتی ہے۔ مثلاً انسان کی آنکھ بغیر سورج کی مدد کچھ بھی نہیں دیکھ سکتی اگرچہ انسان نے چراغ وغیرہ روشنی کے بہت سے سامان تیار کئے ہیں لیکن انسان اسقدر کام نہیں لے سکتا جسقدر سورج سے۔ اور چراغ وغیرہ میں جو کچھ روشنی ہوتی ہے وہ بھی سورج کی کرنوں سے پیدا ہوتی ہے اور سورج کی کرنوں کے حصہ کو چھوڑ کر باقی جسقدر تیل بتی چراغ وغیرہ ہیں وہ بالکل روشن نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ بغیر سورج کے نکمی ہے اگر دنیا میں سورج نہ ہوتا تو آنکھ کا ہونا نہ ہونا برابر تھا لیکن اگر آنکھ کو نہ پیدا کیا جاتا تو سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھانا

بھی ممکن نہ تھا اگرچہ سورج کی گرمی سے بہت سے کام نکلتے ہیں لیکن روشنی صرف
آنکھوں کی مدد کا ہی کام دے سکتی ہے اب دوسرے کانوں کی طرف دیکھ لیجیئے وہ
خلا یعنی اکاس کے بغیر بالکل نکما ہے آپ نے اکثر موقعوں پر دیکھا ہوگا کہ میدانوں میں
دور تک کی آواز سنائی نہیں دیتی اس کا سبب یہ ہے کہ آواز ہمیشہ خلا میں
ہوا کے ساتھ چلتی ہے۔ جہاں خلا نہ ہو وہاں ہوا کے نہ چلنے سے آواز بھی نہیں
چل سکتی۔ اب اگر سنسار میں اکاش نہ ہوتا تو کانوں کا ہونا نہ ہونا برابر تھا۔
اسی طرح پر قوت لامسہ یعنی توچا کو دیکھیے وہ بغیر ہوا کے بالکل نکمی ہو جاتی ہے
جب ہوا چلتی ہے تب اس کے ساتھ جو سردی یا گرمی پر مانوں موجود ہوتے
ہیں مادہ وہ سپرش اندری یعنی توچا کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اسی طرح جیہ رسنا
اندری یعنی جیبھا جل کی محتاج ہے اگر جل نہ ہوتا رسنا اندری کو رس کا گیان ہونا
ناممکن ہو جاتا اور ناس کا خوشبو اور بدبو کے واسطے پرتھوی یعنی مٹی کی محتاج
ہے۔

پیارے ناظرین بیان متذکرہ بالا سے معلوم ہو گیا کہ ان کا ہر ایک
ظاہری حواس بغیر امداد کے کام نہیں کر سکتا اب سوچنا چاہیئے کہ کیا
انسانی جیواتما یعنی بدہی بغیر امداد کے کام کر سکتی ہے یا نہیں۔ جیواتما کی

غور کیا جا سکتا ہے وہاں تک غور کرنے سے معلوم ہوا کہ عقل بھی محتاج ہے
جسطرح آنکھ کی نظر جگہ اور روشنی کے لحاظ سے کم بیشی گھٹتی رہتی ہے
ایک آدمی چراغ کی روشنی میں دیکھتا ہے تو اسکی نظر بہت ہی نزدیک
پدارتھونکو دیکھتی ہے اور وہ اُنکی باریکیوں سے بھی پورا پورا آگاہ
نہیں ہو لیکن چاند کی روشنی میں وہ چراغ کی روشنی سے زیادہ
تک معلوم کر سکتا ہے اور سورج کی روشنی میں بہت سے دور دراز
کے پدارتھوں کا گیان حاصل کر سکتا ہے ساتھ ہی جگہ کے نشیب
و ہر چیز کی اونچائی نیچائی کے لحاظ سے نظر میں بہت بھاری فرق
ہو جاتا ہے یہی حالت بدھی یعنی عقل کی ہے جس قسم کی روشنی یا
ودیا حاصل ہوتی ہے اس قسم کی سنسکار جم جاتے ہیں کبھی تو بدھی بار
سے باریک پدارتھ کی تحقیقات میں لگ جاتی ہے اور کبھی موٹی سے م
چیز کو بھی اندھیم پرم پرا یا تقلید کی نظر سے مان لیتی ہے ذرا بھی تحقیقا
کا مادہ اس میں نہیں رہتا جسطرح چراغ کی روشنی آنکھ کے دائرے
کام میں مدد دیتی ہے اور اسے کچھ نہ کچھ کسی کو نقصان بھی پہنچتا ہے
چراغ کی روشنی میں بیٹھنے والے انسانکو ہمیشہ ہوا سے خوف

ہے اگرچہ وہ اپنے چراغ کو تیز ہوا لگتی دیکھ کر اور چراغ کی لاٹ کو کانپتا ہوا
معلوم کر کے اپنی روشنی کی کمزوری سے واقف ہو جاتا ہے لیکن جب وہ اپنے
گھر کی باہر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے اُس حالت میں یا تو اُسے اندھیرا
نظر آتا ہے یا کسی اور کا بھی چراغ جلتا ہوا معلوم کرتا ہے اندھیرے کی حالت میں
اپنے آپ کو سب سے افضل مان لیتا ہے اور چراغ جلتا ہوا سمجھ کر یہ سمجھ لیتا ہے
کہ جیسے میری تذبذب کی حالت ہے وہی تمام دنیا کی ان دونوں حالتوں میں
اس کو ستیہ کی جگیاسا نہیں پیدا ہوتی جب ستیہ کی جگیاسا ہی نہیں تو ستیہ
کا گیان کس طرح سے ہو سکتا ہے جب ستیہ کا گیان نہ ہوا تو وہ استیہ پر ایت
کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔

پیارے ناظرین چراغ کی روشنی سے مسافر اپنا سفر طے نہیں کر سکتا کیونکہ
ذرا سی ہوا لگ جانے سے چراغ کو خوف رہتا ہے تیل اور بتی کے کم ہو جانے
سے چراغ بجھ سکتا ہے بارش اور آندھی میں چراغ ٹھہر ہی نہیں سکتا ایسی
حالتوں میں جس کے سفر کا مدار صرف چراغ کی روشنی پر ہو وہ کسی طرح شانتی
کی منزل کی طرف بے خوف و خطر چل سکتا ہے دوسرے چراغ کی روشنی بھی تو
بغیر آگ کے پیدا نہیں ہو سکتی اور آگ بھی لکڑی کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے تو گویا چراغ

کی روشنی کا ہونا بھی تو سورج کے بغیر ناممکن ہی. پس مسافر کے واسطے جیسا سورج کی روشنی لازم ہے اسیطرح بیند کی مارگ چلنے کے واسطے گیان کے سورج کا ہونا لازمی ہی جب کہ قانون قدرت فی ہر ایک حواس سے پہلے ہر ایک اندری کا معاون دیوتا پیدا کیا اسی اتم اور باریک سے باریک پدارتھ کو جاننے کے قابل اندر یعنی بدھی کا کوئی معاون نہ بنانا یہ بات قابل تسلیم نہیں معلوم ہوتی اور نہ یہ بات مانی جا سکتی ہے کہ جسطرح آنکھ کے بعد سورج پیدا ہوتا. اسیطرح بدھی کے بعد بھی گیان کا سورج پیدا نہیں ہو سکتا اس واسطے لازمی معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کاملہ سے کوئی گیان کا سورج باریک سے باریک پدارتھوں کے جتانے کے واسطے ضرور بنایا گیا ہو گا ورنہ قادر قدرت کے کامل گیانی ہونے پر غلطی کا الزام عاید ہوتا ہے۔

پیارے ناظرین جسطرح سورج دنیا کی شروع سے لیکر آج تک ایک ہی ہے اس کو بدلنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اسیطرح گیان کے سورج کا بھی لاتبدیل ہونا لازمی معلوم ہوتا ہے اور جسطرح انسانی بناوٹ چراغ اور لیمپ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں لیکن سورج نہیں بدلتا اسیطرح ہمیشہ کا گیان بدلتا رہتا ہے لیکن ایشوری گیان ہمیشہ ایکسا رہتا ہی گویا قدرت میں ہمیشہ

سکھاتی ہے کہ جسطرح اس کے بنائے ہوئے ہر ایک امر ریکے معاون اٹل ہیں نہ کبھی آنکھ کے واسطے دوسرا سورج بنانے کی ضرورت ہوتی ہے نہ کسی اور اندری کے معاون دیوتا کے بنانے کی ضرورت معلوم دیتی ہے پھر کس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے کہ بدھی کا معاون سورج یعنی ایشوری گیان یا الہام بدلتا رہتا ہے تبدیلی ہمیشہ کمی کو پورا کرنے یا خراب اجزا اس کو نکالکر اپنے اجزا کے داخل کرنے کے واسطے ہوتی ہے لیکن ایشور کے سروگیہ ہونے سے نہ تو اس کے گیان میں کمی مانی جا سکتی ہے اور نہ اس میں کچھ خرابی ہی تسلیم کی جا سکتی ہے ورنہ اس کی عالم کل ہونے پر الزام عاید ہوتا ہے جو کمی اور غلطی کا ایشوری گیان میں ہونا ناممکن ہے جیسا کہ سورج میں اندھیرے کا ہیں ایسی حالت میں ایشوری گیان میں تبدیلی غیر ضروری ہے ہاں یہاں سے پتہ لگا کہ جہاں تبدیلی ہوتی ہے وہ ایشوری گیان نہیں ہو سکتا۔

پیارے ناظرین جسطرح چراغ اور لیمپ میں اس حصہ کو چھوڑ کر جو درج سے لیا گیا ہے باقی سارے اجزا یعنی چراغ تیل اور بتی سب کے سب پرکاش سے خالی ہوتے ہیں اسیطرح پر انسانی گیان میں جس قدر کہ حصہ ایشوری گیان کا ہوتا ہے وہ روشن یعنی سیتہ ہوتا ہے باقی بقدر

باتیں ہوتی ہیں وہ بالکل گیان سے خالی ہوتی ہیں جس طرح چراغ کا بنانا بغیر
سورج کی روشنی کے ناممکن ہے اسی طرح انسانی ودیا کی پیدائش بھی بغیر
ایشوری الہام کے ناممکن ہے کیونکہ روشنی کے بغیر تو ہم میں مٹی کا چراغ
بنانے کی ضرورت تو نہ سرسوں سے تیل ہی نکالکر اس میں ڈالنے کی طاقت ہو سکتی
ہے اور نہ روئی پیدا کر کے بتی بنائی جا سکتی ہے۔ نہ اگنی سے ہی روشنی ڈالی
جا سکتی ہے گویا جس طرح چراغ کا جلنا آنکھ اور سورج کے ہونے پر ممکن
ہو سکتا ہے اسی طرح پر انسانی کتابوں کا ملنا بھی ایشری الہام کے بغیر ناممکن
ہے چونکہ اندھا سورج کی مدد پر بھی چراغ جلانے میں بلا آنکھ کے کامیاب نہیں ہو سکتا
ہے نہ بغیر عقل کے ہی ایشوری گیان ہونے سے انسانی ودیا کے پیدا کرنے
میں کامیاب ہو سکتا ہے جس طرح سنسار میں ہر ایک منزل چلنے میں آنکھ اور
سورج دو لازمی چیزیں اسی طرح ہر ایک روحانی منزل کے مسافر کے
واسطے عقل اور ایشوری ودیا یعنی الہام کی ضرورت جو سورج کے ہونے
میں آنکھیں بند کر کے چلتا ہے وہ بھی ٹھوکر کھاتا ہے اسیطرح اور جو
آنکھ کھولکر اندھیرے میں چلتا ہے وہ ٹھوکر کھاتا ہے اسی طرح
جو شخص ایشوری گیان یا الہام کو مان کر عقل کو دخل نہیں دیتا وہ بھی مقصود

سے گر جاتا ہے اور جو شخص عقل کے بھروسے پر ایشوری ودیا کی سہایتا کو
انکار کرتا ہے وہ بھی منزلِ مقصود سے کوسوں دور جا گرتا ہے۔

پیارے ناظرین جسطرح پر سورج کی روشنی اور چراغ کی روشنی
جانچنے کا آلہ ہمارے پاس آنکھ ہے اور آنکھ کے بغیر ہم سورج اور چراغ
کی روشنی میں تمیز نہیں کر سکتے اسیطرح پر ایشوری گیان اور انسانی علم کی
تمیز کرنیکا آلہ ہمیں قدرت نے عقل دی ہے جسطرح ہم چراغ کی روشنی
کی نامکمل ہونے سے اور اُس کے اجزا چراغ بتی اور تیل کے روشن نہ ہونے
سے اور اس کی پیدائش کو سورج کے چھپ جانے کے بعد دیکھنے سے معلوم کرتے
ہیں کہ یہ انسانی روشنی ہے دوسرے چراغ کو ہمیشہ ہوا لگنے کے خوف رہنے
سے بھی ہم اس کی کمزوری سے واقف ہو جاتے ہیں اسیطرح انسانی کتابوں
میں انرت یعنی جھوٹ بیاگھات یعنی تضاد اور پُنروکتی یعنی تکرار سے ہمیں
معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کتابیں انسانی ہیں دوسرے انسانی کتابوں
کے بننے کا زمانہ بھی بتلا دیا ہے۔ کتابیں فلاں زمانہ اور ملک میں بنی
ہیں تیسرے جن کتابوں میں یہ بتلایا جاتا ہے کہ مذہب میں عقل کو
دخل نہیں یا دلیل سے ثابت ہونے کا جواب دیا گیا ہو وہ کتابیں

کتابمیں صاف طور سے اپنے انسانی ہونیکی گواہی خود دیتی ہیں کیونکہ
جسطرح سورج اور چراغ میں ہم آنکھ سے تمیز کرتے ہیں ایسے ہی انسانی
علم اور ایشوری ودیا میں تمیز کرنے والا آلہ صرف عقل ہے اب سوچ لیجیے
جو آدمی یہ کہے کہ ہمارا علم سورج ہے لیکن وہ آنکھ سے نہیں دیکھا جاتا ہے
جسطرح یہ شخص دھوکہ دیتا ہے کیونکہ ہمارے پاس تو کوئی اوزار نہیں جس سے
سورج کو ٹھیک طور پر معلوم کریں۔ اسی طرح وہ شخص ہے کہ جو اپنی
مذہبی کتاب کو ایشوری گیان بتلا کر یہ کہتا ہے کہ مذہب میں عقل کو
دخل نہیں وہ صاف طور پر اپنے مذہب کی کمزوری کا اقرار کرتا ہے
اور دوسروں کو دھوکا دیتا ہے۔

پیارے ناظرین جو لوگ اپنی کتاب کو ایشوری بتلا کر اس کو دلیل
سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں وہ درحقیقت ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم سونا
تو خریدیں لیکن اس کو کسوٹی پر نہ رکھیں جسطرح پر سونا بغیر پرکشا کے
کیا معلوم ہے کہ وہ درحقیقت خالص سونا ہے یا تانبا ملا ہوا ہے اسیطرح
بغیر دلیل کے یہ کسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب کل ایشوری گیان
سے معمور ہے یا اس میں کچھ انسانی بناوٹ ہے۔

پیارے دوستو مذہب میں عقل کو دخل نہ دینا درحقیقت آنکھ بند کرکے
سفر طے کرنے کا معاملہ ہے جسطرح آنکھ بند کرکے سفر طے میں قدم قدم
پر ٹھوکر دل کے لگنے کا خطرہ ہے اسیطرح عقل کی بنا مذہب میں
چلنے کی حالت ہے۔

پیارے ناظرین ہمارے بہت سے دوست یہ کہیں گے کہ تمہاری عقل
نامکمل ہے جس سے تم خدا کے علم کو پرکھنا چاہتے ہو میں اُنسے پوچھتا ہوں
کہ اگر تم عقل کو نامکمل سمجھکر اس سے کام نہ لو تو بتاؤ تمہارے پاس اور کون
سی کسوٹی ہے جس سے تم علم الٰہی اور علم انسانی کو الگ الگ جانچ سکو
جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ علم الٰہی کے امتحان کرنے کی ضرورت نہیں انہیں
مہاتماؤں نے سنسار میں خون کے دریا بہا دئے ہیں کیونکہ علم الٰہی کے واسطے
جو کسوٹی تھی اُس کو چھوڑ دیا اب ہر شخص اپنی مت کی کتاب کو علم الٰہی کہنے
لگا لیکن یہ نہ سمجھا کہ جسطرح دنیا میں ایک ہی سورج ایشوری روشنی ہے
باقی سب چراغ اور لیمپ وغیرہ انسانی بناوٹ ہیں اسی طرح دنیا میں ایک
ہی کتاب ایشوری گیان ہے باقی سب انسانی کتابیں ہیں جسطرح
سورج ہمیشہ دنیا کے آغاز میں پیدا ہوتا ہے۔ درمیان میں نہیں

پیدا ہوا اسی طرح ایشوری کتاب بھی دنیا کے آغاز میں نازل ہوتی ہے
درمیان میں نہیں نازل ہوتی جسطرح سورج میں کوئی حصہ اندھکار کا نہیں
بلکہ کل کا کل روشنی ہے اسیطرح ایشوری گیان میں کوئی حصہ قصہ کہانی کا
نہیں بلکہ کل کا کل ودیا ہے ۔

پیارے ناظرین متذکرہ بالا تحریر سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ الہام
کی ضرورت دنیا کو اس وقت ہی جبکہ دنیا میں تعلیم کا سلسلہ موجود نہو کیونکہ
الہام کے بغیر سلسلہ تعلیم چل نہیں سکتا اور یہ بھی یاد رہے کہ جس الہام کی
ضرورت ہے اس کا مکمل ہونا بھی ضروری ہے اور جو چیز مکمل ہوتی ہے اس کا
اس ضرورت کو پورا ہونے تک لاتبدیل ہونا بھی لازمی ہے اور الہام جس
عقل کی امداد کے واسطے بنایا گیا ہے اس کے موافق ہونا بھی ضروری
ہے اور الہام جن اپرتکش باتوں کو دیا گیا ہونا اس تکمیل کا لکشن ہے کیونکہ
پرتکش چیزیں اندریوں سے معلوم ہوتی ہیں انکے واسطے الہام کی
ضرورت نہیں ہاں انکے سوکشم وچار کے واسطے جو اندریوں سے
محسوس نہیں ہوتا اس لئے انکا ذکر کرنا بھی لازمی ہے ۔

پیارے ناظرین بیان متذکرہ بالا سے آپ کو الہام کی ضرورت اور

اس کی تعریف معلوم ہو گئی ہوگی یعنی عقل کی امداد کے واسطے الہام کی ضرورت ہے

اور الہام ہمیشہ عقل کا معاون ہونا چاہئے اور جو عقل کے مخالف ہے وہ الہام نہیں کہلا سکتا اور الہام کا ہونا دنیا کے شروع میں لازمی ہے کہ درمیان میں نہیں ورنہ سلسلہ تعلیم حل نہیں سکتا اور اس میں بہت سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں اول اگر الہام کا ہونا دنیا کی درمیان میں آوے تو اس سے پہلے لوگوں کے واسطے تو ہوگا نہیں اس سے بے انصافی پائی جاتی ہے کیونکہ الہام کے ذریعہ سے انسان ایشور کے حکموں کو معلوم کر کے اسی کے مطابق کام کرنے سے نجات حاصل کر سکتا ہے اب جن لوگوں کے مرنے کے بعد دنیا میں الہام آیا ان بیچاروں کی نجات کس طرح ہوئی ہوگی اگر مان لیں کہ انکی نجات بغیر الہام کے ہو گئی تو الہام کی ضرورت ہی نہیں اگر نہیں ہوئی تو بے انصافی ہے دوسرے قدرت کاملہ کے قاعدہ کے بالکل خلاف ہے کیونکہ قدرت نے پہلے حواسوں کے معاون پیدا کئے بعد میں حواس جیسے بیرونی حواسوں کے واسطے قدرت کا یہ قاعدہ معلوم دیتا ہے تو ضرور اندرونی طاقت عقل کا معاون بھی اس سے پہلے ہونا چاہئے

پیارے ناظرین بعض دوست کہیں گے کہ شاید قدرت کا یہ کوئی قاعدہ ہو کہ وہ اندرونی عقل کا معاون بعد میں پیدا کرے کیونکہ دنیا میں یہ علم مثل ہے کہ الاحتیاج ام الایجاد لیکن اُنکا یہ فرمانا ٹھیک نہیں کیونکہ اسکے واسطے کوئی ثبوت نہیں اور دوسری یہ مثل تو انسانی عقل کے واسطے ہی کیونکہ انسانی عقل محدود ہے اس کو ضرورت سے پہلے ضرورت کا علم نہیں ہوتا اسواسطے ضرورت کے بعد وہ ایجاد کرتا ہے لیکن عالم کل کے واسطے جسکو دنیا کی ضرورتوں کا پورا علم ہر وقت ہے اس کا قاعدہ احتیاج سے پہلے ایجاد کرنے کا ہے۔

پیارے ناظرین الہام میں قصہ کہانی کا ہونا بھی اس کو انسانی بناوٹ ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ واقعات کے بعد دنیا میں لکھے گئے ان واقعات سے پہلے انکا ہونا معدوم ہے جس الہام میں قصہ کہانی پایا جاوے وہ الہام نہیں بلکہ تواریخ ہو سکتی ہے اور الہام میں ترمیم اور تنسیخ کبھی نہیں ہوتی کیونکہ ترمیم و تنسیخ گیان کی کمی کا ثبوت ہے چونکہ ایشور عالم کل ہے اسکا گیان مکمل ہے اسواسطے گیان میں کمی بیشی کبھی نہیں ہوتی اور الہام میں خدا کی صفتوں کا ٹھیک بتلانا بھی لازمی ہے جو الہام خدا کو محدود اور محتاج بالغیر مانتا ہے وہ بھی الہام نہیں

ہو سکتا مثلاً جس میں ہر ایک کام کے واسطے علیحدہ فرشتہ اور پیغمبر بتلایا گیا
دنیا کے بادشاہوں کی حالت کو دیکھ کر لکھا گیا ہے کیونکہ پیغمبر کے معنی
پیغام لانے والے کے ہیں اور پیغام فاصلہ میں آیا کرتا ہے اور خدا اور انسانوں کے
درمیان فاصلہ بتلانا خدا کو محدود ٹھہرانا ہے دوسرے ایجنٹ بھی محدود ہی
ہوتے ہیں پس الہام میں خدا کی صفات کا کامل اور بے عیب ہونا لازمی ہے

اوم شانتی ۔ شانتی ۔ شانتی ۔

کمپنی نے حسب ذیل کام شروع کیے ہیں

آڑھت - آپ کمپنی کی معرفت لاہور میں ہر قسم کے مال کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔

قرضہ - زیور وغیرہ گرو رکھنے یا کافی ضمانت پر کمپنی سے قرض مل سکتا ہے۔

نیلام - گاڑی - گھوڑا - بائیسکل - فرنیچر و دیگر ہر قسم کا مال و اسباب کمپنی کی معرفت نیلام ہو سکتا ہے - عموماً ایک ماہ میں دو دفعہ کمپنی کے بنگلہ پر نیلام ہوتا ہے - کمپنی آپ کے آرڈر پر نیلام سے جو کچھ آپ چاہیں خرید کر ارسال کر سکتی ہے۔

جنرل سپلائنگ ایجنسی - آپ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر ایک چیز جو لاہور میں دستیاب ہو سکتی ہو - کمپنی کی معرفت منگوا سکتے ہیں - بلکہ آپ انگلینڈ - جرمن آسٹریلیا - جاپان فرانس - امریکہ وغیرہ وغیرہ ملکوں سے ہر ایک قسم کی مشینیں و دیگر ہر ایک قسم کا مال برائے تجارت منگوا سکتے ہیں۔

بک ڈپو - آرین لٹریچر کی خصوصاً مقابلتاً سستی کتابیں کمپنی ہذا سے مل سکتی ہیں جہاں ایک روپیہ کے خریدار کو بھی کمیشن دیا جاتا ہے ❖

المشتہر

متھراداس پلوڈری مینیجنگ ڈائرکٹر آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور انارکلی
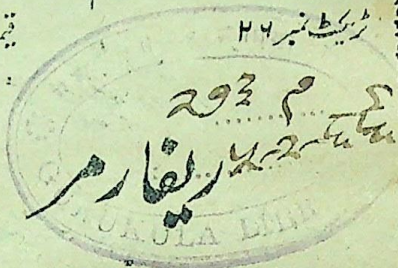
اوم

ٹریکٹ نمبر ۲۶ قیمت فی جلد ۳ پائی

پیغام

مصنفہ

پنڈت کرپارام شرما جگرانوی آنریری اُپدیشک

حسب فرمائش لالہ متھراداس صاحب پوری مینجنگ ڈائرکٹر

آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور نے

سنہ ۱۹۰۲ء میں

سیوک پریس لاہور میں طبع ہوا

اوم

ریفارم

پیارے دوستو ہمارے پُرانے رشی منی جسے آچاریہ کہتے تھے - مغربی ملکوں
میں جسے پیغمبر کہتے رہے اور یوروپ کے لوگ جسے ریفارمر کہتے ہیں - یہ وہ لوگ
ہیں جو اپنی اغراض کو پبلک کے مقاصد پر قربان کرکے اپنے جان و مال کو دوسرو
کے جان و مال کی حفاظت میں خرچ کرتے ہوئے اپنی زندگی کے مرحلہ کو نیک
نیتی سے طے کرتے ہیں - جن کی تعریف میں مہاتما بھرتری نے ایک شلوک کہا

एके सत्पुरुषा प्रार्थ घटिका स्वार्थ परित्यज्ये

یعنی نوع انسان میں ایک سچے پُرش ہیں - جو دوسرے کی بھلائی تن من اور
دھن سے بلا غرض کرتے ہیں وہ اپنی غرض کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اُن

کا پرماتما اپنے پربل شکتی سے سنسار کے بڑے بڑے وگھنوں کو ہٹاکر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے جیسا کہ مہاتما بھرتری جی نے لکھا ہے -

प्रारभ्यते न खलु विघ्नभयेन नीचैः प्रारभ्य विघ्नविहता विरमन्ति मध्याः। विघ्नैः पुनः पुनरपि प्रतिहन्यमानाः प्रारभ्यमुत्तमजनाः न परित्यजन्ति॥

(ارتھ) نیچ پُرش تو وگھنوں کے خوف سے کسی کام کو شروع ہی نہیں کرتے اور اوسط درجہ کے آدمی کام کو شروع کر دیتے ہیں - لیکن جسوقت کوئی وگھن آن پڑتا ہے تو فوراً اُس کام کو چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں - اور اُتم پُرش یعنی ریفارمر وہ ہیں کہ جو باوجود وقتوں کے پیش آنے کے بھی اپنے شروع کئے ہوئے اچھے کام کو نہیں چھوڑتے -

پیارے ناظرین یہ ریفارمر بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو دنیا کے بھاؤ کے ساتھ ساتھ چلکر دنیا کو اُسکی خرابی کی راہ سے ہٹانا چاہتے ہیں - دوسرے وہ ہیں - جو دنیا کے بھاؤ کو اپنی زبردست شکتی اور آتمک زور سے وہیں روک دینے پر تیار ہوتے ہیں - پہلی قسم کے آدمیوں سے زمین کے لوگ بالکل

خلاف نہیں ہوتے اور اُن کو تکلیفوں کا سامنا بھی نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری قسم کے ریفارمروں کا مقابلہ دنیا اپنی مالی۔ علمی۔ ملکی۔ بدنی۔ غرض ہر ایک طاقت سے کرتی ہے اور جہاں تک اہل دنیا سے بن سکتا ہے وہ اس قسم کے مہاتماؤں کو تکلیف دینے کیواسطے تیار ہو جاتے ہیں۔ کوئی اپنی زبان سے اُن کو ناستک۔ گمراہ اور ملعون کہتا ہے کوئی اپنے مال سے اُنکو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتا ہے۔ کوئی اپنے علم کو اس جھوٹے راستہ کو سچا کر دکھانیکے واسطے خرچ کرتا ہے اور دن رات اس قسم کی دلیلیں سوچتا ہے۔ جس سے اُس مہاتما کے سچے اُپدیش سے اہل دنیا فائدہ نہ اُٹھا سکیں۔ کوئی اپنے زور کے گھمنڈ میں مست تلوار اور بندوق لیکر اُنکو مارنے دوڑتا ہے۔ کوئی اپنی ملکی طاقت سے اُسے قانون کے شکنجہ میں کچلنا چاہتا ہے۔

پیارے ناظرین اسیطرح پر تمام دنیا اُس ایک کے مقابلہ پر اپنی کوشش کو بیکار کو صرف کر دیتی ہے۔ لیکن کیا ممکن ہے کہ کل اہل دنیا کی مخالفت سے اُس مہاتما کے دل میں ذرا بھی خیال پیدا ہو۔ اہل دنیا کے بُرے سلوک سے اُس سچے خیرخواہ کے دل پر ذرا بھی ملال نظر آئے۔ نہیں نہیں جسقدر زور شور سے مخالفت نظر آتی ہے اسیقدر وہ اپنی طاقت کے مضبوط اثر کو محسوس کر کے اپنی کامیابی پر خوش ہوتا

ہے وہ دیکھتا ہے کہ جب تک آفتاب عالمتاب کی روشنی کو لوگ اسقدر تیز نہیں پاتے تب تک اُسکے اثر سے بچنے کا خیال تک نہیں کرتے جسوقت دھوپ کی زبردستی سے اُن کی حالت بگڑنے لگتی ہے تب ہی اُسکی روک تھام کی تدبیریں سوچتے ہیں۔ کہیں خس کی ٹٹی لگاتے ہیں۔ کہیں مکان بنواتے ہیں غرضیکہ یہی حالت موجودہ تو ہمات دُنیا کی ہو رہی ہے کہ اب وہ میرے اُپدیش صداقت مآب کی تیز روشنی کو محسوس کرنے لگ گئے ہیں وہ جانتا ہے کہ اگرچہ یہ میری مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں۔ لیکن میری صداقت کا لوہا مان گئے ہیں۔ ایسے ایسے خیالات سے اُسکی ہمت بڑھتی چلی جاتی ہے وہ اپنا کام اور بھی زور سے کرنا شروع کرتا ہے دنیا اُسکے نقصان کے درپے اور وہ اُنکو فائدہ پہنچانے میں کوشاں غرضیکہ کچھ عرصہ تک یہ کشمکش کا بازار بڑی دھوم دھام سے گرم رہتا ہے۔ اگر مقابلہ کرنے والا بادشاہ ہے تو دنیا اُسکے استقلال کے سامنے ہار کر بیٹھ جاتی ہے اور اُسکے رعب سے اطاعت قبول کرتی ہے۔ اگر ڈاکو یا غلام ہے تو اندرونی استقلال کے نہ ہونے سے وہ گھبرا کر دنیا کا غلام ہو جاتا ہے۔

پیارے ناظرین اگر آپ دنیا کی تاریخ کو آگے رکھکر دیکھیں تو آپ پہلی قسم کے ریفارمروں کا نام تو بالکل نہ پائینگے۔ لیکن دوسری قسم کے ریفارمر آپکو مثل آفتاب درخشاں

تواریخ کے آسمان پر چمکتے ہوئے نظر آئینگے اور اگر آپ عام لوگوں سے بات چیت کریں
تو اُن زبردست مہاتماؤں کے غلام بے انتہا ملجائینگے ۔ ذرا سوچئے تو سمجھ
جسوقت مہاتما بُدھ نے دنیا کے سُدھار کے واسطے کمر باندھی تھی اُسوقت تمام
میں بام مارگ کا زور تھا ۔ ہندوستان میں بام مارگی لوگ یگیوں کے نام سے
ہنسا کرتے تھے اور دوسرے ملکوں میں بھی سوغتنی قربانی جاری تھیں ۔ مہاتما بُدھ
نے ان سب کے خلاف کمر باندھی اور چاہا ۔ کہ اس خرابی کے دریا کو اپنے پر
طاقت سے روکدے ۔ لیکن مہاتما راجہ تھے ۔ اسیواسطے دنیا کی بڑی بھاری
زنجیر اُنکے گلے میں تھی ۔ جسوقت وہ دنیا کو گرانا چاہتے تھے ۔ دنیا زنجیر کو پکڑ کر
دیتی تھی مہاتما بدھ ناکامیاب رہتے تھے آخر اُنہوں نے سوچا کہ جب تک یہ زنجیر گلے
نہ نکال دونگا بیشک اسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا ۔ اُنہوں نے جھٹ راج کو چھوڑ دیا ۔ اور
دنیا کے مقابلہ پر کمر باندھی آخر کامیاب ہوئے ۔ باوجودیکہ عرصہ چوبیس سو سال سے
دیو اپنے راجیہ میں حاضر نہیں لیکن تو بھی ایک تہائی دنیا اُن کی غلام ہے ۔ اگر مہا
بُدھ دیو راجیہ کی زنجیر کو اپنے گلے میں رکھکر ساری عمر بھی کوشش کرتے تو بھی اسقدر
حاصل نہ ہوتی اور وہ اس قسم کی تو کبھی نہ ہوتی کہ انکی غیر حاضری میں قائم رہ سکے
لیکن بدھ کے مذہب کا اتنی پچیس سو برس کی غیر حاضری پر بھی دنیا میں نظر آنا

دنیا کے کُل موجودہ بادشاہوں سے زبردست ہونا صرف راجیہ کی زنجیر کو گلے سے
اُتار دینے کا پھل ہے۔

پیارے ناظرین جب وقت مہاتما بدھ کے جانشینوں نے اصلیت سے گر کر ناستک۔
پن پھیلا دیا اور سوامی شنکر آچاریہ کے دل میں اس بیماری کے دور کرنے کا
خیال پیدا ہوا تو انہوں نے کُل دُنیا کی مخالفت پر کمر باندھی۔ شنکر کے زمانہ میں
کل راجہ بودھ تھے۔ سیٹھ۔ ساہوکار بودھ تھے۔ غرض ساری دُنیا مہاتما شنکر آچاریہ کے
خلاف تھی۔ لیکن یہ اپنی اندریوں کے بادشاہ دنیا کو حقیر سمجھکر اور اُس کے ساما لوں کو
ذرا نہ خیال کر کے بُدھ مذہب کے دبانے کے واسطے تیار ہو گئے۔ بڑے بڑے مباحثے
ہوئے لوگوں نے اُنکی مخالفت پر کمر باندھی۔ لیکن اُنہیں کیا پرواہ تھی۔ آخر کار کامیاب
ہوئے۔ تمام بُدھ مذہب کو ہندوستان سے نکالدیا۔ اگر شنکر آچاریہ ۳۲ برس
کی عمر میں نہ مر جاتے تو شاید دنیا بھر میں بُدھ مذہب کا نام نہ رہتا اور نہ کوئی اور مذہب
جو بُدھ مذہب سے پیدا ہو گئے پیدا ہوتے بلکہ کل دنیا میں ایک ویدک دھرم ہی
پرکاش کرتا اور سارے آدمی اس آفتاب صداقت کے ظہور سے جہالت اور توہمات
کے اندھیرے سے بچکر اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا سامان کرتے اور یہ خرابئیں
یعنی مقدمہ بازی۔ جھوٹ بولنا۔ فریب۔ دغابازی۔ بدمعاشی۔ جو آج دنیا میں نظر آتی ہے۔

بالکل نظر نہ آتی ۔

پیارے ناظرین جسوقت مہاتما مسیح نے اپنے ملک کے یہودیوں کی رسومات کو
نوع انسانی کیواسطے مضر پاکر اُنکے دور کرنیکے واسطے کوشش کی تو بھی تمام روم کے
لوگ اُسکے مخالف ہوگئے ۔ مہاتما مسیح جس نے بدھ کے مذہب کے پیردوں سے تعلیم
پائی تھی جس نے بدھ کی تواریخ اور حالات کو بھی سُن رکھا تھا اُس نے اُنکی مخالفت کی
کوئی پرواہ نہ کی اُس نے کام کو دھوم دھام سے جاری رکھا چند سال کے اُپدیش
سے ہزاروں آدمی اُسکے خیال کے ہوگئے ۔ اُسوقت یہودی بادشاہ تھے ۔ یہودی
امیر تھے یہودی پہلوان تھے ۔ لیکن مسیح ریفارمر تھا وہ دنیا کے غلام تھے یہ دنیا کا
مخالف تھا اگرچہ مسیح اسی مقابلہ میں اپنے شاگرد کی بے ایمانی اور بشواس گھات سے
مارا گیا لیکن اُسکی موت نے بھی یہودیوں کے قبائل اور رسم و رواج کو تباہ
کردیا ۔ آج آدھی دنیا اُسکے پیرؤں کے قبضہ میں ہے ۔ اگر مسیح ساری عمر
دنیا کا غلام رہکر کوشش کرتا تو کبھی بھی اس عزت کو حاصل نہ کرتا ۔ اور نہ ہی اتنے
بڑے گروہ انسانی کے دل پر باوجودیکہ اُنیس سو برس سے غیر حاضر ہے اپنا اثر
قائم رکھ سکتا ۔

پیارے ناظرین حضرت محمد صاحب نے عربستان کے وحشی ملکوں میں بُت پرستی

کے زور شور اور توہمات کے دریا کو بہتا ہوا دیکھکر اُسکے روکنے کی کوشش کی محمد صاحب کے مخالف اُسوقت تمام دنیا کے لوگ تھے اُسکے اپنے خاندان کے لوگ یعنی قریش بھی اُسکو نقصان دینے پر تیار تھے - عربستان کے تمام فرقے بھی اُس کے مخالف ہو گئے - شروع میں اس زبردست آدمی نے دنیا کی مخالفت کی پرواہ نہ کی - جس سے دنیا کے بہت بڑے حصہ کو قابو میں کر لیا لیکن یہ بعلم اور پورا مستقل مزاج نہ تھا اسواسطے اخیر میں جاکر دنیا کی غلامی میں آگیا - شہوت پرستی اور غضب نے اُسکو اپنے اصولوں سے گرا دیا اور بجائے مذہبی طاقت کے جسکا منشاء دنیا میں امن اور شانتی پھیلانا ہے - پولیٹکل خیالات جسکا اثر دنیا کے امن وچین پر مضر ثابت ہو چکا ہے پھیلانے لگا اور اُس نے مسئلہ جہاد کی ایسی خونخوار تعلیم وحوش عرب و افغانستان کو دی کہ جسنے اہل دنیا کو بجائے نفع کے بہت نقصان پہنچایا -

پیارے ناظرین کیا وجہ تھی کہ بدھ - شنکر اچاریہ اور مسیح اپنے اصولوں سے نہیں گرے - لیکن حضرت محمد صاحب گر گئے - اسکی بڑی بھاری وجہ جہاں تک سوچی گئی ہے یہ ہے کہ بدھ نے راجیہ کی زنجیر کو گلے سے اُتار دیا اور استری وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا - شنکر آچاریہ کو تو یہ بیماری چھو تک نہیں گئی تھی اور مسیح اس مرض سے بالکل بچا رہا اسیواسطے یہ تینوں مہاتما کامیاب ہوئے اور محمد صاحب نے خدیجہ وغیرہ سے

شادی کر کے دنیا کی زنجیر اپنی گردن میں ڈال لی تھی - جسوقت وہ دنیا کی مخالفت
میں کچھ کرنا چاہتے تھے اُسیوقت دُنیا ایک ایسا جھٹکا دیتی تھی - کہ اُن کو کُل
اپنی سُدھ بھول جاتی تھی - دوسرے محمد صاحب کی مزاج میں غصہ کا زور بسبب
پیدائش ملک عرب اور کم علمی کے اسقدر تھا کہ وہ جسوقت اپنی تحقیر کو جو اُنکو قریش
سے اُٹھانی پڑی تھی یاد کرتے تھے تو فوراً بدلے کا خیال زور پکڑ جاتا تھا - اور اپنے
خدا کا بھروسہ اور اصل خیال سے دور جا پڑتے تھے -

پیارے ناظرین موجودہ زمانہ میں سوامی دیانند سرسوتی نے جب دیکھا کہ
تمام مُنش جیون کے مقصد اعلےٰ سے ناواقف ہو کر تکلیف اُٹھا رہے ہیں - اور دنیا
کے مذہبی اُپدیشک اپنی دنیاوی اغراض کیواسطے بہکا کر لوگوں کو آپس میں لڑا
رہے ہیں اور اصلیت سے سب ناواقف ہو کر صرف تعصب اور ہٹ دھرمی سے
ایک دوسرے کو بُرا کہنے کے عادی ہو گئے ہیں اور ہر شخص اپنے زعم میں
اپنے غلط خیال کو صحیح سمجھ رہا ہے اور دوسروں کے صحیح خیال کو غلط کرنے کی
کوشش کرتا ہے - ایک طرف لالچ سے انسانوں کو اپنے مذہب سے گرایا جاتا ہے
دوسری طرف خوف اور تلوار سے جہالت کا زور پھیلایا جاتا ہے تیسری طرف غلط تعلیم
کے ذریعہ لوگوں کی رائے کو شک میں ڈالکر ناستک بنایا جاتا ہے - چوتھی طرف قانون

کی پیچدار تقریروں سے مقدمہ بازی اور کچہوٹ کا زور بڑھایا جاتا ہے۔ غرض ہر طرف
دنیا کی غلامی کا زور بڑھ رہا ہے اور بھائی بھائی کی تباہی پر آمادہ ہے اتفاق کا
نام ونشان نہیں۔ دھرم دھرم تو کہنے کے واسطے بہت ہیں۔ لیکن کرنے کیواسطے
کسی کو شان وگمان نہیں ایسی حالت میں اُس مہاتما نے سدھار پر کمر کسی مخالفت شروع
ہوئی ایک طرف ساری دنیا کے بیس کروڑ مسلمان۔ امیر۔ نواب۔ زبردست پہلوان
دوسری طرف تمام عیسائی جنکی بادشاہی مغرب سے مشرق تک پھیل رہی تھی تیسری
طرف تمام ہندو چوبیس کروڑ کی تعداد میں بڑے بڑے راجے مہاراجے سیٹھ ساہوکار
پنڈت۔ سنیاسی۔ جوگی۔ گسائیں مقابلہ پر تھے سب کے مخالف وہ ایشور کا بندہ تھا۔ کسی
سے صلح نہ تھی۔ سب مخالفت پر آمادہ تھے۔ بڑے بڑے شاستر ارتھ ہوئے۔ مخالفین نے خوب علمی
زور لگایا جب علمی زور سے کام نہ چلا تو اینٹ پتھر برسائے گیا ہوا کیا مہاتما گھبرایا بالکل
نہیں جسقدر مخالفت بڑھتی گئی اُن کو اپنی کامیابی کی اُمید بڑھتی ہی نظر آئی۔ پہلے زبانی
اُپدیش اور شاستر ارتھ کئے پھر پاٹھشالہ کھولیں پھر سماجیں بنانا اور ویدبھاشیہ اور اپنے
سدھانتوں کے پھیلانیکے واسطے پستک بنانے شروع کئے نتیجہ کیا ہوا۔ دنیا کے مقابلہ
میں سوامی دیانند اکیلا سنیاسی جسکے پاس ایک لنگوٹی سے زیادہ سامان نہ تھا کامیاب ہوا۔
پیارے ناظرین بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ سوامی دیانند نے پچاس ہزار

یا لاکھ آدمی اپنے خیال کے بنا لئے تو کیا ہو گیا - جبکہ صرف ہندوستان ہی میں ہی تیس کروڑ آدمی ہیں - ایسی حالت میں تین ہزار میں سے ایک آدمی لے لینا کوئی بڑی بات نہیں - لیکن یاد رہے کہ فتحیاب کو فتح میں اگر ایک موتی بھی ملجاوے تو بہت ہے - یہ تو ایک لاکھ آدمی ہیں - کیونکہ ساری دنیا کے مقابلہ پر ایک آدمی کا قائم رہنا ہی ناممکن ہے - تو اس سے چھین لینا کچھ کم بہادری نہیں ہے اور یہ تو خیال کریں - مثلاً ایک آدمی کے پاس پچاس گاؤں ہیں - دوسرے کے پاس ایک بھی نہیں - اگر دوسرا آدمی پہلے سے لڑکر ایک گاؤں چھین لے تو آپ کیسے بہادر کہیں گے - لڑائی بھی ایسی کہ جسمیں چھل اور فریب کا نام نہ ہو - اور غافل پاکر کام کر ڈالنا تو اور بات ہے - لیکن میدان میں ڈنکے کی چوٹ سے دنیا کا مقابلہ کرنا اور اُسکو فتح کرکے اُسکا حصہ چھیننا بہت ہی مشکل کام ہے -

پیارے ناظرین ہندو پنڈتوں اور سوامی دیانند کا مقابلہ تو اسقدر قابل تعریف نہیں - کیونکہ ہندوؤں کا تو بغیر مقابلہ کئے ہی بسبب وید دیتا براہمن و سنیاسی ہونیکے وہ گرو تھا ہی لیکن مزا تو یہ ہے کہ اُس کی زبردست طاقت نے ایک بھاری اثر دکھلایا کہ وہ عیسائی پادری جو ہمارے ہندو لوگوں کو مذہبی مباحثوں اور پنڈتوں کو دھرم نرنے کرنیکے واسطے چیلنج کرتے تھے اور ہمارے ہندو بھائی اُنسے

بحث کرتے ہوئے گھبراتے تھے - آج اُس رشی کی ایک ہی حرکت سے معاملہ دگرگوں ہوگیا یعنی اب ہندو اور آریہ تو عیسائیوں کو مذہبی مباحثوں کیواسطے چیلنج کرتے ہیں - اور وہ بحث سے ایسا گھبراتے ہیں کہ جہاں موقع پڑ گیا فوراً یہ کہکر کہ ہمارا وقت پورا ہوگیا یا تمہیں شیطان بہکا گیا چلدیتے ہیں - دوسرے ہمارے مولوی صاحبان جو ہندوؤں کو بت پرست اور اپنے آپ کو خدا پرست ثابت کرتے تھے اور ہمیشہ ہندو پنڈت اُن سے مباحثہ کرنے میں گھبرایا کرتے تھے آج وہ مولوی صاحبان معقولیت سے بحث کرنے کو تیار نہیں - جب کبھی بحث ہوئی مولوی صاحبان غصہ میں بھر کر لڑنے لگجاتے ہیں -

پیارے ناظرین اگر آپ ذرا غور سے سوچیں کہ عرصہ تیس برس پیشتر ہندؤں کو مسلمان اپنے مذہب میں ملا لیتے تھے اور بہتوں کو اپنے مذہب میں کھینچ لے جاتے تھے - یہی حال عیسائیوں کا تھا - یہاں تک کہ کئی کروڑ آدمی تو مسلمان ہوگئے اور قریباً پچیس لاکھ ہندو عیسائی ہوگئے لیکن سوامی دیانند کی ایک ہی حرکت نے معاملہ یہاں بھی اُلٹا دیا کہ اب برسوں کے بچھڑے ہندو مسلمان اور عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اپنے ستیہ سناتن دھرم کیطرف چلے آرہے ہیں - آپ حیران ہونگے کہ یہ اُلٹی گنگا کسطرح بہنے لگی یا ہندو مسلمان اور عیسائی ہوتے تھے یا آج مسلمان اور عیسائی

دوبارہ ہندو بنے جاتے ہیں لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اگرچہ پانی اپنے سوبھاؤ
نیچے کیطرف بہتا ہے لیکن سورج کی آکرشن شکتی اُسکو آسمان کیطرف پھر لیجاتی ہے
اسیطرح پر اگرچہ ہندو اپنی وِدّیا کو بھول جانے سے اسلام اور عیسائی مذہبوں کے گڈھے
کیطرف جا رہے تھے لیکن سوامی دیانند نے جو چوالیس برس کے برہمچریہ سے آدتیہ کی
پدوی حاصل کرچکا تھا جو وِدّیا کا سورج تھا اُس نے اپنی آکرشن شکتی سے اُنکو ان گڈھوں
سے نکال کر پھر رشیوں کے سچے مارگ پر جو آکاش سے بھی اونچا ہے لیجانیکی کوشش کی ہے

پیارے ناظرین جسطرح سورج کی کرنیں زمین سے پانی کھینچتی ہوئی معلوم نہیں دیتیں
سوائے گرمی کے دنوں کے۔ اسیطرح سوامی دیانند کا اُپدیش ظاہرا طور پر آپ کو کم کام کرتا معلوم
دیتا ہے۔ لیکن اگر آپ غور سے دیکھیں گے تو آپ کو پتہ لگیگا کہ سوامی دیانند نے ویدک الیشوری
دھرم کو چھوڑ کر کُل انسانی دھرموں کو جن میں عقل کو بالکل دخل نہیں جڑھ سے اکھیڑ دیا ہے۔
اگرچہ لوگ چاروں طرف مختلف قسم کے تاویلوں کے پیوند لگا کر اپنے مت کو قائم رکھنا چاہتے
ہیں۔ لیکن ممکن نہیں کہ کوئی چراغ آفتاب کے سامنے کامیاب ہوسکے یا کوئی آدمی جسکی آنکھ صحیح سلامت
ہو آفتاب کی موجودگی میں چراغ کو جلا کر بیفائدہ تیل کا پھونکنا قبول کرے۔ اسواسطے اے
میرے بھائیو اگر تم کو کامیابی حاصل کرنے کا شوق ہے تو دنیا کی زنجیر کو گلے سے
نکالدو اور سچے دل سے کوشش کرنا شروع کرو۔ دیکھو کتنی جلدی کامیابی ہوتی ہے اوم شم

دی آرین پرنٹنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

سرمایہ ایک لاکھ روپیہ

منقسمہ بر چہار ہزار حصص فی حصہ عـــہ ۲۵ پچیس روپیہ

طریق ادائیگی

ہمراہ درخواست صہ روپیہ فی حصہ بقایا بحساب صہ روپیہ فی حصہ فی دفعہ بذریعہ نوٹس ایکماہ

بورڈ ڈائرکٹران

(۱) لالہ روشن لال صاحب بیرسٹرایٹ لا - پریزیڈنٹ آریہ سماج لاہور - (چیرمین)

(۲) لالہ رام کشن صاحب پلیڈر چیفکورٹ پنجاب - پریزیڈنٹ آریہ سماج جالندھر شہر -

(۳) پنڈت رام بھجدت صاحب بی - اے پلیڈر چیفکورٹ پنجاب - پریزیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

(۴) لالہ جیون داس صاحب گورنمنٹ پنشنر وائس پریزیڈنٹ آریہ سماج لاہور -

(۵) پنڈت آتمارام صاحب ویدی - سب ڈویژنل افیسر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پشین -

(۶) لالہ گنیش داس وِگ - پریزیڈنٹ آریہ سماج کوئٹہ -

(۷) لالہ متھرا داس صاحب پوری - مالک ہندو ہوٹل لاہور (مینجنگ ڈائرکٹر)

کمپنی نے حسب ذیل کام شروع کئے ہیں

آڑھت - آپ کمپنی کی معرفت لاہور میں ہر قسم کے مال کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں -

قرضہ - زیور وغیرہ گرو رکھنے یا کافی ضمانت پر کمپنی سے قرض مل سکتا ہے -

نیلام - گاڑی گھوڑا - بائسکل - فرنیچر و دیگر ہر قسم کا مال و اسباب کمپنی کی معرفت نیلام ہو سکتا ہے - عموماً ایک ماہ میں دو دفعہ کمپنی کے بنگلہ پر نیلام ہوتا ہے - کمپنی آپ کے آرڈر پر نیلام سے جو کچھ آپ چاہیں خرید کر ارسال کر سکتی ہے -

جنرل سپلائنگ ایجنسی - آپ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر ایک چیز جو لاہور میں دستیاب ہو سکتی ہو - کمپنی کی معرفت منگوا سکتے ہیں - بلکہ آپ انگلینڈ - جرمن آسٹریلیا - جاپان - فرانس - امریکہ وغیرہ ملکوں سے ہر ایک قسم کی مشینیں و دیگر ہر ایک قسم کا مال برائے تجارت منگوا سکتے ہیں -

بک ڈپو - آرین لٹریچر کی خصوصاً مقابلتاً سستی کتابیں کمپنی ہذا سے ملسکتی ہیں جہاں ایک روپیہ کے خریدار کو بھی کمیشن دیا جاتا ہے ÷

المشتہر

متھرا داس ملہوتری مینجنگ ڈائرکٹر آرین نیشنگ پبلشنگ اینڈ جنرل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ انارکلی لاہور

مفید و کارآمد پمفلٹوں کا سلسلہ

پمفلٹ نمبر ۳۹

قدیم آریوں میں علم تحریر کا رواج

عالمانہ و محققانہ پیرایہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ قدیم
آریہ فن تحریر سے واقف تھے اور اونہوں نے
"تحریر" کا علم اور کسی قوم سے نہیں سیکھا
بعض بعض معترضین کا معقول جواب دیا گیا ہے

حسب اجازت مہاشئے شیو برت لال صاحب ورمن ایم اے

سنہ ۱۹۱۳ء

ستیہ دہرم پرچارک پریس ہردوار مہاشئے منشی رام
مالک و پروپرائیٹر کے اہتمام سے چھپکر
شائع ہوا

لفی من ہاکنز بیرتیت ہاہنر اس کے مصداق حال ہے

تعداد جلد ۲۲۰۰ قیمت فی جلد ۰ ۔/

دیباچہ

بعض بعض مغربی علما کا خیال ہے کہ آریہ خود فن تحریر کے موجد نہیں بلکہ اور قوموں کے مقلد ہیں۔ اس رسالہ میں ان کا معقول جواب دیا گیا ہے۔ اس پمفلٹ کا بیشتر حصہ آرگھوس صاحب کی تواریخ ہند سے لیا گیا ہے۔

قدیم آریوں میں علمِ تحریر کا رواج

یورپین "علما" اور اُنکے متبع و مقلد ہیں اس مُلک کے تعلیم یافتہ لوگ اکثر کہتے رہتے ہیں، کہ آریوں میں قدیم زمانہ میں "تحریر" کا رواج نہیں تھا اور اس فن کی ابتدا مہاراجہ اشوک سے کُچھ دن پہلے قایم کیجاتی ہے۔ اِن محققین اور علمار کا یہ بھی خیال ہے کہ "فن تحریر" کے موجد آریہ نہیں تھے۔ بلکہ یہ فونیشین اور مصری تحریر کے تقلید میں دیوناگری کے حروف اختراع کئے گئے تھے۔ اس مسئلہ کا باعث ظاہرا لفظ شُرتی معلوم ہوتا ہے وید وں کے واسطے جو مرادف لفظ اکثر شاستروں میں مستعمل ہُوا ہے "شرتی" ہے اوس کے لغوی معنی "سُنے گئے" ہیں۔ آریوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ابتدا رخلقت میں وید بحیثیت "الہام" رشیوں کے دوارا سُنے گئے اور ادن کو انسانی نسلوں نے سُنکر یاد کر رکھا۔ یوروپین علما کہتے ہیں کہ آریوں کا مقدس علم ہمیشہ زبان پر رہا۔ اور کبھی "تحریر" کے قید میں نہیں آیا اسواسطے اوس کا نام "شرتی" ہے اس دعوے کے پہلے حصہ میں بھارت درش کے علما کا اتفاق ہے۔ مگر دوسرے آخری حصہ میں

گویہ لفظ عربوں[1] کے لئے مخصوص ہوگیا[2] ویبر صاحب مشہور محقق نے پہلے خیال کیا تہا کہ "یونانی" لفظ سے غرض محض یونان و عرب والوں کی تحریر سے ہے مگر بعد ازاں اوس کو اور تحقیقات سے معلوم ہوا کہ نہیں لفظ کی منشا صرف یونانیوں کی تحریر تک محدود ہے[3] مگر صاحب کا خیال ہے کہ اوس سے عربی وغیرہ زبانوں کے حروف ہی مقصود ہیں[4]۔ یم رینا ڈ صاحب مشہور فرانسیسی عالم "یونانی" کے مطلب کی صرف یونان والوں کی فن کتاب تک حد بندی کرتے ہیں نفی صاحب بھی اوس کے معنے یہی تسلیم کرتے ہیں[5]۔ اس لفظ سے یونانی کتاب ضرور مقصود ہے اور بیشتر آریوں میں یہی معنی لئے جاتے ہیں لیکن اگر یونان دیش سے اون کی لاعلمی تسلیم کر لیجائے تو اوس سے غرض فارسی حروف سے ہوگی[6] حالانکہ یہہ دعوے بے دلیل ہے

(۱) ویبر صاحب کی مولفہ انڈش سٹوڈین باب ۱۳ صفحہ ۳۸۰
(۲) ایضاً .. .. " ۱۴۴
(۳) " .. .. " ۱۹
(۴) قدیم سنسکرت لٹریچر کی تاریخ (انگریزی) صفحہ ۵۲۱
(۵) نفی صاحب کا جرمنی رسالہ .. .. " ۴۸
(۶) گولڈ سٹکر صاحب کا پانینی سوتر صفحہ ۱۶

ہماری رائے رینالڈ و بنفی صاحبان سے متفق ہے اور گو ہم اس
موقعہ پر یہ ظاہر نہ کر سکیں کہ قدیم آریوں کو نہ صرف یونان بلکہ دنیا
کے کُل حصوں کا علم تھا مگر ہم اور محققین کے ساتھ اوس کا
مطلب "فارسی کتاب" تسلیم کرتے ہیں ہم نہیں سمجھتے ہیں ملر صاحب
لکھتے ہیں کہ پانینی سوتروں میں ایک بھی ایسا لفظ نہیں ملتا جس
سے ہندوؤں کے فن تحریر سے واقف ہونے کا پتہ ملے۔ یہ دعویٰ
صرف نیا اور تعجب خیز ہی نہیں ہے بلکہ اس کو سنکر سخت حیرت
آتی ہے کہ پانینی کی ایسی مکمل قواعد کی کتاب ایسے وقت میں
مرتب کیگئی ہو جب مصنف کو حروف و علامات کی ہستی کا علم تک
نہ رہا ہو۔ کیتیاین[۱] اور پاتنجلی[۲] کے تحریرات سے صاف ظاہر ہے
کہ قواعد آموز رشی کو حروف و کتابت سے پوری واقفیت تھی۔
بلکہ اس علم کی موجودگی نے اوس کو ایسی کامل "ویاکرن اشٹادھیائی"
کی ترتیب و تکمیل نے قابلیت بخشی[۳]۔ جس شخص نے پانینی کی
اشٹادھیائی پڑھی ہے وہ واقف ہوگا کہ اوس کے مخصوص اعراب
کے اظہار کے لئے تحریر کی ضرورت ہے۔ پانینی[۴] بجنسہ تحریری علامات

(۱) قواعد کا مصنف۔ (۲) یوگ درشن کا مصنف جو پانینی پر شرح مہابھاشیہ کا لکھنے والا ہے (۳) برنل صاحب کی کتاب ساؤتھ انڈین پالیوگرافی صفحہ ۶
(۴) پانینی باب ۱-۳-۱۱ स्वरितेनाधिकारः ॥

اعراب کا استعمال کرتا ہے سورت स्वरित ایک ادہکار
علامت ہے جو جزو کلام پر بشکل خط عمودی کھینچا جاتا تہا۔ اور
انو دات अनुदात्त ایک آڑی لکیر کی علامت ہے
جو نیچے دی جاتی ہے۔ لیکن جو جزو کلام بلا کسی ایسے اعرابی
نشان کے مستعمل ہوتا ہے ادات उदात्त ہے۔ پانینی اپنے آپ
دیاکرن کا موجد قرار نہیں دیتا۔ بلکہ اپنے متقدمین کا ذکر کرتا ہے
اور اوس پر غور کرنے سے یہ نتیجہ صریحاً اخذ ہوتا ہے کہ فن تحریر
اوس رشی سے پہلے موجود تہا۔ اب ویدک لٹریچر کی نسبت اس قدر
کہنا اور ضروری ہے کہ اوس کی تحریر بہی ان وغیرہ دوسرے تحریری
اعراب کی محتاج ہے۔ لہذا ہم کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگا کہ آریوں
میں فن تحریر ہمیشہ سے یعنے ویدوں کے وقت سے موجود ہے
ویدوں کی قدامت دوسرا سوال ہے وہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے۔
مگر اس بات میں شاید ہی کوئی اختلاف آرا ظاہر کریگا
کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ قدیم کتاب ہے اور آریہ سماج
کے معزز و عالم بانی دیانند سرسوتی کا عقیدہ ہے اور وہ بہی نادیں
کہ وید سناتن ہیں۔ لہذا اقلاً کم سے کم اس بات پر ضرور یقین کرنی
ہے کہ ویدوں کے موجودہ ترتیب کے وقت تحریر کا فن ضرور موجود ہونا چاہیے
لفظ شرتی جو ویدوں کا مرادف ہو گیا ہے ایک اور مخصوص معنے

میں مستعمل ہوتا ہے۔ آریوں میں ہمیشہ سے ویدوں کے قدیم ہونے
کا مسئلہ قابل تسلیم سمجھا آیا ہے اور نہ صرف ویدوں کے موافق بلکہ
مخالف منافق بھی اوس کی نسبت برابر یہ کہتے ہیں کہ وہ شُرتی
ہے یعنی اوس کے قدامت کی نسبت ہمیشہ سے ایسا ہی سُنتے
آئے ہیں اور اس کا پتہ نہیں لگتا کہ ان کا مصنف کبھی کوئی انسان
ہوا ہو۔ علاوہ بریں پانینی لفظ لیپی کار کے مشتق ہونے کی تعلیم
دیتا ہے لیپی کار کے معنے ہیں کاتب۔ پس اگر انصاف کوئی چیز
ہے تو ہر انصاف پسند شخص کو تسلیم کرنا ہوگا کہ آریہ ورت کا سب
سے لایق قواعد آموز رشی کسی صورت فن تحریر سے ناواقف نہیں
تھا۔ پھر "لکھ" مادہ جس کے معنے لکھنے کے ہیں (اکشرا دنیاسی)
حا تو پاٹ کے باب میں اس ہمارے خیال کی تائید مزید ہے
پٹل لفظ کا استعمال بھی جو سنسکرت کی تصانیف میں بہ حیثیت ابواب
عمل ہے دوسرا تائیدی ثبوت ہے۔

(۶) ہمارے دانست میں سنسکرت کے قدیم زمانہ میں تحریر کے رائج
ہونے کے تائید میں مندرجہ ثبوت کافی ووافی سمجھے جائینگے۔
سوتروں کے مصنف ہی اپنے رسالوں کے مختصر ابواب کے
لئے پٹل لفظ استعمال کرتے ہیں پس یہ دعوی بالکل حماقت
ہے کہ کتنے ہی ابواب و اخصال میں تقسیم کی ہوئی زبانی ہر زبان

کی جاتی رہیں یہ بات صرف تحریر ہیں ممکن ہے۔ سوتروں کی ترتیب علی المخصوص اس قدر مشکل ہے کہ کبھی بغیر تحریر کے ہو نہیں سکتی۔

موُلر صاحب کہتے ہیں قدیم سنسکرت کتابوں میں کتاب کاغذ سیاہی۔ تحریر۔ وغیرہ کے لئے کوئی اصطلاحات وضع کی ہوئے معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن کیا ان لفظوں کی عدم موجودگی اون کے دعوے کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ اور پھر مُولر صاحب کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اونہوں نے بہت سی باتوں کو نظرانداز کردیا ہے ورنہ رہا سہا اون کا یہ شک بھی رفع ہوجاتا۔ اون کو سمجھنا چاہئے کہ ویدک منتروں کا مقصد یہہ کبھی نہیں ہے کہ وہ ہم پر ظاہر کریں کہ قدیم آریوں میں قلم دوات کا رواج موجود تھا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کیسے کوئی یقین کرسکتا ہے کہ انسان بلا واقفیت تحریر کے ویدوں کی ضخیم تفاسیر۔ تشاریح۔ قواعد۔ نجوم۔ لغات۔ پوران وغیرہ بڑے بڑے رسالے تصنیف کرسکتا ہے۔ اور وہ بھی طول طویل نثر میں اُولف صاحب کے رائے کے بموجب تحریری لٹریچر کی موجودگی تحریر

(۱) قدیم سنسکرت کا لٹریچر صفحہ ۵۲۴۔

کے موجودگی کی بدیہی صریحی ثبوت ہے۔ نظم کی نسبت
کہا بھی جا سکتا ہے کہ وہ قلم و کاغذ کی مدد بغیر پشتہا
پشت تک زبانی قایم رہ سکتا ہے مگر نثر کبھی کسی حالت
میں بھی بلا تجربہ کے نہیں قایم رہ سکتا۔ اور اوس کو ایک
نسل سے دوسری نسل یا ایک پشت سے دوسری پشت
تک بلا تغیر و تبدل پہونچا دینا بالکل غیر ممکن ہے"(۱)۔ اور
بہت سے علم نجوم کے متعلق مشاہدات و تجربات ہیں
جو فن تجربہ یا ہندسہ کی مدد بغیر کبھی ممکن نہیں ہیں
ہم کو کبھی یقین ہی نہیں آتا کہ پانینی کے بلا واقفیت فن تجربہ
ایسے اصطلاحات مثلاً ورن۔ کا۔ کانڈ۔ پٹر۔ سوتر۔ ادہیایہ
گرنتھ وغیرہ کیسے استعمال کئے ہونگے۔ ان لفظونکی موجودگی
بھی ایک صریحی ثبوت تجربہ کے رایج ہونے کی ہے گرنتھ
لفظ کے معنے گنتھنے کے ہیں اوس سے ظاہر ہے کہ قدیم زمانہ
میں تاڑ یا بھوج پتر کے پتوں کو گنتھکر یہ شکل کتاب بدرکھتے
تھے۔ پہلے کاغذ کی جگہ یہ پتے مستعمل تھے۔ گرنتھ کا
جرمن مرادف لفظ بینڈ Band ہے جس کے معنے

---

(۱) اونف صاحب کا پرول گومینا۔ ۶۰-۶۳

بنارے ہوئے ہیں۔ پروفیسر ویبر صاحب کی رائے ہیں
پانینی فن تحریر سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور لفظ گرنتھ
جو پانینی نے جا بجا استعمال کئے ہیں اپنے مادہ کے لحاظ
سے نوشتہ کتاب کے معنے ظاہر کرتا ہے[1] اوس کا لاطینی
مرادف ٹیکسٹ Text ہے جس کو زبانی واقعات
کا ید مقابل سمجھنا چاہیئے۔ لیکن پاتھہ لنک اور
رانہہ صاحبان کی رائے اس کے برعکس ہے وہ
گرنتھ کے معنے علمی مضامین سمجھتے ہیں فی الحقیقت
اوس کے معنے علمی مضامین ہو سکتے ہیں۔ ورن
کے معنے تحریری علامات۔ کار کا مطلب آواز وغیرہ
تحریری نشان ہے اکشر کا مطلب حرف یا جزو کلام
ہے اور کبھی کبھی کار و ورن کے معنے میں مستعمل ہوتا ہے
اکشر حرف کے معنے میں سب سے پہلے یجر وید کے
سنہتا (منتروں کا حصہ) میں آیا ہے یہی لفظ رگ
وید میں دوبارہ مستعمل ہوا ہے اور وہاں کلام کے
معنے میں آتا ہے اور اس وجہ سے حرف میں تاویل

(1) انڈشی سٹوڈیئن۔ ہم۔ صفحہ ۶۹

کیا جا سکتا ہے (۱-۴-۱۲۸-۴-۲۴ (۷ ۴) اور ۹-۱۳-۳)
کتیاین - پاتنجلی اور کیبیات کے ہاں تب سے ظاہر ہے
کہ جس طرز پر پانینی نے ادھکار کی تعریف کی ہے وہ
بلا مدد تحریر غیر ممکن ہے (۱-۳-۱۱) اس موقعہ پر ہم
ناظرین کی توجہ اور دہو - اور اودا سے الفاظ کی جانب
منعطف کرتے ہیں - پہلا بہ حیثیت اسم زمان ما بعد
کے معنے میں استعمال کیا گیا ہے یہ پہلے تحریری کتابوں
میں استعارات میں مستعمل ہوتا رہا ہے - دوسرا لفظ
پہلے کا مرادف ہے - پانینی "ریپھہ" کا تذکرہ
کرتا ہے - کتیاین اوس کے مادی معنے کی
تشریح کرتے ہوئے بتلاتا ہے کہ یہ ریپھہ دراصل
رکار ہے اور پرتی ساکھیوں کے تصانیف میں
یہ ریپھہ مستعمل ہوا ہے - ریپھہ کا استعمال دوسرا
یہ بھی ثبوت ہے کہ پانینی تحریر سے ناواقف نہیں
تھا پانینی سوتر میں گرنتھہ لفظ چار بار مستعمل ہوا ہے
اور اس سے بھی ظاہر ہے کہ گرنتھہ سے مراد تحریری

(۱) منو ادھیائے ۹ - سلوک ۷۷

ہوئی یا گھسی ہوئی کتاب سے ہے قدیم زمانہ میں
چھال - اور خاص خاص درخت کے پتے کاغذ کی جگہ
استعمال ہوتے تھے۔ کاغذ کا رواج نہیں تھا۔ بھوج پتر
اور تاڑ کے پتے قابل ترجیح سمجھے جاتے تھے۔ اور اب
بھی اس شائستگی و کاغذ کے زمانہ میں بھی بھوج پتر
اور تاڑ کے پتوں کا استعمال بند نہیں ہوا ہے۔ مصر
میں بھی اسی طریقہ کا رواج ہے اور انگریزی لفظ
"پیپر" جو کاغذ کا مراوف ہے "پیپرس" سے مشتق
ہوا ہے جس کے معنے درخت کے چھال ہیں۔
"اسولائن" کے "شروت سوتر" اور مختلف ویدوں کے
پرانی ساکھیوں میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کی
تشریح نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ اون کے مصنفوں کو عدم
تحریر سے واقف نہ تسلیم کر لیا جاوے۔ یہ نئی تصانیف
نہیں ہیں بلکہ بہت قدیم ہیں۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے
مان بھی لیں کہ ویدوں میں لکھنے پڑھنے۔ قلم۔ دوات
وغیرہ کے لئے الفاظ نہیں آئے تو اوس سے یہ قطعی
نتیجہ کر دینا کہ رشی فن تحریر سے ناواقف ہیں با لکل
غلط ٹھہرے گا۔ قدیم زمانہ کے ایسے ضخیم بڑے بڑے

گزشتہ بلا تحریر ناممکن کے ادھیائے۔ باب۔ فصل وغیرہ میں کیسے تقسیم کئے گئے تھے۔ کس طرح تمیز و شمار کے لئے موزونیتوں پر ہندسہ وغیرہ کی علامت بنائی جاتی تھی اس زمانہ میں معلوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ کے انسان علی و ادنی فن تحریر سے واقف کار تھے۔ اسی طرح پر لوپ[1] شبد کا استعمال بھی تحریری زبان پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طور پر اگر ہم دعوے کریں کہ پانینی کے زمانہ سے بہت بہت پہلے ویدوں کو بھی تحریر میں محفوظ رکھنے کی کوشش کی گئی تھی غیر معمولی جرأت نہ سمجھا جائے گا۔ اور یہہ بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ پانینی نے ویدک منتروں کو بھی لکھا ہوا پڑھا ہوگا[2]۔ اب ہماری دانست میں اسقدر ثبوت کی موجودگی میں یہ کہنا کہ قدیم آریہ تحریر سے ناواقف تھے غلط ہوگا۔ اور کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا کہ سکندر اعظم کے پہلے آریوں میں خود تحریر کا فن اچھی طرح ترقی کے حالت میں موجود تھا۔ پس یہ نتیجہ نکالن

---

(۱) پانینی ا۔ ا۔ ۶۰ अदर्शनं लोपः

(۲) پانینی ادھیائے ۷۔ ۶۹ छन्दस्यपि दृश्यते

کہ انھوں نے یونانی یا فینیشین سے سیکھا ہوگا حماقت میں
داخل ہے "لکھت" اور لکھا پت[1] الفاظ شاہنشاہ پیادسی
(اشوک) کے کتبہ جات میں خود تین سو برس سے مسیح سے
پیشتر موجود ہے ۔

اسی طرح مغربی و مشرقی علما کا یہ مسئلہ کہ آریوں کا فن تحریر
دراوڑ والوں کی نقل ہے بالکل غلط ہے یہ خود جاہل قوم تھی ۔
اس سے آریہ کیا سیکھ سکتے تھے ۔ فونیشین و سیرین قوموں
کا بھی قریب قریب یہی حال تھا ۔ لہذا یہ اچھی طرح سے ثابت
ہوتا ہے کہ آریہ ورت میں بہت زمانہ سے فن تحریر کا رواج
ہے اور آریہ قوم اس مفید ایجاد کے لئے کسی خارجی ذریعہ
کی احسان مند نہیں ہے ۔

(۱) منو ادھیائے ۸ شلوک ۱۲۸ ۔

ستیہ دھرم پرچارک پر پہلا اپیل کیس

قیمت اردو ایڈیشن فی جلد آٹھ آنے قیمت ناگری ایڈیشن فی جلد ۱۲ آنے محصول ڈاک علاوہ

اس مقدمہ کی مفصل رپورٹ آریہ پرشوں اور دیگر انصاف پسند سجنوں کی پریرنا سے محض سچائی کی فتح کا ایک ادنیٰ نمونہ دکھلانے کی خاطر چھپوا دی گئی تھی لیکن بائیس سو میں سے تقریباً نصف اردو دیوناگری ایڈیشن کی پانچسو میں سے متعدد جلدیں فروخت ہوئی ہیں گویا اب تک لاگت ہی وصول نہیں ہوئی اگر اُن لوگوں کا کہنا مان لیا جاتا جو ہر ایک ایڈیشن کی پانچ پانچ ہزار جلدیں چھپوانے پر زور دیتے تھے تو نہ معلوم کس قدر نقصان مطبع کو اٹھانا پڑتا۔ دیوناگری کی قیمت چونکہ لاگت کے ہی قریب رکھی گئی ہے اس میں چنداں کمی کی گنجائش نہیں تاہم اصل قیمت سے چھ آنے فی جلد

کم کر دی گئی ہے اور اُردو ایڈیشن کی قیمت نصف کر دی گئی ہے - امید ہے کہ اس کمی کا شائقین فایدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے -

درخواستیں خریداری مینجر کے نام آنی چاہیئے -

بھارت کی شجاع اور عالم ستریوں کے کارنامے

چھ سکیہ تیار ہو گئے ہیں - جس میں پرچین سمے سے لیکر اب تک کی مشہور و دوشی - دھرماتما - اور بیر ستریوں کے جیون چرتر درج ہیں - بارہ حصوں میں مکمل سیٹ تیار ہے - درخواست خریداری بنام مینجر ستیہ دھرم پرچارک پریس ہریدوار بھیجیں - قیمت صرف ایک روپیہ فی سیٹ

مینجر ستیہ دھرم پرچارک ہریدوار

قابل دید کتابیں

موجودہ مطبع سنتیہ دہرم پرچارک ہردوار

مبحث مذہب کا مخرج بدھ دہرم ہے اردو	۱/۰
پارسی مذہب کا مخرج دیدک دہرم ہے "	۱/۲
سنسکرت زبان کی عظمت "	۱/۲
سیواجی اور روشن آرا دختر اورنگ زیب کی شادی	۱/۳
معدن التہذیب "	۱/۳
مہاراجہ چندرگپت و سکندر اعظم کی پوتی کی شادی "	۱/
حیرت انگیز واقعات "	۱/
سندھیا منظوم "	۱/
بھارت کی شجاع اور عالم استریوں کے کارنامے حصہ اول	۱/۴
" حصہ دوم راجپوتنی کی شادی	۱/۰
" حصہ سوم چتوڑ کا محاصرہ چہارم	۱/
" حصہ پنجم حصہ ششم ہفتم	۱/۳

بھارت کی شجاع اور عالم استریوں کے کارنامے حصہ ہشتم و نہم و دہم و یازدہم و دوازدہم ۔ ۱ر ۱ر ۵ر

نیوگ استھاپت وید اُردو ۴ر

تصدیق صداقت دھرم آریہ " ۳ر

اوپنشد اردو .. .. " ۱۱ر

تمباکو " ۱ر

سانکھیہ کارکا " ۴ر

یوگ فلاسفی " ۱۰ر

انند سرور بھجن پستک " ۱ر

آریہ جنتری اردو ۱۹۰۴ء ۴

آریہ جنتری ہندی ۱۹۰۳ء ۵

دشٹ بھنگ درپن سنسکرت پنڈت دیو دت بھاشہ ۱۲

المشتہر

منیجر ستیہ دھرم پرچارک ہردوار

معلومات و پبلک پسند پمفلٹوں کا سلسلہ

پمفلٹ نمبر ۱۶

فقہ ہنود و اسلام میں توافق

مہاشے شیوبرت لال ورمن صاحب ایم۔ اے
کی اجازت سے

سنہ ۱۹۰۲ء

مطبع ستیہ دھرم پرچارک ہردوار میں مہاشے منشی رام جی مالک و پروپرائیٹر کا اہتمام سے چھپا

... سے ہر بات کی اصلیت کا پتہ لگتا ہے

قیمت ؍ بقاعدہ کثرۂ قیمت بابت اس رسالہ کے مصداق حال تعداد جلد ۲۲۰

دیباچہ

یہہ عالمانہ مضمون لکھنؤ کے معزز مشہور جرنل اودھ ریویو
سے آریہ پتر بریلی میں نقل ہوا تہا۔ چونکہ لایق محقق نے نہایت
دلچسپی سے ہند و فقہ کی قدامت کو ثابت کرتے ہوئے مسلمان
فقہ کے ساتھہ اوسکی تطابق دکھلائی ہے میں نے اسکو اس
پمفلٹ کی صورت میں شایع کروانا مصلحت سمجھا تاکہ عوام الناس
کو بھی اس کے مطالعہ سے دلچسپی ہو۔

منو سمرتی کی نسبت یہہ عام خیال ہے کہ اوس میں مابعد
میں بہت خلط کی گئی ہے۔ اسلیئے بہت سے احکام جو
خلاف فطرت اور آریہ تصانیف کے مخالف ہیں۔ قدیم منو
سمرتی کے نہیں ہیں۔ اور نظر انداز کرنے کے قابل ہیں۔

ویدک دہرم دنیا کا قدرتی و عالمگیر مذہب ہے اور تمام
دنیا کی مشترکہ جائیداد ہے مگر براہمنہ ہند و مذہب جو ایک
نئی شق ہے وہ ہی مقابلتہً اور مذہبوں سے پورانا ہے اور
زمانہ حال کے مذاہب نے بہت کچھہ اوس سے عاریت لیا
اس کا ثبوت کسی قدر اس آرٹیکل کے مطالعہ سے ہوگا۔

فقہ ہنود و اسلام میں توافق

✤

انسانی خیالات میں بلحاظ اُنکے جذبات کے ایک قسم کے توارد و توافق کا واقعہ ہونا چنداں تعجب خیز نہیں ہے۔ مگر ایسے دو عظیم مذاہب کے فقہی مسائل کا جو مختلف ازمنہ و بلاد میں مدوّن اور مرتب ہوئے ہوں باہم ٹکرانا ایک ایسی بات ہے جس کی نسبت ایک مورخانہ مزاج اور طبیعت کا آدمی معاً کہہ اوٹھیگا کہ منو کے اصول فقہ نے جو تمام لوہلی دنیا میں مقنن اول کے لقب سے مشہور معروف ہے قریب قریب دنیا کے تمام اقوام و انسال کے تمدن و تہذیب میں ایک قسم کی رہنمائی کی ہے اور اوس کے اکثر مسائل ان ممالک کے خیالات و اوضاع اور رسوم و دستورات کی حالت کے مناسب کم و بیش موزوں یا پورے پورے التقاط کر لئے گئے ہیں۔ اس

(۱) جسطرح ویدوں سے قدیم کوئی مذہبی کتاب نہیں ہے ویسی فقہ و شریعت کی تصانیف میں منو سمرتی سے زیادہ اور کسی سالہ کو قدامت کا فخر حاصل نہیں ہے۔ ایڈیٹر آریہ پتر

کی تصدیق اون بیانات اور واقعات سے ہوتی ہے جو کتاب "رُومکا سدہانت" میں بشرح وبسط مندرج ہیں جس میں ہندوؤں[1] کے فتوحات روم و مصر کا بیان ہے راجہ شیو پرشاد صاحب ستارہ ہند نے منوسمرتی کا جو ایک انتخاب شایع کیا تہا اوس کے دیباچہ میں وہ لکہتے ہیں کہ[2] بہت قدیم زمانہ میں مصر کو یہہ کتاب گئی تہی اور اوس ملک کے فقہانے اوس کو وہاں جاری کیا تہا قیاس مقتضی ہے کہ اوس زمانہ میں مصریوں کا مذہب ہوائی نہ ہوگا۔ لیکن جب اہل مصر یہودی مذہب میں آ ئے تو وہ اون مسائل واحکام کو اپنے مقدس کتاب میں لائے اور جیسا نواب سر سید احمد خان نجم الہند نے اپنی تفسیر میں تسلیم کیا ہے کہ یہودیوں کی شریعت کا ایک بہت بڑا حصہ شرع اسلام میں داخل ہوا۔ منو کی شریعت گو اہل مصر کے تمدنی حالت کیلئے

(۱) فتوحات روم و مصر کے علاوہ ہم نے خود ایک کتاب انگریزی میں دیکھی ہے جس میں راون کے راج کا بلاد یورپ ہونا پایا جاتا ہے اوس کتاب کا نام اندرین ہسٹری ہے افسوس اس وقت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ ایڈیٹر آریہ پتر

(۲) زیادہ وضاحت کے لئے دیکھو کتاب عدد سنسکرت زبان کی عظمت مطبوعہ دہرم پرچارک صفحہ ۴۲

چنداں سخت نہو - لیکن اُس جدید رفارم کے لیئے جو موسیٰ نے شروع کیا تہا ضرور سخت تھی اور اسلام کے لیئے اوس سے بہی سخت ہوگی پس خیال ہو سکتا ہے کہ شارع اسلام نے یہودیاں کے اُنہیں احکام کو لیا جو اُن کی امت یا مقدس کے لیئے ضرورنی سمجھے گئے تھے اُن میں ایسی نرمی اور لوچ پیدا کر دی جس میں ایک تقسیم کا اثر پیدا ہوا - اور یہہ امر اسلیئے ضروری تہا کہ ہندوستان کیطرح اُون ممالک میں اقوام و انسال کی درجہ بندی نہ تھی - گوتم بدہ[1] نے اُوس درجہ بندی کو توڑ دیا ہے اور اسلیئے چین و جاپان میں جو منو سمرتی جاری ہے اسمیں وہ درجہ بندی والی احکام نہیں پائے جاتے ممکن ہے کہ شارع اسلام نے اول ہی سے اُن نا قابل برداشت احکام کو خارج یا منسوخ کر دیا ہو مگر جس نسبت کے ساتھ شرایع ہنود و اسلام میں منو کے اخلاقی و فقہی مسائل کا استحالہ ہوا ہے اُسکا امتیاز صرف اس مماثلت سے ہو سکتا ہے جو منو سمرتی و شریعت اسلام میں پائی جاتی ہے -

---

(۱) جہاں جہاں بدہ مذہب جاری ہے وہاں اب بہی درجہ بندی نہیں ہے مگر درجہ بندی کی تاویل غلط ہوتی ہے و اُس کے ناقص استعمال نے سخت بنا دیا ورنہ وہ فطرتی تقسیم ہے -

یہہ مماثلت اور مشابہت نہ صرف کلیات ہی میں موجود ہے بلکہ بعض
مسائل جزویات ہیں باہم اس قدر مماثل و مشابہہ ہیں کو مغائیر
توارد کا دہوکا ہوتا ہے منو کا پنچ یگیہ شارع اسلام کی پنجگانہ نماز
ہندوں کا آچمن اور اسپرش مسلمانونکا وضو و مسح - ہندوں کا
شنان اہل اسلام کا غسل - اہل ہنود کا شوچ - مسلمانوں کا تیمم -
ہندوؤں کی لسکا - مسلمانوں کا استنجا - ہندوں کی جپ مسلمانوں
کی تسبیح تہلیل - ہندوؤں کا پاٹہہ مسلمانوں کی تلاوت ہنود کا
برت مسلمانوں کا روزہ ہندونکا دان پن مسلمانوں کی زکات
خیرات - ہندوؤں کا (۱) بلدان مسلمانوں کا صدقہ - ہندوں کی جاترا
مسلمانوں کا حج - ہندوں کی پردکشنا مسلمانوں کا طواف -
ہندوں کی پرائشچت مسلمانوں کا کفارہ - اہل ہنود کا شرادہ
مسلمانوں کی فاتحہ - ہندوں کا بیکنٹھہ و نرک - مسلمانوں
کی بہشت و دوزخ - ہندوں کا اچہے بڑے مسلمانوں کا طوبیٰ
ہندوؤں کی اپسرا اور کنیر مسلمانوں کی حوریں - ہندوں کی
اکاش بانی - مسلمانوں کا الہام و وحی و القا - ہندوں کے

---

(۱) یہہ مشابہتیں صرف ہندو و مسلمانوں کے درمیان دکھلائی گئیں
کیونکہ ویدوں سے اِن کا کوئی بہی تعلق نہیں ہے - ایڈیٹر آریہ پتر

جنتر گپت مسلمانوں کے کراماً کاتبین۔ ہندوؤں کے جمراج مسلمانوں
کے عزرائیل۔ ہندوؤں کی بیترنی مسلمانوں کا پل صراط۔ ہندوؤں
کا برہم کنڈ۔ مسلمانوں کا حوض کوثر۔ ہندوؤں کا دہرم راج
مسلمانوں کا رضوان۔ ہندوؤں کا کلپ برکشہ مسلمانوں کا سدرہ
ہندوؤں کے گن مسلمانوں کے ملایکہ۔ ہندوؤں کی بارنی مسلمانوں
کی شراب طہور۔ ہندوؤں کا کیلاس مسلمانوں کا عرش۔ ہندوؤں
کا بوان مسلمانوں کا معراج۔ ان کا گیان اون کا عرفان۔ ان
کا دہیان اون کا مراقبہ وغیرہ وغیرہ وہ باتیں ہیں جن میں ایک
طرح کی تطبیق پائی جاتی ہے۔ منو طہارت کے لئے نہایت تدغن کرگئے
وہ صرف غسل اور مسواک ہی کی ہدایت نہیں فرماتے بلکہ کہتے
ہیں کہ اول تین مرتبہ وضو کریں پہر دو مرتبہ منہہ دہو دیں۔ اور
ناک کان آنکہہ منہہ سینہ سر کو پانی سے مسح کریں۔ وضو کرنے میں برہمن
سینہ تک چہتری گلے تک۔ ویش زبان تک شودر لب تک پانی کو
مسح کریں۔ انسان کے جسم میں بارہ نجاستیں ہیں جو علیحدہ ہوتے
پر وضو کو واجب کرتی ہیں۔ اور وہ سب پانی یا مٹی سے پاک

---

(۱) ناظرین اسبات کا ہمیشہ خیال رکہیں کہ بہت سے خلاف فطرت خلط جو منو
سمرتی میں نظر آتی ہے وہ مہابہارت کے مابعد زمانہ کی ہے۔ دیکہو اپدیشر اریہ پتر

ہو سکتی ہیں۔ استنجا کے لئے ایک ڈہیلا۔ اور پاخانہ کے لئے پانچ ڈہیلے کافی ہیں۔ تیمم کے لئے دس مرتبہ بائیں ہاتہ میں اور سات مرتبہ دائیں ہاتہ میں مٹی لگانا چاہئے۔ غسل مسواک اور سرمہ دوپہر سے قبل لازم ہیں۔ یہی بیان کم وبیش وضو کے نسبت فقہ اسلام میں موجود ہے یعنی منہ۔ ہاتہ اور پاؤں دہوئے جاتے ہیں۔ اور سر کے ساتہ دونو کانوں کو مسح کیا جاتا ہے۔ وضو میں مسواک ہی مشروط ہے منو نے وضو توڑنے والی نجاستوں کے بارہ فضلات لکھے ہیں جن میں منی خون۔ پیپ۔ پیشاب پاخانہ وغیرہ کے علاوہ کان کا میل آنکھہ کی کیچڑ اور تمام بلاغم شامل ہیں جو نتھنوں اور منہ سے برآمد ہوں منو نے حائضہ کو پاک چیز کے چھونے کی ممانعت کی ہے اور شرع اسلام میں بہی حائض عورت کوئی مذہبی کام نہیں کر سکتی ہے منو نے پاک پانی کی علامت بے بو اور بے رنگ قرار دی ہے اور پانی اور منی اور آگ سے مختلف چیزوں کو پاک کرنے کے قاعدے اور طریقے بیان کئے ہیں۔ اور ماکول اللحم و غیر ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں کے جہوٹے کے نسبت خاص خاص حکم لکھے ہیں جو نہایت قابل ردل ہیں۔ مثلاً منو لکھتے ہیں کہ جس چیز میں جو ناپاک شے

(۱) احضنا ؟ ریوتی کا یوم و غیرہ ہے گوشت کہانا ہی ویدک زمانہ کے بعد کی اختراع ہے
ایڈیٹر آریہ پتر

ملی جب تک اوس کی بو اور لوث دور ہو جائے قابل استعمال نہیں ہے۔ یہ عموماً اون کنُوؤں کی پانی کے نسبت ہے جنہیں چوہے بلّیاں یا کوئی جانور گرکر مرگیا ہو۔ اور اس کا پانی متعفن ہوگیا ہو۔ دانت کے اندر جو چیز رہ جائے منو کے نزدیک ناپاک نہیں ہے۔ استفراغ جماع اسہال میں وہ غسل کو واجب قرار دیتے ہیں۔ کتّے۔ چیتے باز وغیرہ نے جس اکول اللحم جانور کو مارا اُس کا گوشت پاک ہے مگر جس برتن میں شراب چھو گئی ہو۔ وہ جلانے سے ہی پاک نہیں ہوتا شرع اسلام میں موجبات غسل میں جو چیزیں لکھی ہیں اُن میں۔ جماع۔ حیض و نفاس مقدم ہیں باقی اخراج منی کے تشریح میں دو باتیں اور اضافہ کی ہیں اور وضو کے لئے مینہ اور چشمے کے پانی کو ترجیح دی ہے۔ منو بھی طہارت کے لئے مینہ کے پانی کو مقدم رکھتے ہیں۔ شارع اسلام کا قول ہے کہ پانی پاک ہے اور اوس کو کوئی شے نجس اور ناپاک نہیں کرتی ہے مگر جب اُس کا رنگ و بو اور مزہ بدلجائے منو نے بھی پانی کی نجاست کا حصر رنگ و بو ہی پہ کیا ہے۔ منو فرماتے ہیں کہ سُور۔ کتا۔ گدھا۔ کوا۔ گیدڑ۔ مرغی کچے گوشت کھانے والے شیر وغیرہ چوہا۔ نیولا ان سب جانوروں کا جھوٹا ناپاک اور مکروہ ہے۔ یہی بات شرع اسلام میں موجود ہے۔ کتّے اور سُور

اور درندوں کا جھوٹا نجس ہے۔ اور بلی۔ اور مرغی اور شکاری پرندوں اور حشرات الارض یعنے چوہا نیولا اور چھچھوندر وغیرہ کا جوٹھا مکروہ ہے اور خچر اور گدھے کا جوٹھا مشکوک ہے۔ یعنے اسمیں شک ہے کہ پاک ہے یا نجس۔ منو نے اپنی فقہ کی کتاب میں تاکید کیا ہے کہ سال میں ایک مرتبہ[1] قربانی کیجائے اور سالانہ مویشی کا بیسواں حصہ زکوۃ میں دیا جائے مسلمانوں کے یہاں زکوۃ کے مختلف مقادیر مقرر ہیں اور قربانی سال میں ایک مرتبہ کیجاتی ہے۔ حلت اور حرمت کے مسائل میں دونوں مذاہب میں بہت کچھ تطبیق پائی جاتی ہے۔ منو فرماتے ہیں جو جانور منتر سے مرکی نہیں کیا گیا اوس کا گوشت حرام ہے کچے گوشت کھانے والے گدھ وغیرہ پرند اور ایک کھُر والے جانور حرام ہیں چونچ سے کھانے والے طوطا ٹٹہری وغیرہ پنجہ سے نوچکر کھانے والے باز کوا وغیرہ حرام ہیں۔ پانچ ناخن والوں میں بندر حرام ہے اس کے بعد منو نے اس پر حکیمانہ بحث کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ساکن اور متحرک دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب انسان کی غذا ہیں۔ ذیروحوں

---

(۱) ویدوں میں قربانی کی ہدایت نہیں ہے یہ بھی گھڑے ہوئے زمانہ کی ایجاد ہے اور لوگوں نے وید کے تفاسیر تک میں خلط ملط کر دیا ہے۔ ایڈیٹر آریہ ہند

کی غذا ساکن ذبیح اور داڑہ والے ہاتہہ والوں کی غذا
بدون ہاتہہ والے - بہادروں کی غذا بزدل لوگ ہیں اب
اس کو اہل اسلام کی کتاب التقوی میں ملاحظہ فرمائیے جو جانور
بغیر بسم اللہ ذبح کیا گیا ہو حرام ہے چنگل سے پکڑنے والے جانور
اور پہاڑ کہانے والے چار پائے اور حشرات الارض اور نجاست
خور جانور حرام ہیں - چنگل سے پکڑنے والے باز - چیل - کوے
گدہ وغیرہ ہوئے اور پہاڑ کہانے والوں میں کل درندے
آگئے - یہہ کلیہ منو کے کلیہ سے بالکل منطبق ہو گیا - شراب جسطرح
مذہب اسلام میں حرام مطلق ہے - اسی طرح منو بھی اوسکو
حرام قطعی قرار دیتے ہیں - مگر ہاں منو کے بعد بعض ائمہ
ہنود نے شراب کو چہتریوں کے لئے جائز قرار دیا - اور اسمیں
اقوال مختلف ہیں - مگر تمام ہنود و فقہا کا یہی مذہب ہے
کہ شراب واقعی حرام ہے اور پینے والے کے لئے شرعی حدود
مقرر ہیں - منو برہمنوں اور چہتریوں کو سود خواری کی سخت
ممانعت کرتے ہیں اور لکہا ہے کہ ان دونوں فرقوں میں سے
جو لوگ سود لیں وہ اپنے درجے اور مرتبے اور برن سے
علیحدہ کئے جائیں - اسلام میں رہبانیت کی توہین اور
تہجین کی ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام منو نے ۱۲ / انسانی

زندگی کے چار آشرم یعنے درجے مقرر کئے ہیں اور اسی
لحاظ سے تاہل اور تنزویج کی ترغیب اس طرح دی ہے جسطرح
ہوا کے سہارے سب ذی روح زندہ رہتے ہیں اوسی طرح
متاہل اور گرہست کے سہارے اور درجے والے رہتے ہیں
چونکہ گرہست آدمی ہر روز تینوں مدارج کو طے کرتا ہے لہذا
وہ سب سے بڑا ہے۔ دنیا اور عاقبت کی بھلائی چاہنے
والا نکاح کرتا ہے جو ضعیف القویٰ لوگوں سے ممکن نہیں
یہہ وہ احکام ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ برہمنہ ہنود کے
مذہب میں ہزاروں برس پہلے سے تجرد اور رہبانیت
ممنوع ہے۔ قدما ہنود میں چار (۱) نکاح جایز تھے اور منونے
بھی اوسی کی تاکید کی ہے مگر نکاح موئنث یا متعہ کرنا جائز
وغیر مشروع قرار دیا۔ منو (۲) کے چار نکاح مقررہ چاروں طبق

---

(۱) بیشتر آریوں میں صرف ایک عورت کے ساتھ شادی کیجاتی تھی مہابھارت کے بعد
جب مردوں کی تعداد کم رہ گئی۔ لوگوں نے ایک سے زیادہ شادیاں
کرنی شروع کردیں۔ (۲) یہہ یا تو خلط ہے یا نقطوں کے ہیر پھیر سے
غلط تاویل کی گئی ہے برہمن جو علی العموم مذہبی مرتاض و تارک الدنیا
ہوا کرتے تھے کس طرح چار نکاح کرسکتے رہے ہونگے۔ ایڈیٹر

ہیں علی التساوی نہیں ہتے جیسا کہ شرع اسلام ہیں ہے یعنے برہمنوں کو چار۔ چہتریوں کو تین اور ویشوں کو دو شودروں کو ایک جائز تہا۔ منو کے احکام شادی بیاہ کے معاملہ ہیں نہایت وسیع ہیں چنانچہ منو سمرتی کے باب النکاح کے وہ مسائل جو ہمارے بیان کے تائید ہیں ہیں۔ یہہ ہیں۔ علوم مفید کو نیچ ذات سے اور جملہ عورت کو متبذل خاندان سے بہی لینا چاہیئے عورت وجواہر و علم و صنعت و حرفت کو جہاں سے حاصل کرنا چاہیئے شودر اپنی ذات کی بیٹی سے اور ویش۔ شودر و ویش کی بیٹی سے اور چہتری۔ ویش شودر اور چہتریوں کے بیٹیوں سے اور برہمن چاروں ذات کی بیٹیوں سے منہ کمت کریں۔ چہتری ویش۔ شودر ایجاب و قبول کے ذریعہ سے عقد کریں۔ برہمن چہتری۔ ویش جب اپنے برابر و نیز دوسرے برنوں کی عورتوں سے شادی کریں تو اون کا پاس مراتب بہی انہیں برنوں کے موافق متقدم ہوگا۔ منو نے عورتوں کی طلاق کے موجبات بہی جس کا رواج اب ہندوں ہیں باقی نہیں رہا ہے بیان کیئے ہیں۔ طلاق کا استعمال عموماً مردوں کی جانب سے ہوتا تہا لیکن اگر اپنے خاوند کو چاہیے

وہ مخدوم ہی کیوں نہ ہو چھوڑ نہ سکتی تھی۔ عدت کی
مدت صرف ایک حیض کا زمانہ تھا اوس کے بعد مطلقہ
دوسرا شوہر کر سکتی تھی۔ یا شوہر اول کے یہاں مراجعت کرتی
تھی۔ ان چاروں برنوں کا کھانا پینا ایک تھا منو نے
اعمال و اشتغال کو قومیت کا معیار قرار دیا تھا اسلئے
اون کے احکام کے مطابق اُس قدیم دنیا کی تمام اور
قومیں شودر کے طبقہ میں شمار کیجاتی ہیں۔ مگر اون کے
ساتھہ مواکلت یا مناکحت کسی طرح ممنوع نہ تھا۔

جائیپاپرساد (ایڈیٹر اودھ اخبار)

قابل وید کتابیں

موجود مطبع ستیہ دہرم پرچارک ہردوار

مسیحی مذہب کا مخرج بدہ دہرم ہے اردو ... ۱۰/
پارسی مذہب کا مخرج ویدک دہرم ہے اردو ... ۲/
سنسکرت زبان کی عظمت ... ۲/
سیواجی اور روشن ارا اختر اور نگ زیب کی شادی اردو ... ۳/
معدن التہذیب ... ۱۲/
مہاراجہ چندر گپت سکندر اعظم کی پوتی کی شادی ... ۱/
حیرت انگیز واقعات ... ۱/
سندھیا منظوم ... ۱/
بھارت کی شجاع اور عالم ستریوں کے کارنامے حصہ اول ... ۴/
" حصہ دوم راجپوتنی کی شادی ... ۱۰/
" حصہ سوم چتوڑ کا محاصرہ ... ۱/
" حصہ چہارم ... ۱/
" حصہ پنجم ... ۱۰/
" حصہ ششم و ہفتم ... ۳/

〃 حقیقت ہشتم و نہم و دہم و یازدہم و دوازدہم ضمیمہ طبع

ثبوت تثلیث وید اردو ۴ر

تصدیق صداقت دہرم آریہ ۳ر

سورگ میں سبجکٹ کمیٹی 〃 .... ار

ستیہ دہرم پرچارک پہلا ٹائیٹل کبیس اردو .... عہ

〃 .... ہندی ۲ر

ویدانت دہوانت نوارن اردو ۲ر

اینڈیشن منجری 〃 ۵ر

تماکو 〃 .... ار

سانکہہ کارکا 〃 ۲ر

یوگ فلاسفی 〃 ۱۰ر

آریہ درشن و یونانی فلاسفی مہربانو نوشیرواں عادل کی پوتی دہمارانا گدہ کا ملاپ افشاء راز سناتن دہرم شیو دہرم ـ وشنو دہرم فقہ اہل ہنود و اہل اسلام میں توافق زیر طبع ہیں ـ

المشتہر

بستی رام اسسٹنٹ منیجر

اوم

ٹریکٹ نمبر ۱۵

عقاید اسلام پر عقلی نظر

نمبر ۷

مصنفہ

پنڈت کرپا رام شرما جگرانوی آنریری اویدیشک آریہ پرتی
ندھی سبھا ممالک مغربی و شمالی و اودھ

پنڈت کرپا رام شرما کے اہتمام سے
مطبع ویدک دھرم پریس دہلی میں
چھپا

بار اول ۱۰۰۰ قیمت ۱ پائی

عقاید اسلام پر عقلی نظر

نمبر ۷

قران شریف منزل اَیک سورۃ البقر میں لکہا ہے۔
کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ (ترجمہ) کیونکر کفر کرتے ہو ساتہہ اللہ کے تھے تم مردے پس جلایا تم کو پھر مردہ کریگا پھر تمکو جلادیگا پھر طرف اوس کے پھر جاؤگے۔ قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت تناسخ کا ثبوت دے رہی ہے اگرچہ آجکل کے مسلمان تناسخ سے منکر ہیں لیکن قرآن کی تصنیف کے زمانہ میں قایل تناسخ پائے جاتے ہیں آجکل لوگ اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ تھے تم مردے یعنے تمہارا عدم تہا اب سوال یہ پیدا

ہوتا ہے۔ اگر موجودہ موت کے معنے عدم مان لئے جاویں
تو آئندہ موت کے معنے بھی عدم ہی کرنے پڑینگے کیونکہ ایک
لفظ کے دو معنے بلا کسی سبب کے مختلف نہیں ہو سکتے اب خدا
اہل اسلام کو عدم سے وجود میں لایا ہے اور پھر اون کا عدم
کریگا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا روح کا عدم تھا یا جسم کا
یا اس ترکیب کا کیونکہ لفظ تم سے مراد اگر روح لیجاوے تو روح
کا عدم ماننا پڑیگا۔ اگر جسم سے لیجاوے تو جسم کا عدم تسلیم کرنا
ہوگا۔ لیکن عقاید اسلام کے بموجب روح و جسم دونوں پیدا شدہ
ہیں اور فانی ہیں اب جب عدم ہوگا تو روح و جسم کا ہوگا یہی
مراد موت سے اہل اسلام لیتے ہیں لیکن جہانتک دنیا میں دیکھا
جاتا ہے دنیا میں موت سے مراد روح و جسم کی علیحدگی ہے
کیونکہ جسقدر ہندو یا مسلمان عیسائی خواہ یہودی لوگ مرتے ہیں
اونکے روح و جسم کا عدم نہیں ہوتا کیونکہ مرنے کے بعد جسم مدت
تک پڑا رہتا ہے اسی واسطے عام لوگ موت کے معنے قالب
عنصری سے روح کی علیحدگی مانتے ہیں نہ کہ روح و جسم کا عدم

کیونکہ جسم تو سب کے سامنے پڑا رہتا ہے اوسکا عدم موت بتلانا
توصریح غلطی ہے اگر روح کا عدم موت تسلیم کیا جاوے اور جسم
کو علیحدہ چھوڑ دیا جائے تو اول تو جسم کی پیدائش عدم سے ثابت
نہیں ہوگی کیونکہ جسم فنا ہوکر عناصر میں ملجاتا ہے اسکا عدم نہیں ہوتا
چونکہ دنیا میں ایک کنارہ والا دریا مفقود ہے اس واسطے
جسم کی پیدائش عدم سے تسلیم کرنا غلطی ہے کیونکہ اس حالت میں
مادہ عنصری جس سے جسم بنا ہے آغاز تو ہوگی انتہا نہیں ہوگی اور
قاعدہ یہ ہے کہ جسکی ابتدا ہے اوسکا انتہا بھی ہے کوئی ایسی
مثال نہیں مل سکتی کہ جسکی ابتدا نہ ہو انتہا ہو یا انتہا نہ ہو صرف
ابتدا ہو اب رہا روح کا فنا ہونا یعنے عدم ہوجانا اگر موت تسلیم
کرلیا جاوے تو قیامت میں سزا و جزا کسکو ہوگی کیونکہ جس روح نے
افعال کئے تھے وہ تو عدم ہوگئی اب نئی روح پیدا ہوگی اوس نے
کوئی گناہ نہیں کیا اوسے سزا دینا بالکل عدل ایزدی کے خلاف
ہے اگر یہہ کہو کہ عدم ہونے سے بھی روح کی شخصیت قائم رہتی ہے
اور وہی روح جسنے نیک و بد اعمال کئے تھے پھر دوبارہ موجود

ہو جاتی ہے کوئی نئی روح اوسکی جگہہ پیدا نہیں ہوتی تو پہلے عدم
یعنے موت میں روح کی شخصیت کو قایم ماننا پڑیگا کیونکہ قرآن
کے لفظ دونو جگہہ ایک ہیں۔ تھے تم مردہ۔ جلایا تمکو۔ پھر مردہ
کریگا اگر دوسرے مُردہ سے روح کی شخصیت قایم مانوگے تو پہلے مردہ
میں بھی روح کی شخصیت قایم ماننی پڑیگی جبر ہے صاف لفظوں
میں روح کی قدامت کا اظہار ہوتا ہے اگر مردہ لفظ سے روح کی
شخصیت کا عدم یعنی نفی مطلق ہونا تسلیم کروگے تو قیامت
کے روز حساب کا بے سود ہوگا بلکہ دہریوں کا خیال حادی ہوگا
کیونکہ جس روح نے گناہ کئے تھے اوسکا تو اب نام و نشان
نہیں رہا اگر کہا جاوے کہ روح کا تو عدم ہوجاویگا بہ شخصیت
قایم رکھنے کے واسطے اوسکا مادہ جس سے روح بنی ہے قایم
رکھا جاویگا اور اُس سے قیامت کے روز وہی روحیں پھر پیدا
ہوجاوینگی کیونکہ ہر ایک روح کا مادہ علیحدہ علیحدہ رکھا جاویگا
اسطرح بے انصافی نہیں ہوگی کیونکہ جس روح نے افعال کئے تھے
اوسی کے مادہ سے جو روح بنیگی وہ وہی ہوگی لیکن اسپر بہت سے اعتراض

پیدا ہوتے ہیں کیونکہ اول مادہ روحونکا قدیم ہے یا پیدا شدہ اور وہ
جسم و روح سے پہلے پیدا ہوا یا ساتہہ - یا بعد - اگر کہو پہلے پیدا
ہوا تو وہ اربعہ عناصر سے کوئی علیحدہ چیز ہے یا انہیں کا کوئی جز ہے
اگر کہو روح کے پیدا کرنیکا مادہ عناصر سے علیحدہ چیز ہے تو اوس کا
ثبوت قرآن سے دیں اور اوسکی ہستی کو علمی دلایل سے ثابت کریں
اگر کہو اربعہ عناصر سے ہے تو روح خاصہ عنصری یا صفت مادہ کی ہوگی
پہر سوال پیدا ہوگا کہ روح کا مادہ مرکب عنصروں میں ہے یا مفرد
میں ہے اگر مفرد میں ہے تو ہوا - پانی - آگ اور خاک میں سے
کس عنصر میں روح کا مادہ تسلیم کرتے ہو - اگر مفرد عنصر میں تسلیم
کرو تو روح کا ناش کبھی ہوگا نہیں کیونکہ مفرد مادہ کا ناش ہونا
عقلاً محال ہے اگر کہو مرکب ہیں تو ترکیب کے ناش ہوجانے سے
روح کا ناش ہوجائیگا پہر جزا و سزا کسکو دیجاویگی جہانتک عقل خیال
کرتی ہے وہانتک یہی خیال ہوتا ہے کہ یہ آیت صاف طور پر تناسخ
کو ثابت کر رہی ہے - زیادہ تر ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ آخر
میں خدا کی طرف پہر جانا لکھا ہے عدم میں ہوجانا نہیں لکھا - اگر روح و

مادہ خلقتِ ایزدی ہوتا تو اوسکا عدم ہونا لازمی تہا نہ کہ خدا کی طرف پھر جانا کیونکہ ہر ایک پیدا شدہ چیز فانی ہے۔ کوئی چیز جو پیدا ہو وہ باقی نہیں ہوسکتی جو پیدا ہوگی اوسکا ناش ہونا لازمی ہے اور جو باقی ہوگی اوسکا غیر مخلوق ہونا لازمی ہے گویا کوئی پیدا شدہ چیز باقی نہیں ہوسکتی اس واسطے منطقی لوگوں نے تین قسم کے وجود مانے ہیں ایک واجب الوجود۔ دوسرے ممکن الوجود تیسرے ممتنع الوجود۔ واجب الوجود کی تعریف یہہ ہے کہ جو اپنی ہستی میں دوسرے کا محتاج نہ ہو اور جسکا عدم نہ ہوسکے اور ممکن الوجود وہ ہے جو اپنی ہستی میں محتاج غیر ہو اور جسکا عدم و وجود دونوں ممکن ہوں ممتنع الوجود وہ ہے جسکا ہونا ناممکن ہو اب مادہ کی ہستی پہ نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ممتنع الوجود تو ہیں نہیں کیونکہ اونکی ہستی مسلمہ ہے اب خواہ اسے واجب الوجود مانو یا ممکن الوجود۔ اگر ممکن الوجود مانا جاوے تو اوس کا عدم وجود دونو ممکن ماننے پڑینگے لیکن قرآن کی یہہ آیت تبلا رہی ہے کہ اوسکا عدم نہیں ہوگا بلکہ وہ خدا کی طرف پھر جائیگا

لیئے نجات پائیگا اس نجات میں رہنے کی کوئی میعاد مصنف قرآن
نے مقرر نہیں کی جس سے خیال ہو سکتا ہے کہ اوسکے بعد روح کا
عدم ہو جائیگا - جب اسطرح روح کا عدم ناممکن ہوا تو عدم اول
بھی ناممکن ہوگا کیونکہ عدم وجود دونوں کے ہونے سے ممکن الوجود
کہلاتا ہے جب اوسکا آخری عدم ناممکن ہے تو عدم اولی کو بھی
ناممکن ہی تسلیم کرنا پڑیگا - کیونکہ کوئی چیز بھی ایک حد والی نہیں ہوتی بلکہ
ہر ایک چیز کی کم سے کم دو حد ہوتی ہیں اسکی مثال موجود نہیں اگر کوئی
شخص یہ کہے کہ چونکہ خداوند کریم قادر مطلق ہے وہ چاہے تو ایک
حد والی چیز پیدا کر سکتا ہے یا پیدا شدہ کو باقی رکھ سکتا ہے
تو اسپر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر قادر مطلق کے یہہ معنے ہیں کہ
وہ ناممکنات پر بھی غالب ہے یعنے پیدا شدہ کو باقی اور باقی
کو فانی کر سکے تو اوسکو یہہ بھی طاقت ہوگی کہ وہ اپنی ہستی کو
زایل کر دے کیونکہ عقاید الاسلام میں سوا اسے خداوند کریم
کے کوئی دوسرا باقی اور غیر مخلوق نہیں اگر یہہ کر سکتا ہے تو ثبوت
ہستی فقط ظہور قدرت سے ہوا کرتا ہے جب تک کسی فعل کا کسی سے

سرزد ہونا معلوم نہ ہو تب تک اوسکو بنانے قابل نہیں کہا جاتا
لیکن جبسے ایک دفعہ کسی طاقت کا ظہور ہو جاوے اوسمیں وہ
طاقت تسلیم کیجاتی ہے - اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کبھی
خداوند کریم نے اپنی ہستی کو زایل کیا ہے اگر کبھو کیا ہوگا ہمیں
معلوم نہیں تو عدم واقفیت ثبوت ہیں آپ کا دعوے غلط ہو
جائیگا اگر کبھو کیا نہا تو پھر خدا کسطرح موجود ہوگیا کیونکہ خدا کے
زایل ہو جانے سے اوسکی قدرت کا بھی زایل ہو جانا تسلیم کرنا
پڑیگا کیونکہ صفت موصوف میں رہا کرتی ہے جب موصوف خدا
ہی نہ رہا تو اوسکی صفت قدرت کہاں رہی اگر کہو خدا نے کبھی
اپنے آپ کو زایل نہیں کیا تو اوسمیں زایل کرنے کی قدرت ہے
اس کے واسطے کیا ثبوت ہے اس واسطے قادر مطلق کے
معنے ناممکنات پر قادر ہونا نہیں بلکہ کل ممکنات پر قادر ہونا ہے
اگر یہی حالت ہے تو روح اور خدا میں کیا فرق ہوگا - خیاب من روح
تو کوئی کام بھی خدا اور اسباب خدا کی مدد کے بغیر نہیں کر سکتی
کیونکہ جب تک روح جسم میں داخل نہو جاوے اور اوسکے ہاتھ پیر

ٹھیک موجود ہوں جنکا ہونا روح کی اپنے اختیار سے باہر ہے۔
لیکن خدا کو ان اشیاء کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر ایک ہستی اوس کے
قبضۂ قدرت میں موجود ہے اور جسقدر چیزوں کا بنانا اوس کو
منظور ہے اوسکی ہستی کا مادہ بہی موجود ہے۔ چونکہ ہمارے مسلمان
بہائی قرآن کی باتوں میں عقل کو دخل نہیں دیتے اس واسطے
قرآن کے مضامین کو بہی ٹھیک طرح سمجھ نہیں سکتے یہ آیت جو صاف
لفظوں میں تناسخ کا ثبوت دے رہی ہے اوس کے معنوں
اور مطلب پر غور نہ کرکے تناسخ اور مادہ کی قدامت کے خلاف
ہونا انکی عقلمندی نہیں لیکن وہ بہی مجبور ہیں کیونکہ سورۂ فاتحہ
میں خدا کو مالک یوم الدین یعنے حساب کے دن کا مالک تبلایا
ہے جس سے یا تو یہ خیال کرو کہ مصنف کا مطلب یہ ہے کہ آج وہ
دنیا کا مالک اور حساب کرنیوالا نہیں ہے صرف قیامت کے دن
حساب کرنے والا ہوگا اور اوسی دن مالک ہوگا لیکن اسمیں
بڑا بہاری نقص یہہ پیدا ہوگا کہ موجودہ مُردوں کی روحوں کے
واسطے کیا انتظام ہوگا کیونکہ جسوقت روح وجود سے علیحدہ

ہوتی ہے اوسیکا نام موت ہے اب جب کوئی آدمی مرا خواہ نیک ہے یا بد اب اوسکی روح جسم سے تو بالکل علیحدہ ہوگئی اب قبر میں تو صرف جسم گاڑا جائیگا جو تھوڑے سالوں میں گلکر عناصر مین ملجائیگا لیکن روح کیا ہوئی یا اوسکا عدم مان لو تو قیامت کے روز اوسکا بنا پیدا ہونا تسلیم کرنا پڑیگا جسکی تردید پہلے ہوچکی ہے اگر کسی جگہہ روح کا رہنا تسلیم کرو تو اوسکا پتہ دو کر اوس جگہہ روح کو آرام ملتا ہے یا دکھہ - اگر کہو دونوں نہیں ملتے تو یہ بالکل غلطی ہے کیونکہ مدرک روح بغیر کسی بات کو محسوس کئے نہیں سکتی خواہ دکھہ محسوس کرے یا سکھہ اگر کہو سکھہ محسوس کرتی ہے تو بدون کو بجائے سزا دینے کے سکھہ دینا خلاف انصاف ہے اگر کہو دکھہ ملتا ہو گا تو بھی انصاف پر الزام آئیگا - اگر بدوں کی روح دکھہ محسوس کرتی ہے اور نیکوں کی سکھہ تو حساب آج ہی ہوچکا تو قیامت کے دن کی کوئی ضرورت نہیں اور ایسا ماننے سے موت سے روح کا عدم ہونا نہیں مانا گیا جب موت سے روح کا عدم ہونا تسلیم نہیں تو پہلے موت سے ہی روح کا عدم قابل تسلیم نہیں کیونکہ دونوں جگہہ ایک ہی الفاظ ہیں

اگر ہمارے مسلمان بھائی ذرا بھی عقلی نظر سے مضامین قران پر نگاہ
کریں تو اونہیں روح اور مادہ کی قدامت سے کبھی انکار نہ ہوگا چونکہ
وہ ان باتوں کو عقلی طور سے سوچتے نہیں کیونکہ قرآن شریف یا
بائبل میں روح اور مادہ کی پیدائش کا کہیں ذکر نہیں کیونکہ قرآن نے
جو چھہ روز میں دنیا کی پیدائش کو لیا ہے یہ توریت سے لیا ہے
اور توریت کے سلسلہ میں بھی روح و مادہ کی پیدائش کا ذکر نہیں
قرآن میں روح کو امر ربی یعنے خدا کے حکم کے نام سے تعبیر کیا ہے
جسکے معنے محکوم خدا یا خدا کی رعایا سمجھنا چاہیئے کیونکہ حکم عرض ہے
اور روح جوہر ہے جوہر کبھی عرض نہیں ہوتا بلکہ عرض جوہر میں رہتا ہے
چونکہ امر ربی کے معنے محکوم خدا لینے سے سارا جھگڑا ختم ہو جاتا ہے
اور عقلا بھی یہ مسئلہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ خدا کی ہر ایک صفت
قدیم ہے اسواسطے اسکا مالک اور حاکم ہونا بھی قدیمی ہوگا اور
حاکم و مالک کے واسطے مالک و محکوم کا قدیمی ہونا لازمی ہوتا ہے
ورنہ عدم کا مالک اور عدم کا حاکم کہنا پڑیگا جو خداوند کریم کی
شان میں نازیبا ہے اگر کہو یہ چیزیں بالقوی اوسکی طاقت میں

وجود نہیں تو تو مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کیونکہ ہم بہی اسکو موجودہ حالت میں جسکو بالفعل کہہ سکتے ہو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ یہ روح اور مادہ کی کاریہ ونشا ہے جبکہ لطیف پرکرتی حالت کی بابت میں ہے جسکو سنسکرت میں وکرتی یعنی بگڑی ہوئی کہتے ہیں۔ اگر کہو ہم بالکل انکی ہستی کے قایل نہیں ہم عدم محض سے انکا ہونا تسلیم کرتے ہیں تو خلقت سے پہلے خدا کو عدم محض کا حاکم۔ مالک وعالم تسلیم کرنا پڑیگا اور موجودہ زمانہ میں خدا موجودات کا عالم مالک وحاکم ہے اور جب یہ خلقت فنا ہو جاویگی تب پہر خدا نفی کا حاکم ہو جاویگا نفی کا مالک کہلائے گا موجودہ حالت میں تو خدا کو محیط کُل اور ہر جگہہ حاضر کہہ سکتے ہو لیکن اوس حالت میں یہ بہی غلط ہوگا کیونکہ جگہہ بہی پرکرتی میں شامل ہے۔ جب یہہ جگہہ نہ تہی تو خدا کہاں تہا اس کا جواب نہ دیسکو گے اسطرح خدا کی صفات کو متغیر ماننے سے خدا کی ذات کو بہی متغیر ماننا پڑیگا جس سے خدا کے واجب الوجود ہونے میں شک لازمی ہوگا اور چونکہ تم ایک کنارہ والا دریا یا پیدا شدہ کا فانی ہونا مانتے ہو اسلئے واسطے قدیمی خدا بہی

صفات کے متغیر ہونے سے فانی ہو سکیگا۔ بہت سے دوست کہیں گے
کہ خدا تعالی جب واجب الوجود کی یہ صفت کہ وہ اپنی ہستی میں دوسروں کا
محتاج نہ ہو اگر روح اور مادہ کو خدا کی ملک اور محکوم مانکر اوسکی
صفت حاکم یا مالک ہونیکو اسکی ہستی پر قایم کیا جاوے تو خدا
واجب الوجود نہیں رہیگا کیونکہ اوسکو اپنی صفات کی ہستی کے
واسطے دوسرون کا محتاج ہونا پڑا اور جو صفات کی ہستی میں دوسروں کا
محتاج ہے وہ ذات کی ہستی میں بہی دوسرون کا محتاج ہوگا کیونکہ
مجمع صفات ہوا کرتا ہے جسکی صفات متغیر ہون اوس کی ذات
بہی متغیر ہوگی تو اس حالت میں خدا واجب الوجود نہیں رہیگا
لیکن اونکا یہہ کہنا درست نہیں کیونکہ صفات دو قسم کی ہوتی
ہیں ایک وہ جنکا تعلق غیر سے ہوتا ہے دوسرے وہ جنکا
تعلق ہستی سے ہوتا ہے واجب الوجود کا اپنی ہستی کے واسطے
دوسرون کا محتاج ہونا قابل تسلیم نہیں لیکن اپنی ملکیت کا تو
وہ محتاج ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر وہ نہو تو وہ اوسکے ہونیکا وُس کا
محتاج ہے۔ مثلاً بیٹا اپنی پیدائش اور ہستی کے واسطے باپ کا

محتاج ہے لیکن باپ اپنی ہستی کے واسطے بیٹے کا محتاج نہیں
بلکہ باپ کہلانے کے واسطے بیٹے کا محتاج ہے لیکن باپ تب
ہی ہوگا جب بیٹا ہوگا اس واسطے اوس حالت میں تو محتاج
کہلا نہیں سکتا کیونکہ جس چیز کی احتیاج خیال کیجاتی ہے وہ اوسکو
پاس موجود ہے اگر موجود نہ ہوتی تو اعتراض ہو سکتا تھا چونکہ
خدا کی ملکیت روح و مادہ قدیمی ہے اس واسطے وہ ان کا
کبھی محتاج نہیں اسواسطے اوسکی صفات غیر متغیر اور وہ واجب الوجود
ہے تناسخ کا مدار قدامت مادہ و روح پر ہے اور تناسخ اہل
آیت قرآنی سے ثابت ہے اسواسطے قدامت میں بھی کوئی
جھگڑا نہیں صرف جسقدر جھگڑا نظر آتا ہے وہ عقل سے تحقیقات
نہ کرنے کی وجہ سے ہے اگر مسلمان لوگ مسایل قرآن کی تحقیقات
عقل سے کرنے لگ جائیں تو اونکے خیال بالکل درست ہوجاویں
اور سب جھگڑے جو آج لاعلمی کی وجہ سے پڑے ہیں دور ہوجاویں
جو لوگ عقل سے مذہبی تحقیقات کو جایز نہیں سمجھتے اون کا
خیال درست نہیں کیونکہ عقل صرف مذہبی تحقیقات کے واسطے دیگئی ہے

مذہب کے معنے راستہ یا طریقہ بھی ہیں جسطرح جسمانی رستہ کے
واسطے پرمیشور نے ہمیں آنکھ دی ہے اسی طرح روحانی رستہ
کے واسطے پرمیشور نے ہمیں عقل دی ہے جسطرح بغیر آنکھ کے راستہ
چلنے والا ٹھوکر کھاتا ہے اسی طرح مذہبی راستہ میں عقلی آنکھ سے
کام لئے بغیر کوئی بھی منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتا لیکن اکیلی آنکھ سے
کام نہیں چل سکتا کیونکہ آنکھ بغیر روشنی کے کچھ دیکھ نہیں سکتی اسی طرح
اکیلی عقل سے بھی کام نہیں چلتا جہاں آنکھ کیواسطے روشنی درکار ہے
وہاں عقل کے واسطے تعلیم کی ضرورت ہے جسطرح روشنی قدرتی
اور مصنوعی دو قسم کی ہے اسی طرح تعلیم بھی انسانی و الہامی دو قسم کی
ہے جسطرح قدرتی روشنی یعنے سورج دنیا کے شروع پیدا ہوتا ہے اور
مصنوعی چراغ وغیرہ متغیر روشنی ہوتی رہتی ہے اسی طرح الہامی کتاب
وید دنیا کے آغاز میں ہوتی ہے اور باقی انسانی کتابیں بنتی رہتی ہیں۔

اوم شانتی شانتی شانتی

(دیکھو نمبر ۸)

رسالہ

موسوم بہ

سری سوامی دیانند سرسوتی کی مہما

جس میں

زمانۂ حال کے آریہ دھرم کی مؤدبانہ الفاظ میں چھان بین کیگئی ہے

از

احقر العباد شیو نراین پرشاد
(کایستھ سکسینہ)

سنہ ۱۸۹۲ء

مطبع سترولاس الہ آباد میں چھپا

فہرست مضامین

ॐ

پرارتھنا

ایشور پرماتما کا کوٹان کوٹ دھنیاواد کر کے ہم اس دھرم
کارج میں اُس کی سہایتا چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں دیانند
مت کے اصول و تعلیم کا یتھارتھ گیان ہو اور ہمیں قومی
امید ہے کہ وہ پرماتما جس سے ستّ ودّیا اور ستّ
گیان کا پرکاش ہوا ہماری اس کامنا کو پورن کرے گا۔
ہے ایشور ہم پر کرپا درشٹی کر کے ہمیں پکشپات سے رہت کر
اور ایسی عقل اور سمجھ دے کہ بھلے اور برے۔ جھوٹھ اور سچ
اور حق اور ناحق میں کماحقہ تمیز کر سکیں ٭

دیانندمت کے دھرم شاستروں کی حقیقت

اس پنتھ سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے جس سے پوچھو یہی کہتا ہے کہ سوامی دیانند کے بنائے ہوئے ستیارتھ پرکاش اور وید بھاش بھومکا کا مطالعہ کرو۔ جو لوگ سوامی جی مہاراج کے زیادہ معتقد ہیں وہ تو یہانتک دعوے کرتے ہیں کہ مذہب کے متعلق جتنے امور ہیں سب ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پستک وید اور دھرم شاستر اور سب ست شاستروں کا کام دیسکتی ہے۔ سوامی جی نے ہمارے اوپر بڑی دیا لتا کرکے دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے اگر اس بھارت ورش کا بھلا ہونا ہے تو اسیکے وسیلے سے ہوگا۔ اور اگر اس دیش کی اُنتی ہوگی تو اسیکے ذریعہ سے ہوگی۔ ایسی تعریف سنکر کب رہا جاتا ہے۔ بے اختیار مارے شوق کے دو تین ستیارتھ پرکاش منگاکر دھر لئے۔ اور ورق اُلٹنے شروع کئے۔ طبیعت تو یہی چاہتی تھی کہ ایکدم سے گھولکر پی لو اور ویش اُنتی کرنے لگو۔ مگر کیا کیجئے خدا نے ایسا صحیح ہاضمہ نہیں دیا۔ لاچاری کو ایک سرے سے دیکھنے کا ارادہ کیا۔ اور ابتدا میں پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کو ہاتھ میں لیا۔ مگر دفعتاً ایک دیانندی صاحب بول اُٹھے کہ اِسے رہنے دو۔ دوسرے مرتبہ کی چھپی ہوئی کتاب کو دیکھو۔ وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس میں پوپوں نے ملاوٹ کردی ہے۔ چنانچہ جب سوامی جی کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو جتنی کتابیں بکنے سے رہگئی تھیں سبکو چھنکوا دیا۔ اور اس مضمون کا ایک اشتہار بھی دیدیا

کہ پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش میں ملاوٹ ہے - جبتک دوسرا ایڈیشن نہ نکلے سب لوگ اپنا ایمان ادھر میں لٹکا رکھیں - ہمیں یہ بات سوامی جی کی عقلمندی سے بعید معلوم ہوئی - مگر اُنکا دل رکھنے کو دوسری کو اُٹھا لیا - شروع میں نویدن پر نظر پڑی - اُسکے آخری پیرے میں یہ لکھا دیکھا :-

یہ گرنتھ پرتھما ورتی میں چھپا تھا - اُسکو بکے بہت دن ہو گئے - اس کارن شتغہ لوگوں کی شیگھرتا چھپنے کی وشے میں آئی اس کارن یہ دوتی آورتی ننت شیگھرتا میں ہوئی - چھاپتے سمے گرنتھ کی شودھنے اور دراما دھی چنھ ونکے دینے میں جہانتک بنا بہت دھیان دیا - پرنتو شیگھرتا کے کارن سے کہیں بھول رہگئی ہو تو پاٹھک گن ٹھیک کرلیں ❊

آگے بڑھے تو بھومکا میں الفاظ ذیل مسطور پائے

جس سمے مینے یہ گرنتھ ستیارتھ پرکاش بنایا تھا - اُس سمے اور اُس سے پوروسنسکرت بھاکھن کرنے - پٹھن پاٹھن میں سنسکرت ہی بولنے اور جنم بھومی کی بھاشا گجراتی ہونیکے کارن سے مجھکو اس بھاشا کا وشیش پرگیان نتھا - اس سے بھاشا اُشدھ ہوگئی تھی - اب بھاشا بولنے اور لکھنے کا ابھیاس ہوگیا ہے - اسلئے اس گرنتھ کی بھاشا دیاکرن انوسار شُدھ کرکے دوسری بار چھپوایا ہے - کہیں کہیں شبد واک رچنا کا بھید ہوا ہے سو کرنا اُچت تھا - کیونکہ اسکے بھید کئے بنا بھاشا کی پری پاٹی سدھرنی کٹھن تھی - پرنتو ارتھ کا بھید نہیں کیا گیا - پرت یُت وشیش تو لکھا گیا ہے - ہاں جو پرتھم چھپنے میں کہیں کہیں بھول رہی تھی وہ نکال شودھ کر ٹھیک ٹھیک کردیگئی ہے ❊ یہ گرنتھ چودہ سملاس ارتھات چودہ وبھاگوں میں رچا گیا ہے - اسمیں دس سملاس پوروارد ھ اور چار اُترارد ھ میں بنے ہیں - پرنتو انت کے دو سملاس اور پشچات کے سوا سدھانت کسی کارن سے پرتھم نہیں چھپ سکے تھے - اب وے بھی چھپوا دئے ہیں ❊

خلاصہ اسکا یہ ہوا

کہ پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے فروخت ہو جانے پر جب بہت سی درخواستیں جمع ہو گئیں تو یہ کتاب دوسری مرتبہ چھاپی گئی پہلی ایڈیشن تک سوامی جی کو ہندوستانی بھاشا سے پوری پوری واقفیت نہیں ہوئی تھی۔ مگر دوسری کتاب کے بنانے کیوقت تک اچھا ملکہ ہو گیا تھا۔ لہذا دوسری ایڈیشن کی عبارت کو صرف و نحو کے مطابق آراستہ و پیراستہ کرکے چھپوایا بعضی باتیں جو کسی وجہ سے پہلی مرتبہ رہگئی تھیں اُنھیں دوسری ایڈیشن میں داخل کر دیا۔ عبارت آرائی کے لئے الفاظ کی کمی بیشی تو ضرور تاً کرنی پڑی مگر اصلی مطلب میں کچھ فرق نہیں آنے دیا۔ اب دیکھئے یہاں صاف لکھا ہے۔ کہ ارتھ کا بھید نہیں کیا گیا۔ اسواسطے پہلے چھاپے میں ملاوٹ بتلانا سوامی جی کو جھوٹا ٹھہرانا ہے۔ جب ہمنے یہ عبارت اُن دیانندی صاحب کو دکھلائی۔ تو اتنا تو اُنھیں ماننا پڑا کہ بیشک دوسری ایڈیشن پہلی ایڈیشن کے بک جانے اور زاید درخواستوں کے جمع ہو جانے کی وجہ سے ہوئی۔ ملاوٹ یا بھول کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔ مگر اس بات کو کہ در اصل پہلی میں کچھ ملاوٹ نہیں ہے اُنھوں نے پھر بھی نہ مانا اور اپنے بیان کے ثبوت میں وید بھاش انک دو کے ٹائیٹل پیج پر سوامی جی کا یہ وگیاپن نکالکر دکھلادیا کہ ستیارتھ پرکاش میں ترپن اور شرادھ کے وشے میں جو چھاپا گیا ہے سو لکھنے اور شودھنے والوں کی بھول سے چھپ گیا ہے۔ یہ دیکھکر ہمیں اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے۔ یعنے ہم تو یہ چاہتے تھے کہ سوامی جی پر آنچ نہ آنے دیں۔ مگر جب وہ خود ہی ہاتھ کٹا بیٹھے تو پھر کیا کریں۔ سوچتے سوچتے ہمیں یہ بات سوجھی کہ شائد وید بھاش بھومکا کا وگیاپن ہی کسی بدعتی نے چھپوا دیا ہوگا در اصل سوامی جی کی طرف سے نہ ہوگا۔ کیونکہ وگیاپن کی تو

فقط تھوڑی سی عبارت ہے اور مردونکے شرادھ کی تائید میں پہلی ستیارتھ پرکاش میں
صفحوں کے صفحے رنگے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے دیانندی مشفق نے ہماری اس حجت کو
بھی چلنے نہ دیا۔ اور اپنی تائید میں یہ دلیل پیش کی۔ کہ دوسری دفعہ کی ستیارتھ
پرکاش میں سوامی جی نے مردونکے شرادھ کا الٹا کھنڈن کیا ہے۔ اسکے جواب میں
ہمیں یہ کہنا پڑا کہ بتلائیے اسی بات کا کیا ثبوت ہے کہ دوسری ستیارتھ پرکاش اول سے
آخر تک بالکل صحیح ہے اور سوامی جی مہاراج کی خاص اپنی نوشتہ ہے۔ کیا عجب ہے
کہ یہ اُنکے دیہانت کے پیچھے بنی ہو اور اُنکے مخالفوں نے اُنکا نام خراب کرنے کے لئے
چار چھ مہینے پہلے کی تاریخ لگا دی ہو۔ جب دوسری ایڈیشن اُنکے مرنے کے بعد نکلی تو
بلا کسی کامل ثبوت کے ہم کیسے اعتبار کرلیں کہ یہ بچہ اپنے سگے باپ کے نطفہ سے ہے۔
ہاں پہلی کتاب پر اس قسم کا کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا۔ پہلی کتاب تو دس برس برابر
اُنکے سنگ رہی۔ دوسری کو تو کسی نے ایک دن بھی اُنکے ہاتھ میں نہیں دیکھا۔ یہ سنکر
حضرت لاجواب ہو کر بغلیں جھانکنے لگے۔ اور اپنا سا منہ لیکر رہگئے ٭ گو اس رد و کد
میں ہمارا پلہ بھاری رہا۔ مگر سچ کہیں ہمارے دلمیں اسی گھڑی سے چور بیٹھگیا۔ کہ ہو
نہو ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ بقول شخصے۔ بگڑی صورت مسکی انگیا کان کا ٹیڑھا
بالا ہے۔ یار وہم پہچان گئے کچھ دال میں کالا کالا ہے ٭ ہمنے کہا یا الٰہی یہ کیا ماجرا
ہے۔ ایسے ودوان سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ ادھر تو کہے کہ پہلی اور دوسری میں ارتھ
کا بھید نہیں کیا۔ اور اُدھر صفحوں کے صفحے بدل ڈالے۔ ایک نیا پنتھ رچنے جاوے اور اتنا
خیال نہ کرے کہ اگر اُسکے پنتھ کے دھرم شاستر میں غلطی رہگئی تو اُسکے سارے معتقدونکا
دھرم بھرشٹ ہو جائیگا۔ جس شخص نے اپنا تن من دھن دیش اُنتی کے لئے ارپن

کر دیا ہو۔ اُس سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی بیش بہا کتاب کو جسپر اُسکے پنتھ کا تمامی
دارومدار ہو اور جو اُسکی ساری عمر کی کمائی ہو۔ دوسروں کے بھروسے چھوڑ دے۔ معمولی
انسانوں کا بھی یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ بنا پرتال کئے اپنی کتاب کو شائع نہیں ہونے دیتے۔
کیا وہ عوام الناس سے بھی گئے گذرے ہو گئے۔ وہ تو اوروں کو پوپوں کے جال سے
نکال لیتے تھے اور اُنکے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف تھے۔ بھلا پھر آپ ہی اُنکے فریب میں کیسے
آگئے۔ پھر سب چھاپہ خانوں کے کارپرداز اچھی طرح جانتے ہیں کہ دوسرے کی کتاب میں
تصرف کرنا بمنزل جعلسازی کے ہے اور قانوناً بڑا سنگین جرم ہے۔ اُن کا یہ حوصلہ کسطرح
پڑا کہ اسمیں جا بیجا لکھدیا۔ وہ یہ بات بھی بخوبی جانتے ہونگے کہ بڑے بڑے وکیل اور بیرسٹر
سوامی جی کے چیلے ہیں۔ ذرا بھی تین پانچ کی تو ہڈی تک چبا ڈالیں گے۔ مزید براں
پہلی ستیارتھ پرکاش میں تو دو طرفہ راجہ جیکرشن داس کی مہر لگی ہوئی ہے جسمیں اُنکی
مہر ہو وہ مال مسروقہ اور مشتبہ گنا جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کتاب میں
ملاوٹ کا گمان بالکل نادرست ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کی بھی معتبر شہادتیں موجود
ہیں کہ سوامی جی اسکے پروف خود ہی دیکھا کرتے تھے۔ اور اختتام پر ایک ایک حرف
کو بغور مطالعہ کرکے اسکا شدھہ پتر بھی اپنے ہاتھ سے بنایا۔ لہذا یہ بات بخوبی پایۂ
ثبوت کو پہنچ گئی کہ پہلی ستیارتھ پرکاش کا ایک ایک حرف سوامی جی کے اپنے ہاتھ
کا لکھا ہوا ہے۔ اور وید بھاش کا وگیاپن اگر حقیقت میں سوامی جی کی طرف سے
ہے۔ تو سوامی جی نے اپنے تغیر اعتقاد کے چھپانے کے لئے مطبع کی آڑ میں پناہ لی ہے
ایسے اعلیٰ درجہ کے ریفارمر کے لئے یہ حرکت کسیقدر نازیبا معلوم ہوتی ہے۔ مگر زمانے
کی چالبازیوں کو دیکھکر ہمیں اُن کی اس حکمت عملی پر تعجب کا کوئی موقع نہیں۔ آج کل

راستبازی کی کوئی اتنی قدر نہیں کرتا ۔ اگر وہ سیدھی طرح لکھدیتے کہ پہلے ہمارا
عقیدہ کچھ اور تھا اب کچھ اور ہو گیا ۔ تو پہلے تو اُنکے بالکوں کی نظر میں ہی اُنکی عزت کم
ہو جاتی ۔ پھر اُنکے مخالف چین نہ لینے دیتے ۔ اپنے بیگانے سب یہی کہنے لگتے کہ
جسکی چھن چھن مت بدلتی ہے اُسکا کیا اعتبار ۔ یہ بات اور ہے کہ اُنھوں نے
اوائل عمر میں بیسیوں مت اختیار کر لئے ۔ کیا وجہ کہ یہ حرکت اُنھوں نے حق
کی تلاش میں کی ۔ مگر جب وہ خدا میں مل گئے اور دیانند سرسوتی بن گئے اُس
حالت میں ایسی کارروائی کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پانوں پر کلھاڑی مارنے کے
برابر ہوتا ۔ جن لوگوں کو اُنھوں نے دس سال برابر پہلے ستیارتھ پرکاش پر
چلایا اُن کی دل شکنی کرنا کتنی بُری بات تھی ۔ ایک شخص کی بے احتیاطی سے
ہزاروں کا ایمان جانا کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے ۔ سبکے دلوں میں یہ آگ بھڑک
اُٹھتی کہ اس پاکھنڈی نے ہمارا ایمان لیا ۔ پھر نہ جانیں سوامی جی کا کیا کرتے الٰہ
پرلوک تو کون دیکھ آیا ہے ۔ مگر جگت ہنسائی کا خیال نہ رکھنا عقلمندی سے بعید
ہے ۔ لہٰذا سوامی جی کی زمانہ سازی کو عیب لگانا فضول ہے ٭

بالفرض یہ بھی مان لیا جاوے کہ سوامی جی کی تصنیف میں کسی دشمن نے ملاوٹ
ہی کر دی ۔ اور جب سوامی جی کو یہ حال واضح ہوا تو اُنھوں نے فی الفور مناسب
طور پر اسکا تدارک کیا ۔ تو اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑیگا ۔ کہ جب اُنھیں ایسی
ایک جعلسازی کا پتا لگا ہوگا تو ضرور اُنکے دلمیں شک پیدا ہو گیا ہوگا ۔ اور اُنھوں
نے کل کتاب کی اچھی طرح پڑتال کی ہوگی ۔ اگر کسی اور مقام پر بھی ایسی کارستانی
ہوئی ہوتی ۔ تو جہاں اُنھوں نے شرادھ کی تردید کی تھی وہاں اُن غلطیوں کا بھی

ضرور ذکر کرتے۔ مگر چونکہ اُنکے اشتہار میں کسی اور ملاوٹ کا ذکر نہیں ہے۔ اسواسطے
باقی کی کُل کتاب کو بہر کیف ضرور صحیح ماننا پڑیگا ؎

ستیارتھ پرکاش پہلی مرتبہ ۱۸۷۵ء میں چھپی تھی اور دوسری دفعہ ۱۸۸۴ء میں
۷۵ سے ۸۴ تک دس سال ہوتے ہیں اس عرصہ میں تمام دیانندی مہاشوں کا
پہلے ہی چھاپنے کی کتاب پر ایمان رہا۔ تمام دیانندی سماج اسی کو اپنا مکھ دھرم
گرنتھ جانتے رہے۔ اور اسیکے بموجب اپنے دھرم کا پرچار کرتے رہے۔ اسی کتاب
کو یہ شرف حاصل ہے کہ جیسے آفتاب کی طرح دنیا میں پرکاشمان ہوئی۔ تب سے
سوامی جی کے دیہانت تک برابر اُنکے ساتھ رہی۔ سوتے وقت اُنکے سرہانے اور
اُپدیش کرتے وقت اُنکے ہاتھ میں۔ اسی کتاب نے دیانند مت کی بنیاد ڈالی۔ اسی
کتاب نے اس مت کو رواج دیا۔ اسی کتاب نے اس مت کو عروج پر پہنچایا۔ اسی
نے ہزاروں آدمیوں کو چاہ ضلالت سے نکالا۔ اسی بدولت حق کے متلاشی اپنے
گھربار ماں باپ دوست آشنا کو الوداع کہکر سچے رستے پر آئے۔ دوسری کتاب
تو جب یہ سب ہولیا کہیں اخیر میں جاکر چھپی۔ پھر وہ ایسی مبارک بھی نہیں ہوئی۔
برس دن کی بھی ہونے پائی تھی۔ اور کیا جانے پیٹ میں ہی تھی کہ اپنی ماں کو
کھا لیا۔ برعکس اسکے پہلی کتاب برسوں ناز و نعمت کے ساتھ اپنی ماں کی گود میں
پلی۔ پہلی کتاب نے سوامی جی کے اقبال کا ڈنکا بجایا۔ دوسری اُنکی موت کا پیغام
لائی۔ لہذا جو لوگ دوسری کو پہلی پر ترجیح دیتے ہیں وہ صریحاً انصاف کا خون
کرتے ہیں۔ ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسری کی بیقدری کرو۔ اُسے بھی مانو مگر
اُسکے درجہ پر۔ گو دوسری کم سن ہے اور رنگ روپ میں اچھی ہے۔ مگر پہلی کے

حقوق کو نہیں پہنچ سکتی۔ یا یوں کہئے کہ پہلی کے حقوق سگی کے برابر ہیں اور دوسری کے سوتیلی کے ۔

جیسے پہلی ستیارتھ پرکاش کے فروخت ہوجانے پر دوسری شائع ہوئی اسی طرح جب دوسری کی تمام کاپیاں بک گئیں تو تیسری نکلی۔ مگر دوسری اور تیسری میں کچھ ایسا فرق نہیں ہے۔ اسے سوامی جی کے بالکوں نے چھپوایا ہے اور شاستروں کے پرمانوں کے جہاں تک اون بچاروں سے بنا پتہ بھی لکھدئے ہیں ۔

یہ تو ان تینوں ستیارتھ پرکاش کی پیدائش کا حال ہوا۔ اب ناظرین کی خدمت میں ہم وہ وہ گوہر نایاب پیشکش کرینگے جو سرسری نظر سے دیکھنے میں ہمیں دستیاب ہوے۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے ہمسے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اسکی ساری خوبیوں کو معرض بیان میں لائیں۔ جسے پورا مزہ لینا ہو وہ خاص ستیارتھ پرکاش کی سیر کرے۔ ہاں بانگی دکھلانیکا جو حق ہوتا ہے اُسمیں ہمسے کوتاہی نہوگی۔ ارباب دانش وبینش اسی نمونہ پر کل کتاب کی خوبیونکا اندازہ کرلینگے الْعَاقِلُ تَکْفِیہِ الْاِشَارَۃُ

ہمارا جی تو نہیں چاہتا کہ ایسے بیش بہا جواہرات کو دھوپ دکھلائیں۔ مگر ویانندیوں کے ساتھ ست سنگ کرنے سے ذرا سی دیش اُنتی کی بو ہم میں بھی سماگئی ہے۔ وہ ہر وقت ٹھوکے دیتی رہتی ہے کہ اکیلے ہی اکیلے مزے اڑانا انسانیت سے بعید ہے۔ اسلئے ہمنے ان چند سطور کو اس ڈھب سے قلمی کیا کہ ہمارے تمام بھائیوں کو ویانندمت کا مزہ بھی آجاے اور کچھ ایسا خرچ بھی نہ کرنا پڑے۔ نہ زیادہ وقت صرف ہو۔ کم خرچ بالانشیں ۔

اس رسالہ میں دوسری اور تیسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کا

زیادہ حوالہ دیا جائیگا - کیونکہ یہ ہر ایک جگہ آسانی سے مل سکتی ہیں - پہلی ایڈیشن
عنقا وار ہو رہی ہے - اسلئے اُسکا ذکر خیر بہت کم آویگا ٭

ست دھرم اور ستّ پُرشوں کے پرکھنے کیلئے ہمنے ستیارتھ پرکاش سے مفصلہ ذیل کسوٹیاں نکالی ہیں :-

(۱) جیسے کو ویسا جاننا گیان اور انتیٔ تھا جاننا اگیان ہے - دوسری کا صفحہ ۳۰۸ -
اور تیسری کا ۳۱۱ ٭

(۲) پرمانک وہ ہوتا ہے جو سر وداستّ مانے - ست بولے - ست کرے - جھوٹ نہ مانے -
جھوٹ نہ بولے اور جھوٹ کداچت نہ کرے - دوسری ۲۹۲ - تیسری ۲۹۵ ٭

(۳) جس پُرش نے جسکے سامنے ایک بار چوری جاری متھیا بھاکنادی کرم کیا اُس کی
پرتشٹھا اُسکے سامنے مرتیو پرینت نہیں ہوتی - جیسی ہانی پرتگیا متھیا کرنیوالے کی
ہوتی ہے - ویسی انیہ کیسکی نہیں ٭ دوسری ۴۳ - تیسری ۳۳ ٭

(۴) ایک منش کے بنانے میں ویسی پر سپر ورُدھ بات نہیں ہوتی تو وِدوان کی بنائی میں
کبھی نہیں آسکتی - اسمیں ایک بات کو سچی مانے تو دوسری جھوٹھی اور جو دوسریکو سچا
مانے تو تیسری جھوٹھی اور جو تیسریکو سچا مانے تو انیہ سب جھوٹھی ہوتی ہیں پہلی ۳۲۸ -
دوسری ۳۳۲ ٭ پھر - اِن دونوں میں سے ایک بات سچی دوسری جھوٹھی ایسا ہو کر دونوں
جھوٹی ۳۳۲ ٭

(۵) جیسے اِتی اُتم اِن بکھ سے مُکت ہونسے چھوڑنی یوگیہ ہوتا ہے ویسے یہ گرنتھ ہیں - جو
کوئی اِن متھیا گرنتھوں سے ست کا گرہن کرنا چاہے - تو متھیا بھی اُسکے گلے لپٹ جاتی

اسلئے اسۃ سے اُکت گرنتھسۃ ستّ کو بھی ویسے چھوڑ دینا جاہیئے۔ جیسے بکھ ہُکت
انّ کو ❊ صفحہ ۱۷، ۲۷ دونوں کا ❊

(۶) بہت منش ایسے ہیں کہ جنکو اپنے دوش تو نہیں دیکھتے کنتو دوسروں کے دوش دیکھنے
میں اتی اُدیکت رہتے ہیں۔ یہ نیائے کی بات نہیں کیونکہ پرتھم اپنے دوش نکال کے
پشچات دوسرے کے دوشوں میں درشٹی دیکے نکالیں ❊ ۳۹۶/۴۰۲ صفحہ ❊

(۷) جو جیسا منش ہوتا ہے وہ پرایہ اپنے ہی سدرش دوسرونکو سمجھتا ہے ❊ دوسرکا صفحہ ۴۴۲

(۸) جو دوسرے متوں کو کہ جسمیں ہزاروں کروڑوں منش ہوں جھوٹھا بتلاوے اور اپنے کو
سچا اُس سے پرے جھوٹھا دوسرا مت کون ہو سکتا ہے ❊ دوسری ۵۴۶ ۔تیسری
۵۵۲ ❊

(۹) جو وید اور ویدانکول آپت پرشونکے کئے شاسترونکا اپمان کرتا ہے۔ اُس ویدنندک
ناستک کو جاتی پنکتی اور دیس سے باہر کر دینا چاہیئے ❊ دوسری ۵۲ ۔تیسری ۵۲ ❊

(۱۰) جیسے ایک ہنڈے میں چڑتے چاولوں میں سے ایک چاول کی پریکشا کرنے سے کچے وپکے
ہیں سب چاول ودت ہو جاتے ہیں ایسے ہی اس تھوڑے سے لیکھ سے سجن لوگ بہت سی
باتیں سمجھ لینگے۔ بُدھیمانونکے سامنے بہت لکھنا آوشیک نہیں۔ کیونکہ دیگ درشن وت
سمپورن آشے کو بُدھیمان لوگ جان ہی لیتے ہیں ❊ دوسری ۱۶۴ تیسری ۴۶۹ ❊

بانگی دکھلانیکے لئے اتنی کسوٹیاں کافی ہیں۔ اور دیانندمت کے دسوں اصول سے
کچھ کم درجہ کی نہیں۔ اب سوامی جی کے عقائد و تلقین کو ملاحظہ کیجئے ❊
سوامی جی پیشتر کے سارے رشیوں منیوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے
وہ خود اسکے گواہ ہیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

سوامی جی کے وید بھاشں کے وگیاپن پتر کے تیسرے اور چوتھے صفحہ میں لکھا ہے کہ جو
یہ وید بھاشں اپور ہوتا ہے ارتھات اتینت اُتّم بنتا ہے - کیونکہ اسمیں اپرمان،
واکپو کلپت لیکھ نہیں ہوتا جیسے بڑے بڑے ودوان آریاورت باسی پرشٹھ ہو گئے ہیں - جو
وید دنکے ارتھ کو یتھاوت جانتے تھے - جو کہ ستّ بادی - جتیندری اور دھرماتما تھے -
تتھا جنکی بدھی میں سب لوگوں کا اُپکار کرنا ہی رہتا تھا - جو کہ ویدوں میں پرم
ودوان تھے - اور جنکی نشٹھا ایک ادوتیہ برہم میں تھی - جیسے برہما سے لیکر
بیاس جی پرینت مُنی جو کہ منن شیل تھے - اور رشی جو کہ وید منتروں کے ارتھوں کو
یتھاوت جاننے والے تھے اُنکے کیئے سناتن جو گرنتھ ہیں - شکشا - کلپ - ویاکرن -
نرکت - چھند - اور جوتش - یہ ویدوں کی چھ انگ کہاتی ہیں - تتھا
ایتریہ - شتپتھ - سام - اور گوپتھ یہ ویدوں کے چار براہمن کہاتے ہیں - تتھا
پوروَ میمانسا - ویشیشک - نیائے - یوگ - سانکھیہ - اور ویدانت یہ چھ شاستر
کہاتے ہیں - اور چار اُپ وید ہیں آیُروید جو ویدیک شاستر ہے - دھنر وید جو راج
ودیا ہے - گندھرو وید جو گان شاستر ہے - اور ارتھ وید جو شلپ شاستر ہے -
یہ چار اُپ وید کہاتے ہیں - تتھا ایش - کین - کٹھ - پرشن - مُنڈک - مانڈوکیہ - تیتری
ایتریہ - اور چھاندوگیہ - بریہدارنیک یہ دس اُپنشد کہاتے ہیں ۔ ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھا ہیں
جو کہ ویدوں کے اوپر مُنی اور رشیوں کے کئے ویاکھیان ہیں، انمیں سے جتنی شاکھا
ملتی ہیں اور مول وید جو رگ - یجر - سام - اور اتھروید انکی جو چار منتر سنگھتا
ہیں یہ ایشورکرت سناتن چار وید کہلاتے ہیں - شکشا سے لیکر شاکھانتر پرینت
وید کے جو ستّ ارتھ یکت ویاکھیان ہیں - جو کہ برہما سے لیکے ویاس جی پرینت

رشی اور منیوں سے کئے ہیں - اُن سناتن ست گرنتھوں کے بچنوں کا لیکھ پرمان سے سہت اور مول ہیتو وں کے بھی پرمانوں سے سہت یہ وید بھاشیہ رچا جاتا ہے ؀

دوسری ایڈیشن کی ستیارتھ پرکاش کے ۲۰۴ صفحہ پر لکھا ہے

(پرشن) وید سنسکرت بھاشا میں پرکاشت ہوئے - اور وے اگنی ادی رشی لوگ اُس سنسکرت بھاشا کو نہیں جانتے تھے - پھر ویدوں کا ارتھ اُنھوں نے کیسے جانا؟ (اُتر) - پرمیشور نے جنایا اور دھرماتما یوگی مہارشی لوگ جب جب جس جس کے ارتھ کے جاننے کی اِچھا کر کے دھیان اوستھت ہو پرمیشور کے سروپ میں سمادھست ہوئے - تب تب پرماتما نے ابھیشٹ منتروں کے ارتھ جتلائے - جب بہتوں کے آتماؤں میں وید ارتھ پرکاش ہوا - تب رشی منیوں نے وید ارتھ اور رشی منیوں کے اتہاس پُورک گرنتھ بنائے - اُنکا نام براہمن ہوا ؀

پھر ۵۸۷ صفحہ پر سوامی جی نے اپنے سدھانتوں میں لکھا ہے -

چاروں ویدوں (ودیا دھرم یکت ایشور پرنیت سنگھتا منتر بھاگ) کو نربھرانت سوَتہ پرمان مانتا ہوں - وے سوئیم پرمان روپ ہیں کہ جنکا پرمان ہونے میں کسی انیہ گرنتھ کی اپیکشا نہیں - جیسے سورج وا پردیپ اپنی سروپ کے سوَاتہ پرکاشک اور پرتھوی آدی کے بھی پرکاشک ہوتے ہیں - ایسے چاروں وید ہیں - اور چاروں ویدوں کے براہمن چھ انگ - چھ اُپانگ - چار اُپ وید اور ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھا جو کہ ویدوں کے ویاکھیان روپ برہما آدی مہارشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں - انکو پرتہ پرمان ارتھات ویدوں کے انکول ہونے سے

پرمان اور جو انیس وید ورُدّھ بچن ہیں اُنکا اپرمان کرتا ہوں +

اس آخری فقرے میں سوامی جی نے صاف لکھدیا ہے کہ براہمن وغیرہ گرنتھوں میں وید ورُدھ بچن ہیں۔ لہذا تیسری چوتھی اور پانچویں کسوٹی کے بموجب وہ ماننے کے لائق نہیں + شتپتھ وغیرہ براہمنوں نے وید منتروں کا جو ارتھ سماجست ہو کے ایشور سے دریافت کر کے لکھا ہے اسمیں سوامی دیانند نے غلطیاں بتلائی ہیں۔ اُن لوگوں نے ایسی اچھی طرح سمادھی نہیں لگائی تھی کہ یہ ایشور سے انہیں صحیح ارتھ معلوم ہو جاتا۔ اسلئے سوامی جی نے دوبارہ خوب زور شور سے سمادھی لگا کے اُنکا ٹھیک ٹھیک ارتھ ایشور سے حاصل کیا۔ اب فرمائیے وہ لوگ بڑے ہوئے یا سوامی جی مہاراج۔ مجبوراً ماننا پڑیگا کہ اُن سب سے سوامی جی ہی بڑے ہیں۔ اور سوامی جی کے سامنے اُنکی کچھ حقیقت نہیں + سوامی جی کے اس قول سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ وید سنگھتا کے سوا اور کوئی شاستر ستّ نہیں۔ دوسری یہ کہ سوامی جی کے سوا اور کوئی رشی مُنی راستی پر نہیں + اب یہ دکھلایا جائیگا کہ سوامی جی وید سنگھتا کی بھی چنداں پرواہ نہیں کرتے تھے اور سوامی جی کا فرمودہ اُسپر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ سوامی جی کو وید کی نندیا کرنے کی سامرتھ تھی۔ مگر بقول گسائیں تلسی داس۔ سمرتھ کو نہیں دوش گسائیں۔ روی پاوک سر سر کی نیائیں۔ سوامی جی کو کچھ دوش نہیں لگ سکتا " اونگ نمشوائے" یہ منتر یجروید سنگھتا میں ایشور کی تعریف میں آیا ہے۔ سوامی جی وید بھاش بھومکا میں خود اسکے معترف ہیں۔ مگر سوامی جی نے دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۴۳۔ اور تیسرے کے صفحہ ۳۵۵ میں اسکے اپدیش کو برا لکھا ہے +

دوسری بار کی چھپی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹ - اور تیسری کے صفحہ ۱۸ امیں بحوالہ
منوسمرتی ادھیا پہلا اشلوک دہم سوامی جی نے مانا ہے کہ نارائن پرماتما کا نام ہے
مگر دوسری کے صفحہ ۲۶ اور تیسری کے صفحہ ۲۵ میں اس نام کی مذمت کی ہے۔
آپکی عبارت بجنسہ یہ ہے :- نارائنیمہ اِتیادی لیکھ دیکھنے میں آتی ہیں انکو بدھیان
لوگ وید اور شاستر سے ورُدّھ ہونے سے متھیا ہی سمجھتے ہیں + معلوم نہیں سوامی جی
کا وید اور شاستر ستیارتھ پرکاش اور وید بھاشیہ بھومکا ہے یا اور کوئی۔ براہمن
وغیرہ گرنتھ تو انکے عقیدے کے بموجب ست شاستر ہو ہی نہیں سکتے اور نارائن کے
نام اور وید کے بچن کی بھی انکی نظر میں کچھ توقیر نہیں۔ اسلئے ماننا پڑیگا کہ ایک تو
سوامی جی سچے دوسرے انکے بنائے ہوئے گرنتھ - لہذا

جو اپدیش سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں کیا ہے وہی ماننے
یوگیہ ہے وہو ہذا
رام نام سمرن نشپھل ہے

(۱) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۳۰۶ صفحہ پر لکھا ہے - نام سمرن
ماتر سے کچھ بھی پھل نہیں ہوتا - جیسا کہ مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا اور نیم نیم
کہنے سے کڑوا نہیں ہوتا + اور ۳۴۲ صفحہ میں لکھا ہے - ہرے - رام - کرشن -
نارائن شو اور بھگوتی نام سمرن سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا + چلو بھگوت بھجن اور
رام نام سمرن سے تو چھٹکارا ملا + ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے - گھبرائیے
نہیں یہ صرف ڈس انفیکٹینٹ کا بدل ہے - آپ کر دیا نوکر سے کرالو +

ہوم کیا ہے - وایو شدھی کی ترکیب اور کچھ نہیں

(۲) سوامی جی نے ہوم کا پھل فقط وایو شدھی لکھا ہے - اس لحاظ سے اشنان کرکے اور منتر پڑھکے بذات خود ہوم کرنے کی تکلیف اُٹھانا فضول ہے - نوکروں چاکروں سے ہوم کرا دینا کافی ہے - اصلی غرض تو فقط وایو شدھی سے ہے ٭

بھلے چنگے میں آچمن اور مارجن کرنا بے فائدہ ہے

(۳) پہلی کے ۳۹ - دوسری کے ۴۱ - تیسری کے ۴۰ صفحہ پر اور پنچ مہا یگیہ ودھی میں لکھا ہے کہ آچمن کفت اور پت کی نورتی کے لئے ہے اور مارجن آلس دور کرنیکے ہیتو ہے جو آلس اور جل پراپت نہو تو نکرے ٭ اس اُپدیش سے سوامی جی کی مراد صاف لفظوں میں یہ ہوئی کہ جسکو کفت اور پت کا زور ہو اُسی کو آچمن کرنا چاہئے اور جسے آلس نے گھیرا ہو اُسیکو مارجن کرنا چاہئے - اوروں کے واسطے آچمن اور مارجن کی کچھ ضرورت نہیں - لہذا اسکے منتر بھی فضول ٹھہرے ٭

اُپاس نرکھو

(۴) دوسری صفحہ ۳۳۴ - تیسری ۴۱۴ میں لکھا ہے کہ ایکا اُپواس ستیہ نہیں ہے - برت سے مہاکشٹ ہوتا ہے ٭ مگر پہلی بار کی چھپی سنسکار ودھی کے صفحہ ۷۵ میں یگیوپویت کرانیوالے بالک کو تین دن اُپواس کرنا لکھا ہے ان دونوں میں پرسپر وِرودھ ہے - مگر چونکہ سوامی جی کا آخری حکم یہی ہے کہ اُپاس کرنا ست نہیں اس سے مہاکشٹ ہوتا ہے - اسواسطے اسی حکم کی دیانتداری سے تعمیل کرتے ہیں - در اصل ست کے گرہن اور اَست کے تیاگ کا ہی پریوجن ہے یعنے جسمیں آرام ملے وہی ست ہے ٭ اور سوامی جی کا تو کچھ کہنا ہی نہیں وہ تو از سرتا پا دیانت سے معمور

اُن سے لوگوں کا تکلیف اُٹھانا بجلا کیسے دیکھا جاتا ۔

جنیو کی چیڑ اس سے کچھ زیادہ تو قیر نہیں

(۵) دوسری کے صفحہ ۳۷۹ - اور تیسری ۳۸۵ میں سوامی جی نے یگوپویت کو ودّیا کا چہنہ مانا ہے - اس سے یہ سدھ ہوا کہ جتنے عرصہ ودّیا پڑھے اُسی عرصہ میں جنیو رکھے - آگے پیچھے کچھ ضرورت نہیں - علاوہ ازیں یہ بھی سمجھنا چاہیئے - کہ اگلے زمانے میں ودّیارتھی اتنے کپڑے نہیں پہنتے تھے اسواسطے اُنکا جنیو دکھلائی دیتا تھا اب کپڑوں کے نیچے چھپ جانے سے بیکار ہو گیا - اسلئے جنیو کے عوض بلّے لگا لینے چاہئیں ۔

ڈاڑھی مونچھ کبھی نہ رکھنا چاہیئے اور گرم ملک میں چوٹی تک منڈوا ڈالنی چاہیئے

(۶) دوسری ۲۵۸ - تیسری ۲۵۹ صفحہ - براہمن کے سولھویں - کشتری کے بائیسویں اور ویش کے چوبیسویں برس میں کیشانت کرم - کشور مونڈن ہونا چاہیئے ۔ ارتھات اس ودھی کے پشچات کیول شکھا کو رکھکے اَنیہ داڑھی مونچھ اور سر کے بال سدا مونڈواتے رہنا چاہیئے - ارتھات پُنہ کبھی نہ رکھنا - اور جو شیت پردھان دیش ہو تو کام چار ہے چاہے جتنے کیش رکھے - اور جو اتی اُشن دیش ہو تو سب شکھا سمیت چھیدن کرا دینا چاہیئے - کیونکہ سر میں بال رہنے سے اُشنتا ادھک ہوتی ہے اور اُس سے بدھی کم ہو جاتی ہے - ڈاڑھی مونچھ رکھنے سے بھوجن پان اچھی پرکار نہیں ہوتا اور اُچھشٹ بالوں میں رہ جاتا ہے ۔ چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے یہاں کے باشندوں کو سوامی جی کے اس اُپدیش کے بموجب چوٹی تک منڈوا دینی چاہیئے - اور داڑھی مونچھ تو چھٹ کرا دینی چاہیئے ورنہ گرمی کے سبب عقل میں فتور پڑ جائیگا ۔

اور چونکہ عورتوں کے حقوق بھی مردوں کے برابر ہیں اور اُنکے بے عقل ہونے سے گھر کا
ناس ہو جائیگا اور سنتان بھی بدتمیز پیدا ہوگی - اس واسطے انکے سر منڈوانا بھی نہایت
ضروری ہے ؛

چھوت چھات کا بچار فضول ہے

(۷) دوسری صفحہ ۲۶۳ - (پرشن) سکھری نکھری کیا ہے (اوتر) سکھری جو جل
آدی میں ان پکائے جاتے ہیں - اور جو گھی دودھ میں پکاتے ہیں وہ نکھری
ارتھات چوکھے - یہ بھی ان دھورتوں کا (یعنے بوپکا) چلایا ہوا پاکھنڈ ہے -
کیونکہ جسمیں گھی دودھ ادھک لگے اُسکو کھانے میں سواد اور اودر میں چکنا
پدارتھ ادھک جاوے - اسی لئے یہ پرپنچ رچا ہے - نہیں تو جو اگنی واکال
سے پکا ہوا پدارتھ پکا - اور نہ پکا ہوا کچا ہے - جو پکا کھانا اور کچا نہ کھانا ہے
یہ بھی سروتر ٹھیک نہیں ؛ (پرشن) دویج اپنے ہاتھ سے رسوئی بنا کے
کھاویں وا شودر کے ہاتھ کی بنائی کھاویں - (اوتر) شودر کے ہاتھ کی بنائی
کھاویں - کیونکہ براہمن کشتری اور ویش ورنستھ استری پُرش ودیا پڑھانے
راج پالنے اور پشو پالن کھیتی اور بیپار کے کام میں تتپر رہیں ؛ (پرشن) شودر
کے چھوئے پکے ان کے کھانے میں جب دوش لگاتے ہیں تو اُسکے ہاتھ کا بنایا
کیسے کھا سکتے ہیں ؛ (اوتر) یہ بات کپولکلپت جھوٹھی ہے ؛

سدا برت نہ لگاؤ

(۸) پہلی صفحہ ۱۲۵ - کتنے گرہست لوگ سدا برت اور کشیتر کرتے ہیں وے اُنچت
کرتے ہیں ؛

تیرتھوں کی برائی

(۹) دوسری صفحہ ۲۵۳ - جو جل استھل مئی ہیں وے تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے۔
جل استھل تارنیوالی نہیں کنتو ڈباکر مارنیوالے ہیں۔ پرنت یٹ نو کا آدی
کا نام تیرتھ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اُنسے سمدر آدی کو ترتے ہیں ٭
دوسری کے صفحہ ۱۶۱ سے ۱۶۴ صفحہ تک۔ گیا شرادھ۔ جگناتھ۔ رامیشور۔ دوارکا
جوالاُمکھی۔ ہردوار۔ بدری نارائن وغیرہ کی پول کھولی ہے اور واضح طور پر دکھلایا
ہے کہ ان تیرتھوں میں نرا پاکھنڈ ہے ٭ اور جاتریوں کو سوائے تکلیف اور نقصان
کے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا ٭

پنچ مہایگیہ کرنا اودّوانوں کا (یعنے مورکھوں کا) کام ہے

(۱۰) دیکھو پہلی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۳۔ سطر ۶ ٭
بعضے نئے ہندوؤں کا یہ قول ہے کہ منوسمرتی کا وہ اشلوک جسمیں بدھی پوروک
کی قید لگاکے مدھ مانس کھاں پان کرنے اور استری گون کی آگیا دی ہے ناجائز
ہے۔ ہمکو یقین ہے کہ جب سوامی جی کا اُپدیش اُنکی نظر سے گذریگا تو اُن کی آنکھیں
کھل جائیں گی ٭

شراب پینے کی بدھی

(۱۱) پہلی کا صفحہ ۳۰۵۔ روگ نورتی کیواسطے اودھکار تھ تو مدّہ آدکونکی پرورتی رہنا
چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے ایسے روگ ہیں کہ جنکے مدّھ ادک ہی نورتی کارک اوکھد
ہیں سو ویدک شاستر کی ریتی سے اُن روگوں کی نورتی ہو سکتی ہے تو اُنکو
گرہن کرے جبتک روگ نہ چھوٹے۔ پھر روگ کے چھوٹنے سے پیچھے مدّہ آدکونکو
کبھی گرہن نہ کریں۔ کیونکہ جتنے نشہ کرنے والے پدارتھ ہیں وے سب بدھی آدکونکے

ناشک ہیں ÷ اصلی بات یہ ہے کہ جبتک تشریح نہ کیجائے توکیونکر بات سمجھ میں آئے - ہاں ویشنو اب بھی نہیں مانتے کہ - جان چلی جائے مگر اپنا پن نہ چھوڑینگے ایسی ضد کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے ÷ اسکے آگے گؤ ہتن کرنے اور مانس بھکشن کرنے کی بھی دیکھئے کس عمدگی سے بیان کی ہے ÷

گائے بیل اور اور جانوروں کے مارنے اور گوشت کھانے کی بدھی

(١٤) پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش میں بصفحہ ٣٠٣ گومیدھ آو گیہ میں بانجھ گائے اور بیل آدی نرپشوؤنکا مارنا لکھاہے اور ٣٠٢ صفحہ میں اُس کی وجوہات کو ان موثرہ الفاظ میں دکھلایا ہے کہ کوئی بھی مانس نکھائے تو جانور پکشی متسیہ اور جل جنتو اتنے ہیں اُنسے شت سہسر گنے ہوجائیں پھر منشوں کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں دھان ہی نہونے پاوئے - پھر سب منشوں کی آجیوکا نشٹ ہونیسے سب منش نشٹ ہوجائیں ÷ اور ٣٠٨ صفحہ پر لکھاہے کہ پشوؤنکو مارنے میں تھوڑا سا دکھ ہوتا ہے - پرنتو چراچر میں اتینت اپکار ہوتاہے ÷ ٣٠٣ صفحہ میں سائینس کی دلیل دیکر اس کی تائید مزید کی ہے - اُنکی عبارت بجنسہٖ یہ ہے -

جیوکے مارنے کے ہیتُ پیڑا ہوتی ہے اُس سے کچھ پاپ بھی ہوتاہے پھر جب اگنی میں وے ہوم کرینگے تب پرمانو سے اُگت پرکار سب جیوونکو سکھ پہنچیگا - ایک جیوکو پیڑا سے پاپ کیا تھا سو بھی تھوڑا سا گنا جائیگا اتیتھا نہیں ÷ پھر ١٤٥ ویں صفحہ میں تاکید ہے کہ مانس آدی سے سائنگ اور پرات کال ہمیشہ دو وقتہ ہوم کیا کرے ÷ ١٤٩ ویں صفحہ میں لکھاہے کہ مانس کے پنڈ دینیمیں کچھ پاپ نہیں - پھر ١٧١ ویں صفحہ میں لکھاہے کہ یگیہ کیواسطے جو پشوؤنکی ہنسا ہے سو ودھی پوروک

ہے ۔ عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگنی کے جلانے سے بدبو نکلتی ہے مگر سوامی جی
نے یہ تحقیق کیا ہے کہ اس سے وایو شدھ ہوتی ہے ۔ چونکہ سوامی جی نے یوگ ابھیاس
سے اور تحقیقات سے یہ حال دریافت کیا تھا اسواسطے انکے فرمودہ کو ہر ایک شخص
کو ماننا چاہیئے ۔ انکو کسی بات کا تعصب مطلق نہ تھا فقط دلیش اُنتی کا خیال تھا ۔ اور
ہندوؤں کی طرح وہ ایسے بیوقوف نہ تھے کہ گاے کو ماتا کرکے مانتے ۔ انکی نظر میں گاے
اور گدھی کی عزت ایک برابر تھی ۔ چنانچہ ۱۴۸ ویں صفحہ میں لکھا ہے ۔ گاے تو
پشو ہے ۔ سو پشو کی کیا پوجا کرنا اُچت ہے کبھی نہیں ۔ کنتو اُسکی تو یہی پوجا ہے
کہ گھاس جل اِتیادک سے اُسکی رکشا کرنا سو بھی دُگدھ آدِک پریوجن کیواسطے
اپیکشا نہیں ۔ اور گدھی کی بھی پوجا ویسی ہی ہوتی ہے ۔ جسکو پریوجن رہتا ہے
وہ پریوجن کے واسطے کرتا ہی ہے ۔ دراصل سوامی جی نے اس پکش کے
پرمان دینے میں کوئی کسر نہیں رکھی ۔ اسپر بھی پوپ لوگ ہٹھ کئے جاویں تو وہ جانیں ۔
ویش کی اُنتی کے لئے سوامی جی مہاراج نے شراب پینے اور گوشت کھانے کی ریتی
بتلائی رہی استری سنگم اور بیچارہ کی ودھی وہ بھی سنیئے ۔ ہمیں امید ہے کہ اسکے
پیچھے اور کوئی ہوس باقی نہ رہیگی ۔

بیچار کی ودھی عورت مرد ۔ دونوں کے واسطے

(۱۴) رگوید آدی بھاش بھومکا کے ۳۱۲ صفحہ میں لکھا ہے کہ پورش کے پرتی دیدکی
گیا ہے کہ اس دواہت وِیوجت استری میں دس سنتان پرینت اتپن کرسکتا ہے
ہیں ۔ دو سطر چھوڑ کر لکھتے ہیں کہ وواہت پتی کے مرنے درد گی ہونے سے دوسری
پُرش وا استری کے ساتھ سنتانوں کے ابھاو میں نیوگ کرے ۔ تتھا دوسری کے

بھی مرین واردگی ہونیکے اننتر تیسرکیے ساتھ کرلے ۔ اسی پرکار دسویں تک کردی کی آگیا ہے ؟

دوسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۲ صفحہ میں سوامی جی نے پُنر وِواہ کی بُرائیاں دکھلائی ہیں اور دویجوں کے واسطے دوسری شادی کی قطعی ممانعت کی ہے ۔ اور فقط نیوگ کی ریتی سے کارروائی کرنے کی ہدایت کی ہے ۔ ۱۱۳ صفحہ پر نیوگ کی خوبیاں بیان کی ہیں ازانجملہ ایک تو یہ ہے کہ نیوگ میں اپنا گھر نہیں چھوٹتا اپنے رشتہ داروں سے جُدائی نہیں ہوتی ۔ دوسرے اپنے خاوند کی جائداد پر قبضہ رہتا ہے ۔ تیسرے نیوکت پتی کی خدمت نہیں کرنی پڑتی ۔ چوتھے اُسکے گھر کے دھندوں سے چھٹکارا ملتا ہے ۔ پانچویں یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ اُس نگوڑے کے آدھین اور پابند نہیں ہونا پڑتا ۔ بنا رتو دان کے سمئے کے نیوکت پتی پاس تک نہیں پھٹکنے پاتا ۔ فقط مطلب سے مطلب ۔ فرمائیے پیشہ کرانے میں اس سے اور کیا زیادہ فائدے ہیں ۔ اسپر بھی اگر کوئی چکلہ میں بیٹھے تو اُس کی بیوقوفی ؟ اسکے آگے سوامی جی نے یہ قانون باندھا ہے کہ اس نیوگ کی ریتی سے استری و اُپرُش دس دس سنتان پیدا کر سکتے ہیں ۔ مگر یہ شرط ہے کہ ایک ہی نیوکت استری یا پُرش سے دس سنتان اُتپتی نکرے ۔ نئے مردوں یا عورتوں سے پیدا کرے ۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ایک ہی جگہ میں وہ کیفیت نہیں ؟ گیارہوں خاوندوں کے یہ نام بتلائے ہیں ۔ پہلے کا سوم ۔ دوسرے کا گندھرب ۔ تیسرے کا اگنی ۔ اور چوتھے سے گیارھویں تک کا منش ؟ اسکے آگے ۱۱۹ صفحہ میں لکھا ہے کہ یہ قید نہیں ہے کہ خاوند کے مرنے پر ہی نیوگ کرے ۔ خاوند کے جیتے جی بھی نیوگ ہو سکتا ہے ۔ چنانچہ اگر کسی کا خاوند

دھرم کارج کے لئے پردیس گیا ہو اور آٹھ برس سے زیادہ ہو جائیں تو نیوگ کر کے
اولاد پیدا کر لے - اور جو ودّیا اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ برس تک راہ دیکھے
اور اگر کمائی کی خاطر گیا ہو تو فقط تین برس انتظار کرے اور بعد میں سنتان
اتپتی کے لئے نیوگ کر لے - جب اُسکا بیاہتا خاوند آجاوے تو نیوکت خاوند کو
چھوڑ دے - اور ۱۱۸ صفحہ میں لکھا ہے کہ جب پتی سنتان اُتپتی میں اسمرتھ ہووے
تب اپنی استری کو آگیا دیوے - کہ ہے سُبھگے - سوبھاگیہ کی اِچّھا کرنے ہاری
استری ! تو مجھسے دوسرے پتی کی اِچّھا کر - کیونکہ اب مجھسے سنتان اُتپتّی کی
آسامت کرے + پھر ۱۲۰ صفحہ میں لکھا ہے - کہ گربھ وتی استری سے ایک برس
سماگم نہ کرنے کے سمئے میں پُرش وا استری سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ
کر کے سنتان اتپتی کر دیوے + مگر سوامی جی نے یہ بھید نہیں بتلایا کہ گربھ وتی
استری حمل کی حالت میں باہر والے کے واسطے ایک اضافہ اولاد کیونکر پیدا کر سکتی
ہے - آخر اوستاد تھے ایک لٹکا اپنے ہاتھ میں رکھ لیا + مگر تاہم سچ پوچھئے تو
جتنا کچھ اُنھوں نے بتلا دیا ہے وہ کیا تھوڑا ہے - دیش اُنّتی کے لئے اتنا ہی کافی
ہے اور مُکتی بھی ہاتھ باندھے کھڑی ہے - اگر اس طریق پر عمل کیا جاوے تو دنیا میں
کوئی بھی بے اولاد نہ رہے - نہ کسیکو شادی کرنے اور گلے میں جنجال باندھنے کی ضرورت
ہو - اور نہ چکلہ میں بیٹھنے یا پیٹ گرانے کی کسیکے جی میں آوے - نہ ننھے ننھے معصوموں کی
اس بیرحمی سے جان جاوے + زنانہ مدرسوں میں تو اس قسم کی تعلیم ہوتی ہی ہوگی
مگر کلجگ کے آریوں کا فرض ہے کہ اپنے گھروں میں بھی ستیارتھ پرکاش کے اُپدیش کو
ضرور جاری کریں - اور پنج کنیوں کی نظیر دیکے اُنکے دلوں سے بیجا شرم و حیا کو اٹھادیں

ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنی کوششوں میں ثابت قدم رہینگے تو ضرور بہت جلد کامیاب ہونگے - ہر روز اُپدیش دیا جائیگا تو کہاں تک اُنکی طبیعت راستی پر نہ آئیگی - ذرا سی خیالی بات کے پیچھے سارے دیش کا ناس ہوا چلا جاتا ہے ہمیں سوامی جی کا ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے کہ اُنھوں نے ہمیں سوتے سے جگا دیا - ہماری آنکھیں کھول دیں - اور تحت الثریٰ سے عالم بالا پر پہنچا دیا سوامی جی نہوتے تو ہمارا کون تھا - ایسا دیش ہتیشی - تپسیشری - یوگ ابھیاسی - وِدّوان اور بُدّھیمان پھر کاہے کو پیدا ہوگا - افسوس سوامی جی عمر طبعی کو نہ پہنچنے پائے اُنھیں نظر کھا گئی - پوپوں کی دانتا کل کل نے مار لیا - ورنہ دس سال بھی اور جینے پاتے - تو سارے جگت کا اُدّھار اپنے سامنے ہی کر جاتے - ایسے مہاں مہاتما تھے تب تو ایسے ایسے دانا - عالم فاضل اُنکی اُنکی قدر کرتے ہیں اور اُنکے بتائے رستے پر چلتے ہیں - دھنّ ہے اُنکو اور اُنکے پنتھ والونکو - جنھوں نے دنیا میں آکے اپنے جنم کو سُپھل کیا - آپ ترے اور دوسرونکو ترایا - ایک ہم ہیں کہ جنسے کچھ بھی نہیں بن آتا - لکیر کو پیٹے چلے جاتے ہیں - کیا جانیں پرمیشر ہمارا بیڑا کیسے پار کریگا - ایسے مہاتموں کے گُن گانے سے کچھ بن جائے تو بن جائے - آؤ ہم سب ملکے اُنکے گن گاویں ❊

راگنی جوگیا تال شول

اُلجھو ڈنڈی چھپے پاکھنڈی ڈرتے ہیں گھمنڈی دھوت اَنیائی

وِدیا پاکر نکلا دِواکر تم ہٹا کر جیوتی دکھائی
ست کا منڈن وسبھ کا کھنڈن کر ویتالک کی دھول اُڑائی
بڑے بڑے ناستک ہو نگر آستک ہاتھ جوڑ آئے شرنائی

آئے ہیں سوامی دیانند نامی گرجے سبھا میں سنگھ کی نیائیں
دُرمت ٹیپ پر پادری ان ایشور وادی نک میں دم آئی
گر شاستر اتھیپر ستیار تھ ست اُپدیشونکی دھوم مچائی

لوک لوکانتر مت متانتر کرنہ ... ئی اُنسے لڑائی ۔ دیش دیشانتر دیپ دیپانتر کان جھکے پہ اُنکی پنڈتائی
وید ونکے بل سے تکیتی پربل سے کلی یگ کی کایا پلٹائی ۔ تپ اکھنڈ سے تیج پرچنڈ سے رپوان کی چھپیا دھر کلّئی
یوگیندر مہا رکھی آتم درشی دگ بجے جنکے حصہ میں آئی ۔ ایسی چند ایسا ہونا کٹھن ہے دھرم اولمبی وید انیائی
کشٹ اُٹھلئے نہیں گھبرائے ۔ دھرم نہ ہارا یدی بکھ کھائی

سوامی جی کی مہما اور اُنکے گنوں کا بکھان تو کس سے ہو سکتا ہے۔ سچ کہیں اپنے میں تو اتنی قابلیت نہیں ۔ مگر بقول میر صاحب ۔ میر نہیں پیر تم کا ہلی اللہ رسے نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے ۔ نظم میں نہیں بن آتا تو نثر میں ہی اُن کی مدح سرائی کریں ٭

سوامی جی کا حُسنِ خُلق

سوامی جی گالی گلوچ میں بھی کسی سے ہٹتے نہ تھے

ہندو لوگ تو یہ بڑا ناد ھینگے کہ کسی کو بُرا کہنا معیوب ہے۔ اور بدزبانی بلا اشتعالک سفلہ پن میں داخل ہے ۔ مگر چونکہ ہمنے سوامی جی کی مدح سرائی کا بیڑا اٹھایا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس بارہ میں بھی سوامی جی کے مخالفوں کو نیچا دکھائیں ۔ شاید اُن لوگوں نے یہ کہاوت نہیں سُنی کہ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے ۔ شاید اُن لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں کہ مخالف کو ڈنڈ نہ دینا ادھرم میں داخل ہے اصل میں صاحب لیاقت ہونا یہی معنے رکھتا ہے کہ چاہے جس طرف رجوع کرے پورا کر دکھائے اور شیر مرد اور حق بین بھی وہی کہلاتا ہے جو کسی کی رو رعایت نہ کرے ۔ کسی کا دبیل ہو کر نہ رہے ۔ چاہے کیسا ہی تیس مار خاں آوے ۔ چاہے کتنے ہی بڑے

آدمی کا سامنا ہو - اپنی متانت اور دیانت کو ہاتھ سے نہ دیوے - یہ اوصاف حمیدہ سوامی جی کے سوائے اور شاید ہی کسی میں دیکھنے میں آویں - آجکل اگر کوئی شخص کسی کو ذرا بھی حرف لگائے تو اُس کی زبان نکالنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں - مگر یہ سوامی جی کا ہی دم تھا کہ بڑے بڑے راجوں اور مہاراجوں اور پیر اور پیغمبروں کو علانیہ سب لفظ سُناتے تھے - مگر اُنکے اقبال کے سامنے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ ذرا بھی دم مارے - دیکھئے راجہ شیو پرشاد صاحب ستارہ ہند کی بھرم چھیدن میں کیسے اُنکے ہاتھوں خبری ہے - اور ستیارتھ پرکاش میں قوم ہنود اور اُنکے مہاتماؤں کا کیسا خاکہ اُڑایا ہے ہمارا جی نہیں چاہتا کہ ناظرین کو ایسے اُتم اُپدیش سے محروم رکھیں ونیز اُنکی تسلی کے لئے ہم ذیل میں سوامی جی کی دُرافشانی کا نمونہ دکھلاتے ہیں -

بھرم چھیدن میں سوامی جی نے راجہ صاحب کو ان اوصاف سے موصوف کیا ہے -

شیو پرشاد کم سمجھ - آلسی - اُسکو سنسکرت ودیا میں شبد ارتھ سمبندھوں کے سمجھنے کی سامرتھ نہیں - وہ الوگیہ - اُسکی سمجھ اُلٹی چھوٹی - وہ اوِدوان اودھرم کرم سے رہت - اندھکاری - اُسکے نیتر پھوٹ گئے - اُسکی الپ سمجھ - وہ شوان کے سمان - جیسی اسکی سمجھ ویسی کسی چھوٹے ودیارتھی کی بھی نہیں - اُسکی اُلٹی سمجھ - وہ پرمت ارتھات پاگل - اُسکو وِاکیہ کا بودھ نہیں - وہ اندھوں میں کانا راجا - تاتپرج ارتھ گیان شُنّیہ - پکشپات اندھکار سے وچار شُونیہ - اشاستردِت - آویت پرن - وکرت وتنڈک - اندھا - اُسکی متھیا آڈمبر نگت لڑکپن کی بات - وہ باد کے لکشن رہت نہیں - اُسکی بدھی اور آنکھیں اندھکار آورت - وہ سنی پاپی - وہ

کو دوں وسیکے پڑھا۔ دو اَدو یا ٹیکت۔ یا اک۔ ویدھر۔ بچارا سنسکرت
وِدّیا پڑھا ہی نہیں۔ وغیرہ ۞

ایسی ایسی مُدلّل اور مستحکم دلیلوں اور خاص دید سنگھتا کے پرمانوں کے
سامنے راجہ صاحب سے بجز اسکے اور کچھ نہ بن آئی کہ سوامی جی کی شرن آکر اور اُنسے
ہار مان کر اُنکا شکریہ ادا کریں۔ اگر اسپر بھی کسی شخص کو اس کہاوت کی صداقت
میں کہ منگتا خدا سے بڑا۔ کچھ شک ہو تو وہ جانے۔ اسکے آگے یہ دکھلایا جائیگا
کہ سوامی جی نے ہندوؤں کو علی العموم کیسا خلعت فاخرہ عنایت فرمایا ہے۔ آنکے
گھر میں کسی بات کی کمتی نہ تھی ۞

دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۳۰۵ صفحہ پر مورتی پوجنے والوں
کے لئے یہ الفاظ موضوع کئے ہیں۔

آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے۔ جھلی اور کپٹی۔ ۳۱۲ صفحہ میں اُن کو
دُشٹ بُدّھی والے۔ بھٹیاری کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کے نام سے
موسوم کیا ہے۔ ۳۱۳ صفحہ میں اُن کی کارگذاری اور چال چلن کو اِن
لفظوں میں عیاں کیا ہے۔ ماتا پتا آدی مان نیوں کا اپمان کرتے ہیں
دھرم سنسار اور پرمارتھ کا کام نشٹ کرتے ہیں پورشارتھ ہو کر منش
جنم ویرتھ گنوا دیتے ہیں۔ آپس میں پھوٹ بڑھا کے دیش کا ناش کرتے
ہیں پوجاری پر استریوں کے سنگ اور پوجارن پر پرشوں کے سنگ
پر اپہ دوشت ہوتی ہیں۔ ۳۴۰ صفحہ میں بھاگوت کے بنانے والے کی خبر
لی ہے اور دیکھیے کس فصاحت کے ساتھ۔ واہ رے واہ بھاگوت کے

بنائیو اسے لال بوجھکڑ کیا کہنا تجھکو ایسی ایسی متھیا باتیں لکھنے میں تنک بھی لجیا اور شرم نہ آئی نپٹ اندھا ہی بن گیا۔ پھر اسی صفحہ میں۔ بھلا ان مہا جھوٹھ باتوں کو وے اندھے پوپ اور باہر بھیتر کی پھوٹی آنکھوں والے انکے چیلے سنتے اور مانتے ہیں بڑے ہی آشچرج کی بات ہے کہ یہ منش ہیں وا انیہ کوئی۔ ان بھاگوت آدی پورانوں کے بنانے ہارے جنمتے ہی کیوں نہیں گربھ ہی میں نشٹ ہو گئے۔ وا جنمتے سمئے مر کیوں نہ گئے۔ صفحہ ۳۳۲ میں درگا پاٹھ کو بھی جسے ہندو لوگ اتنا متبرک سمجھتے ہیں۔ لے ڈالا۔ اسکی تعریف میں لکھا ہے۔ دیکھئے کیا ہی اسمبھو کتھا کا گپوڑہ بھنگ کی لہری میں اڑا یا جسکا ٹھور نہ ٹھکانا ؛

گورو نانک صاحب اور کبیر صاحب وغیرہ کی بھی اچھی طرح خبر لی ہے

۳۵۶ صفحہ میں لکھا ہے۔ نانک جی چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی پگ اڑاؤں۔ پرنتو بنا پڑھے سنسکرت کیسے آسکتا ہے۔ ہاں اُن گرامنوں کے سامنے کہ جنھوں نے سنسکرت کبھی سنی بھی نہیں تھی سنسکرتی بنا کر سنسکرت کے بھی پنڈت بنگئے ہونگے۔ یہ بات اپنے مان پرتشٹھا اور اپنی پرکھیاتی کے اچھا کے بنا کبھی نہ کرتی انکو اپنی پرتشٹھا کی اچھا اوشیہ تھی نہیں تو جیسی بھاشا جانتے تھے کہتے رہتے اور یہ بھی کہہ دیتے کہ میں سنسکرت نہیں پڑھا جب کچھ ابھیمان تھا تو مان پرتشٹھا کے لئے دمبھ بھی کیا ہوگا۔ وغیرہ ؛
پھر ۳۵۷ صفحہ میں۔ نانک جی کے سامنے کچھ اُنکا سمپردایہ وا بہت سے

سشٹش نہیں ہوئے تھے ۔کیونکہ اودوالوں میں یہ جال ہے کہ مرے پیچھے اُنکو سِدّھ بنا لیتے ہیں ٭ ۳۵۵ صفحہ میں کبیر پنتھ کی یہ تعریف لکھی ہے ۔ (پرشن) کبیر پنتھی تو اچھے ہیں (اُتّر) نہیں ۔ (پرشن) کیون اچھے نہیں ۔ پاکھان آدی موورتی پوجا کا کھنڈن کرتے ہیں ۔کبیر صاحب پھولوں سے اُتپنّ ہوئے اور انت میں بھی پھول ہوگئے وغیرہ (اُتّر) پاکھان آدی کو چھوڑ پلنگ ۔ گدّی ۔ تکیہ ۔ کھڑاؤں جیوتی ارتھات دیپ آدی کا پوجنا پاکھان مورتی سے نیوُن نہیں ۔ کیا کبیر صاحب بھنگا تھا وا کلیاں تھا جو پھولوں سے اُتپنّ ہوا ۔ اور انت میں پھول ہوگیا ۔ یہاں جو یہ بات سُنی جاتی ہے وہی سچی ہوگی کہ کوئی جولاہا کاشی میں رہتا تھا اُس کے لڑکے بالک نہیں تھے ۔ ایک سمے تھوڑی سی راتری تھی ایک گلی میں چلا جاتا تھا تو دیکھا سڑک کے کنارے میں ایک ٹوکنی میں پھولوں کے بیچ میں اُسی رات کا جنما بالک تھا وہ اُسکو اُٹھا لیگیا ۔ اپنی استری کو دیا اُسنے پالن کیا جب وہ بڑا ہوا تب جولاہے کا کام کرتا تھا ۔ کسی پنڈت کے پاس سنسکرت پڑھنے کے لئے گیا اُسنے اُسکا اپمان کیا کہا کہ ہم جولاہے کو نہیں پڑھاتے اسی پرکار کئی پنڈتوں کے پاس پھرا پرنتو کسی نے نہ پڑھایا تب اوٹ پٹانگ بھاشا بنا کر جولاہے آدی نیچ لوگوں کو سمجھانے لگا ۔ تنبورے لیکر گاتا تھا بھجن بناتا تھا وشیش پنڈت شاستر ویدوں کی نندا کیا کرتا تھا ۔ کچھ مورکھ لوگ اُسکے جال میں پھنس گئے ۔ جب مرگیا ۔ تب لوگوں نے اُسکو سِدّھ بنالیا ۔ وغیرہ ٭

ہم پوچھتے ہیں کیا دنیا میں اور کوئی مہاتما بھی ایسا ہوا ہے۔ جسنے اس عمدگی کے ساتھ ہر ایک کی پول کھولی ہو۔ یہ درجہ یہ کمال اور یہ فخر فقط سوامی جی کو ہی حاصل تھا۔ افسوس ایسا گنوان ہونے پر بھی اُن بچارو نکو نام دھرتے ہیں۔ تو اسکی وجہ کیا صرف تعصب اور جہالت اور کچھ نہیں ؎

پرمان بہم پہنچانے میں سوامی جی کی غیر معمولی تلاش

سوامی جی نے خلق خدا کو راہ راست پر لانے کے لئے وید شاستروں کے ایسے ایسے صحیح نسخہ بہم پہنچائے تھے کہ دنیا بھر میں کسیکے پاس نہ نکلیں۔ اتنا اہتمام اور کس سے ہوسکتا ہے۔ اور اتنی ہمت اور کسمیں ہے کہ کل عالم کو جھوٹھا کرکے اپنی صداقت قائم کرے۔ تو وجہ کیا۔ اُنکے ہاتھ میں وید کا چراغ تھا۔ اور کوئی وید جاننے والا اب تک پیدا نہیں ہوا۔ پھر بھلا اُن کی برابری کوئی کیسے کرسکتا ہے ؎ سوامی جی نے وید شاستر کے وہ وہ حوالہ دئے ہیں کہ سارے جہان کی کتابوں میں نہ نکلیں۔ اور ہم لوگوں کی تو کیا بساط ہے برہما تک اُنکا پتہ نہ لگا سکے ؎

چنانچہ

(۱) ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی اونکار کی تشریح کرکے سوامی جی نے لکھا ہے کہ ایسا ہی وید آدی ست شاستروں میں سپشٹ ویاکھیان ہے ؎ ہم اوپر دکھلا آئے ہیں کہ سوامی جی کے عقیدے کے بموجب کوئی شاستر ست نہیں۔ رہے وید سو اُن بچاروں کو بھی یہ توفیق نہیں۔ کہ سوامی جی کی برابری کرسکیں چاہے کسی وید میں دیکھ لو۔ اس قسم کی تشریح کہیں بھی نہیں ملیگی۔

یہ اور بات ہے کہ سوامی جی نے اُن کی بڑائی کردی ۔ جنکو خدا نے بڑا کیا ہے
وہ دوسرے کا نام لے دیا کرتے ہیں ۔ اپنی بڑائی نہیں چاہتے * پھر

(۲) پنچ مہایگیہ ودھی کے صفحہ ۲۷ میں گایتری منتر کی نسبت لکھا ہے کہ یہ منتر
اسی پرکار چاروں ویدوں میں برابر ہے ۔ مگر ہمنے کتنے ہی پنڈتوں سے
دکھوایا ۔ اُنکے اتھرووید میں کہیں بھی نہیں ملا *

(۳) پہلی ستیارتھ پرکاش کے ۸۷ صفحہ میں لکھا ہے کہ یہ यद्वै किंच मनुरवदत्तद्भेषजं भेषजताया
چھاندوگ اُپنشد کی شرتی ہے ۔ مگر چاہے دنیا بھر کی چھاندوگ اُپنشدیں
چھان مارو مجال ہے کسی میں مل جاوے *

(۴) دوسرے کے صفحہ ۱۳۵ اور تیسرے کے ۱۳۳ میں विविधानि च रत्नानि विविक्तेषु प्रदापयेत्
یہ آدھا اشلوک منو کے پتہ سے لکھا ہے اور اسکا بھاکھا ارتھ یہ کیا ہے ۔ کہ
نانا پرکار کے رتن سوورن آدی دھن وِوِکت ارتھات سنیاسیوں کو دیویں
یہ اشلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا اور کسی میں نہ ملیگا *
اسپر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ سوامی جی نے لوگونکو لوٹنے کے لئے اپنے
من سے یہ اشلوک گھڑ دیا تھا ۔ یہ سراسر غلطی ہے ۔ کیونکہ اُنھیں لالچ تو ایک
دمڑی بھر کا بھی نہیں تھا ۔ فقط دیش اُنّتی کا خیال تھا ۔ اگر لالچ ہی ہوتا تو اپنے
گھر کی صاحبی کیوں چھوڑ آتے ۔ پھر وہ علانیہ کہتے تھے کہ ہم دھن دولت کچھ
نہیں چاہتے ۔ شکچھ چھاپے پر وصر کرلے گئے *

(۵) دوسری صفحہ ۳۳۴ ۔ تیسری ۳۴۳ میں لکھا ہے ۔ کہ اگر ورجی کنس کے
بھیجنے سے وایو کے بیگ کے سمان دوڑنوالے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھکر سورج

اودوے سے چلے اور چار میل گوکل میں سورج است سمئے پہنچے - اٹھوا گھوڑے
بھاگوت بنانیوالیکی پرمان کرتے رہے ہونگے - وا مارگ بھول بھاگوت بنانے
والے کے گھر میں گھوڑے ہانکنے والے اور اکرور جی سو گئے ہونگے دیکھئے
یہاں بیاس جی کو کیسے آڑے ہاتھوں لیا ہے - پوپ لوگ کہتے ہیں کہ بھاگوت
میں ایسا کہیں نہیں لکھا - اس سے ثابت ہے کہ اُن کی بھاگوتیں نامکمل ہیں ؞

(۶) سوامی جی نے بحوالہ بھاگوت پوران پہلاد کی کتھا میں لکھا ہے کہ لوہے کے
تپے ہوئے کھمبے پر چیونٹیاں چلتی ہوئی نظر آئیں تب پہلاد کی ہمت بندھی
اور کیسکے پاس شاید ہی ایسی بھاگوت ملے جسمیں یہ کتھا نکلے ؞

(۷) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۸۷ اور تیسری کے ۲۹۰ پر
لکھا ہے کہ دو جین اوپر سے کتھن ماتر ویدمت اور بھیتر سے کٹر جین انتہائی
کپٹ منی تھے - شنکر آچارج اونپر اتی پرسن تھے - اُن دونوں نے او سر پاکر
شنکر اچارج کو ایسی پکھ ٹیکت وستو کھلائی کہ اُنکی چھدھا مند ہو گئی پشچات شریر
میں پھوڑے پھنسی ہوکر چھہ مہینے کے اندر شریر چھوٹ گیا - فقط ؛ یہ بات بھی
فقط اُسی شنکر دگبجے میں لکھی ہے جو سوامی جی کے پاس موجود تھی - کسی
اور شنکر دگبجے میں یا شنکر اچارج اینائی رچت کسی اور گرنتھ میں ہزار تلاش
کرو اسکا پتہ نہ لگیگا ؛ سوامی جی کے مخالف تو یہ کہتے ہیں کہ سوامی دیانند
جی نے شنکر اچارج کو ایک ترکیب سے یہ عیب لگانا چاہا کہ اُنھیں کسی کے دلکا
حال معلوم نہیں ہو سکتا تھا - اسکی سزا میں اُنکی اپنی یہ حالت ہوئی - اور
اُنکے بعض معتقد دلگا یہ قیاس ہے کہ سوامی جی نے اپنی نسبت پیشین گوئی

کی تھی - صاف لفظوں میں ظاہر کرنا پسند نہیں کیا - اور شنکر اچارج پر ڈھال کر کہہ دیا ۔

(۸) دوسری کا صفحہ ۲۳۸ - تیسری ۲۴۳ - میں سدّہانت شرومنی کا جو حوالہ دیا ہے - مجال ہے کسی اور کو اسکا پتہ لگ جاوے ۔

(۹) دوسری صفحہ ۱۹۷ - تیسری ۱۹۶ - میں شتپتھ شاریرک اور شاریرک بھاشیہ کا پرمان دیا ہے - یہ پرمان بھی انھیں کتابوں میں ملیں گے جو سوامی جی نے بڑی تلاش سے حاصل کرکے اپنی لائبریری میں رکھی تھیں اور کسی کے پاس ان گرنتھوں کے ایسے مکمل اور صحیح نسخہ نہ نکلیں گے جنمیں یہ پرمان پائے جاویں ۔

(۱۰) دوسری ۱۸۷ - تیسری ۱۸۹ - میں اُپنشد کے نام سے جو بچن لکھا ہے وہ سوامی جی کی مانی ہوئی دس اُپنشدوں میں سے کسی میں بھی نہیں ملیگا ۔

(۱۱) دوسری صفحہ ۵۸۶ - تیسری ۵۰۰ میں اُپنشد کے پتہ سے جو اشلوک لکھا ہے وہ بھی سوامی جی کی اُپنشد کے سوائے اور کسیکی اُپنشد میں نہیں ملیگا - ملے کہاں سے کسی کے پاس ایسی مکمل کتاب ہو - جب تو ۔

سوامی جی کو شرتی اور سمرتی میں اصلاح دینی کی کیا تھی چنانچہ

(۱) دوسرے اور تیسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۸۸ صفحہ میں شرتی پرمان میں अग्रम्य کی جگہ [illegible] اور مہانتم महान्तम کے بجاے ग्राम्य

بنایا ہے۔ پنڈت لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ اس اصلاح سے شرتی کا ارتھ کتنا عمدہ ہو گیا ہے۔ اسیطرح منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے کے ۱۰۳۔ اشلوک میں "شوورت" کی جگہ "سادھوبھی" بنا دیا ہے۔ دیکھو دوسری ایڈیشن کی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۸۔ مگر افسوس ہے کہ چوتھے ایڈیشن میں سوامی جی کے چیلوں نے اپنے گورو کی اصلاح کی بیقدری کردی۔

(۲) دوسری کے صفحہ ۱۱۲۔ اور تیسری کے ۱۱۰ میں۔ منوسمرتی کے نویں ادھیائے کے ۱۷۶ ویں اشلوک میں چہارم حصہ بالکل بدل دیا ہے۔

مگر اُن کی اصلاح ناجایز نہیں ہوتی تھی۔ جہاں اصلی عبارت سے کچھ ہرج واقع نہوتا تھا۔ وہاں اصلی عبارت رہنے دیتے تھے۔ اور جہاں مطلب خبط ہوتا تھا وہاں اصلاح سے کام لیتے تھے۔ مثلاً دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۷۶۔ اور تیسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۵۴ صفحہ میں منڈک اُپنشد کی شرتی کو جیسی تھی ویسا ہی رہنے دیا۔ مگر ۴۲ صفحہ پر اُسمیں ترمیم کردی ہے۔ یہ اُنکے نشپکش ہونے کا کامل ثبوت ہے۔ مگر چونکہ آجکل ایسا کٹھن زمانہ آگیا ہے کہ فقط ایک شہادت کافی نہیں سمجھی جاتی ہم سوامی جی کے نشپکش ہونے کے اور کتنے ہی ثبوت دکھلاوینگے۔ جنھیں دیکھکر مجبوراً ماننا پڑیگا کہ اُنکے مزاج میں طرفداری اور تعصب نام کو نہیں تھا۔ اُنکی ہر ایک بات برمحل اور باموقع ہوتی تھی۔ یعنے اُنکی ہر ایک بات پرکرن انوسار ہوتی تھی۔

چنانچہ

(۱) دوسری ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۴۔ اور تیسری ۱۹۳۔ میں تو لکھا ہے کہ اشتو

کوترکال ورشی کہنا مور کھتا کا کام ہے - مگر پہلی بار کی چھپی آریہ بھونیئی کے آٹھویں صفحہ پر آپ ہی لکھا ہے - ایشور ترکال ورشی ہونے سے اس بات میں دوش نہیں - پھر وید بھاش بھومکا کے ۷۶ ویں صفحہ میں بھی ایشور کو ترکال ورشی مانا ہے ٭

(۲) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۲۴۷ - اور تیسرے چھاپے کے ۲۴۳ صفحہ پر تو یہ لکھا ہے - کہ جو وید نکو سنتے تو بنا بھوگ کے پاپ پُن کی نورتی ہونے سے پاپوں سے ڈرتے اور دھرم میں سدا پرورت رہتے جو بھوگ کے بنا نورتی مانے تو ایشور انیائیکاری ہوتا ہے ٭

مگر پہلی بار کی چھپی آریابھنی کے ۲۵ ویں صفحہ میں لکھا ہے - ہے کرپالو آپکی اچھا سے ہمارا پاپ نشٹ ہوجاوے ٭ پھر صفحہ ۲۷ میں - ہے مہاراج ادھیراج منسا واچا کرمنا من سے بانی سے اور کرم سے و اپرماد سے جو پاپ کیا ہووے وا کرنیکا ہووے میرے اُس پاپ کو کشما کر اور گیان پوروک پاپ کرنے سے بھی مجھکو روکدیوے ٭ پھر صفحہ ۵۰ پر - آپ سروپاپ ناشک ہو ٭ صفحہ ۵۱ - پاپوں کا نوارن کرنے والے آپ ہی ہو ٭ صفحہ ۵۲ پر - ہے سروپاپ پرناشک پاپوں کے ناشک پاپ دور کرنے والے ایک آپ ہی دیامئی پتا ہو ٭ صفحہ ۵۲ - سب پاپونکا چھڑانے والا آپکے بنا کوئی بھی اس سنسار میں ہمارا شرن نہیں ہے ٭ رگوید بھاش صفحہ ۱۹۳ - ہمکو گیان دینے ہارے بھگون جگدیشور جس لئے ہم لوگوں کے راتدنی پاپونکو وناش کرتے ہوئے وغیرہ ٭ یجروید بھاش صفحہ ۲۵۱ جو جو پاپ وادھرم کرا واکرینگے - سوسب دور کرتے رہیں ٭ صفحہ ۵۳۴ - پاپکو ہم

رگوں سے دور کیجئے ۔ صفحہ ۳۳۴ ۔ چھنٹ گئے ہیں پاپ جنکے ۔ سوامی جی کے
اس دوسرے پکش کی ساکشی منڈک اپنشد سے بھی ملتی ہے ۔ چنانچہ صاف
لکھا ہے ۔ اس پرماتما کے پورن گیان ہونے پر گیانی کے ہردے کی گانٹھ کھل جاتی
ہے سارے سنشے نورت ہو جاتے ہیں اور پاپ پنیہ روپ سارے کرم نشٹ
ہوتے ہیں ۔ جب گیانی جیو پرکاش سروپ جگت کرتا دید کے کارن ایشور کو
دیکھتا ہے ۔ تب پن پاپ کو چھوڑ کر نرنجن ہوتا ہوا ایشور کی پرم سمتا کو پراپت
ہوتا ہے

(۳) دوسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کے ۳۳ ویں صفحہ میں لکھا ہے
جو کلین شبھ لکشن یکت سودر ہو تو اسکو منتر سنگھتا چھوڑ کے سب شاستر پڑھاوے
پھر صفحہ ۹۴ میں لکھا ہے ۔ پرمیشور سوئیم کہتا ہے کہ ہمنے اتی شودر آدی
کے لئے بھی ویدوں کا پرکاش کیا ہے ارتھات سب منش ویدوں کو پڑھ پڑھا
اور سن سنا کر وگیان کو بڑھا کے اچھی باتوں کا گرہن اور بری باتوں کو
تیاگ کرکے دو شوں سے چھوٹکر آنند کو پراپت ہوں ۔ پھر صفحہ ۳۱۲۶
میں بھی لکھا ہے ۔ ویدوں کے پڑھنے اور سننے کا ادھکار منش ماتر کو ہے
فقط ۔ پہلے کلین شبھ لکشن شودر کو بھی وید سنگھتا کے پڑھنے کا نکھید اور
پھر اتی شودر کے لئے بھی وید پڑھنے کا ادھکار لکھا ہے ۔ یہ پرشرم سوامی
جی کو اس کارن کرنا پڑا کہ انکے پنتھ میں زیادہ کثرت شودروں کی ہے
انکی دلجوئی نہ کرنا دانائی سے بعید تھا ۔

(۴) اتر ئیوویش رتن مالا کے گیارھویں صفحہ میں آج کی تشریح سوامی جی نے

اسطرح پر کی ہے - کہ جو سرشٹ شبھاؤ دھرماتما پر اُپکاری - ست ودّیا دی گُن یکت اور آریہ ورت دیش میں سب دن سے رہنے والے ہیں اُن کو آریہ کہتے ہیں ٭ پھر دوسری اور تیسری بار کی چھپی ستیارتھ پرکاش میں بصفحہ ۲۲۴ لکھا ہے - منشیونکی آدی سرشٹی تری بشٹپ میں جسے تبّت کہتے ہیں ہوئی - جب آریہ اور دسیئوں میں ارتھات وِدّوان جو دیو اور اودّوان جو اُسر ادن میں سدا لڑائی بکھیڑہ ہوا کیا - جب بہت اُپدّرو ہونے لگا - تب آریہ لوگ سب بھوگول میں اوتم اس بھومی کے کھنڈ کو جانکر یہاں آکر بسے - اسی سے اس دیش کا نام آریاورت ہوا ٭ اس سے پایا جاتا ہے کہ سوامی جی تبّت والوں کی نسل تھے - اُنکے بزرگ یہاں ہمیشہ سے نہیں رہتے تھے - لہذا وہ پہلے قول کے بموجب خالص آریہ نہ ہوئے تبھی تو اُن کی بدّھی اس اعلیٰ درجہ کی تھی - تبت والے اب بھی یوگ ابھیاسی اور دیرگھ آیو ہوتے ہیں - چنانچہ مشہور بات ہے کہ لاموں کی عمر پان پانسو برس کی بلکہ اور بھی زیادہ ہوتی ہے ٭ سوامی جی کا تبّت میں آدی سرشٹی ہونے کا قول انگریزوں سے ملتا ہے - اسواسطے اور بھی زیادہ قابل اعتبار ہے - اور جو منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے کے بیسویں اشلوک میں لکھا ہے کہ منشیونکی آدی سرشٹی برہماورت سے ہوئی جو سرسوتی اور درشدوتی کے درمیان واقع ہے - بالکل غلط ہے ٭ حق تو یہ ہے کہ سوامی جی کے سوائے اور کسی میں یہ لیاقت کہاں منوسمرتی کو جھوٹھا بنا دے ٭ لیاقت اسی کو کہتے ہیں ٭

(۵) وید بھاشیہ بھومکا کے ۱۲۰ صفحہ پر لکھا ہے - جہاں ودّوان لوگ پرم پرشارتھ سے جس پد کو پراپت ہو کے نتیہ آنند میں رہتے ہیں اسی کو موکش

کہتے ہیں کیونکہ اس سے نِورت ہو کے سنسار کے دُکھوں میں کبھی نہیں گرتے ۔
آریا بھِنے صفحہ ۱۶۱ ۔ جسکو پراپت ہو کے پورن آنند میں رہتے ہیں پھر دہا لینے
کدھی نہیں دُکھ میں گرتے ۔ صفحہ ۵۴ ۔ پرماتما میں پرویش کر کے سب دُکھوں
سے چھوٹ کے سدا پرمانند میں رہتا ہے ۔ ست دھرم وچار مطبوعہ
سمت ۱۹۳۷ ویدک یںتر الہ کاشی صفحہ ۲۵ ۔ مکتی کہتے ہیں چھوٹ جانے کو
ارتھات جتنے دکھ ہیں اُن سب سے چھوٹ کر ایک سچّدانند سروپ پرمیشور
کو پراپت ہو کر سدا آنند میں رہنا ۔ اور پھر جنم مرن آدی دُکھ ساگر میں نہیں
گرنا اسیکا نام مکتی ہے ۔ صفحہ ۲۷ ۔ وہ اننت شکتی روپ ہاتھوں سے اُس
جیو کو اُٹھا کر اپنی گود میں سدا کے لئے رکھتا ہے پھر اُسکو کسی پکار کا دُکھ
نہیں ہونے دیتا ہے اور وہ سدا آنند میں رہتا ہے ۔ ستیارتھ پرکاش
پہلے چھاپہ کی صفحہ ۱۶۱ ۔ پھر کبھی جنم مرن میں وہ پُرش نہیں آتا ۔ سدا آنند
میں ہی پرمیشور کو پراپت ہو کے رہتا ہے ۔ صفحہ ۱۶۷ ۔ اس سے پاپ پُنّ
رہت جب شُدّھ ہوتا ہے تب سناتن پرموتکرشٹ برہم اُسکو پراپت ہوتا
ہے ۔ پھر کبھی دُکھ ساگر میں نہیں آتا ۔ صفحہ ۱۶۸ ۔ جنم مرن آدک سب
دھندھوں سے چھوٹ کے جیتا جیا اتھوا شریر چھوڑ کے برہم ہی میں سدا
رہتا ہے پھر دُکھ ساگر میں کبھی نہیں گرتا ۔ کیونکہ پورو سب دُکھوں کو
بھوگ سے الو بھوگیا ہے پھر برے کیا گیہ اور اتینت پرلیشرم سے پرمیشور
کی پراپتی بھئی کیا وہ مورکھ ہے کہ پرمانند کو چھوڑ کے پھر دُکھ میں گرے ۔
کبھی نہ گریگا ۔ صفحہ ۲۷۵ ۔ اس وِدّیا سے امرت جو موکش اُس کو پراپت

ہوتا ہے پھر دُکھ ساگر میں کبھی نہیں گرتا ۔ صفحہ ۲۹۲ ۔ جسمیں سدا سُکھ ہی
رہتا ہے دُکھ کبھی نہیں ہو سکتی ہے ۔ صفحہ ۲۹۴ دُکھوں کی اتینت نورتی
اُسکو موکش کہتے ہیں کہ سب دُکھوں سے چھوٹ جانا اور سدا آنند پرمیشور کو
پراپت ہوکے رہنا ۔ پھر لیش ماتر بھی دُکھ کا سنبندھ کبھی نہیں ہوتا کیول
ایک پرمیشور کے آدھار میں وہ جیو رہتا ہے اور کسی کا سنبندھ اُس کو نہیں
سو پرمیشور یوگ سے اُس جیو میں سروگیّہ ترکال گیان سب پدارتھوں کا
گُن اور دوش اُنکا ستیہ سنشیہ ہوکے بھی سدا رہتا ہے اس سے جس دُکھ ساگر
سنسار سے بڑے بھاگیہ سے چھوٹ کے پرمانند پرمیشور کو پراپت بھیلے ہے
سو ٹھیک ٹھیک وہ جانتا ہے کہ پرمیشور کے یوگ سے اتیتر دُکھ ہی ہے سُکھ کبھی
نہیں پھر وہ اس دُکھ میں کبھی نہیں گرتا ۔ وغیرہ ۔

اس قسم کی تحریروں کے بعد سوامی جی کو جالندھر میں ایک مولوی سے
مباحثہ کرنے کا سابقہ پڑا اُسنے یہ اعتراض کیا ۔ کہ جس صورت میں تم جیووں کی
پیدایش نہیں مانتے اور ہمیشہ کے لئے مکتی مانتے ہو تو اگر ایک ایک کلپ میں ایک
ایک جیو کی بھی مکتی ہوتی جائے تو کسی زمانے میں سارے جیو مکت ہو جائیں گے ۔
اور سنسار نشٹ ہو جائیگا ۔ تب تمھارا پرمیشور بھی بیکار ہو جائیگا ۔ سوامی جی کو اسکا
معقول جواب نہ آیا اور اُسیوقت سے عہد کیا کہ اب ہم مُکتی سے جیو کا لوٹنا مانیں
گے ۔ چنانچہ بعد میں جتنی کتابیں بنائیں سب میں فقط ایک کلپ کے لئے مُکتی مانی
اور شرتی پرمانوں کا ارتھ بھی اسی ڈھب کا بنا لیا ۔ دیکھو رگوید بھاش پستک
۲۳ ۔ ۳۳ ۔ انک ۱۶ و ۱۷ ۔ کہاں اُس زور شور سے پرمان بے پرمان

اور مکتی پر مکتی دید یکر مکتی کو سدیو کے لئے مانا تھا - کہاں اُسے جیلخانہ بنا دیا -
سچ ہے علم اور عقل بہت بڑی چیز ہیں - سچ ہے ایشور کے سواے اور کسی کو بقا
نہیں - آخر مکتی کے بھی تو ایکدن دن پورے ہونے تھے - مگر اُسکا ملک الموت
سواے سوامی جی کے اور کون ہو سکتا تھا - دوسرے اور تیسرے چھاپے کی ستیارتھ
پرکاش کے ۲۴۰ صفحہ پر لکھتے ہیں کہ مکت ہوا ہوا جیو ایک مہاکلپ کے پیچھے سنسار
میں آتا ہے اور ۲۴۱ صفحہ پر تو اُسکا کچھ باقی ہی نہیں رکھا - لکھا ہے کہ مکتی میں
جانا وہاں سے پن آنا ہی اچھا ہے کیا تھوڑے سے کار اگار جنم کار اگار دنڈ والے
پرانی اتھوا پھانسی کو کوئی اچھا مانتا ہے - جب وہاں سے آنا ہی ہو تو جنم کار
اگار سے اتنا ہی انتر ہے کہ وہاں مجوری نہیں کرنی پڑتی * چاہے اور کچھ مانو یا
نہ مانو مگر اتنا تو ضرور ماننا پڑیگا - کہ سوامی جی کو وہ ہتھکنڈے آتے تھے کہ
کہ انگریزی خیالات کے ہندوؤں سے جو چاہتے تھے منا لیتے تھے - ویسے یہ لوگ
خدا کی تو مانتے ہی نہیں - بچارے پنڈت لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کر مرے جاتے ہیں
اُنکی کوئی ایک بات بھی نہیں سُنتا مگر سوامی جی نے جہاں ٹٹکاری دی بھیڑ بکری
کی طرح آگے ہولئے - تو وجہ کیا اُنکی دلیلیں ہی ایسی مضبوط ہوتی تھیں کہ
کسیکے اُکھاڑے نہیں اُکھڑ سکتی تھیں مجبوراً ماننا ہی پڑتا تھا - پھر یہ کیا تھوڑی
بات ہے کہ جس قسم کی چاہو پرمان لیلو - پرمان بھی ایسے ویسے نہیں - خاص
شرتی کے * ایک اور بات بھی قابل تعریف ہے کہ سوامی جی نے اپنے اس
نیم کا کہ ست کو گرہن کرنا چاہئے اور جھوٹھ کو تیاگن کرنا چاہئے بیتھاوت پالن
کر دکھایا - اور بلا تعصب ہونے کا تو اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت ہو ہی نہیں سکتا

کہ جب اُنھوں نے اپنے گورو وِرجانند کے اُپدیش میں خامی پائی اور مولوی صاحب کو راستی پر دیکھا تو مولوی کی بات کو فوراً مان لیا اور مذہب کا مطلق تعصب نہ کیا۔ حق پسند آدمیوں کی یہی تعریف ہے کہ سچی بات چاہے کمینہ سے کمینہ آدمی کے مُنہ سے نکلے اُسے بھی گانٹھ باندھ لے ٭

سوامی جی نے شاستر کے بچنوں کے وہ وہ ارتھ کئے ہیں کہ چاہے ساری دنیا کے پنڈت سر پٹک کر مر جائیں اُن کی سمجھ میں نہ آئیں ٭

(۱) دوسری ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۱ - اور تیسری کے ۸۹ میں بھگوت گیتا کے اٹھارھویں ادھیائے کے ۴۳ ویں اشلوک کے پرمان سے سوامی جی ہدایت کرتے ہیں کہ جو بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکھا دینے سے جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ مگر بلی ہر گیتا جی کے اس اشلوک کا اُلٹا یہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے سے بھاگنا چھتریوں کا دھرم نہیں ہے٭

(۲) پہلی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۴ - دوسری کے ۸۸ - اور تیسری کے ۸۶ میں بحوالہ منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۶۵ - یہ لکھا ہے کہ شودر کُل میں اُتپن ہوکے براہمن کشتری کے سمان گُن کرم سُبھاؤ والا ہو تو وہ شودر براہمن کشتری اور ویش ہو جاوے ٭ مگر عام لوگوں کو منوسمرتی کے دسم ادھیائے کے ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ ویں اشلوک کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں یہ پرسنگ ہی نہیں کنتو انولوم اور پرتی لوم کا درنن

ہے - اور مترجموں نے ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - اشلوک کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ شودرا میں براہمن سے کنیا پیدا ہو وہ پارشوی کہاتی ہے - اُس سے براہمن وواہ کرے اور کنیا پیدا ہو - پھر اُس سے براہمن وواہ کرے اور کنیا پیدا ہو - اسطریق سے کنیا پیدا ہوتی جائے اور اُس کنیا کا وواہ براہمن کرتا جائے تو چھٹویں کنیا فضیلت تخم سے براہمن ذات کو پیدا کرتی ہے ✤

۶۵ - شودر برہمن بھاؤ کو حاصل کرتا ہے - اسی طریق سے کشتری و ویشیہ سے پیدا شدہ اولاد کو جاننا ✤

(۳) دوسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۷ صفحہ میں رگوید کے دسویں منڈل کے ۸۵ ویں سوکت کے ۴۰ ویں منتر کا یہ ارتھ کیا ہے ہے استری تیرا جو پہلا وواہت پتی تجھکو پراپت ہوتا ہے اُسکا نام سُکمارتا آدی گُن یُکت ہونے سے سوم - جو دوسرا نیوگ سے پراپت ہوتا ہے وہ ایک استری سے سنبھوگ کرنے سے گندھرو - جو دو کے پشچات تیسرا پتی ہوتا ہے وہ اتی اوشنتا یُکت ہونے سے اگن سنگیک اور جو تیسرے چوتھے سے گیارھویں تک نیوگ سے پتی ہوتے ہیں وے منش نام سے کہلاتے ہیں ✤ حقیقت میں تین کے بعد نام رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ پھر تو معمولی بات ہو جاتی ہے ✤ اب دیکھئے سوامی جی نے تو اسکے کیسے سریشٹ اور دیش اُپکارک من بھاونے ارتھ کئے تھے - مگر پنڈت ٹھاکرداس گردھم اور اور پنڈت کیسے اوٹ پٹانگ اور گھناونے ارتھ کرتے ہیں - اُن کے خیال میں سوم اگنی اور گندھرب دیوتاؤں کے نام ہیں - مگر جب اُنسے

یہ پوچھا جاتا ہے کہ بتلاؤ تمھارے وہ دیوتا کہاں ہیں۔ تو جواب نہ دارد۔ اجی بس ہمیں ہم دیوتا ہیں اور دیوتا کیا پتھروں میں رکھے ہیں۔ وہ لوگ اس منتر کا یہ مطلب بتلاتے ہیں کہ جبتک کنیا کا بواہ نہیں ہوتا تب تک سوم دیوتا گندھرب دیوتا اور اگنی دیوتا کنیا کی پتی بھاؤ سے رکشا کرتے ہیں۔ سوم دیوتا تو اسکو سوم گن یعنے حیا و شرم وغیرہ دیتا ہے۔ گندھرب اسکو روپ دیتا ہے اور اگنی دیوتا اسکو حرارت غریزہ بخشتا ہے۔ جب کنیا کا بواہ ہو جاتا ہے تب وہ پُرش جس سے اسکی شادی ہوئی ہے۔ یہی بھاو سے اسکی رکشا کرتا ہے۔ یہ منتر پر وکشا کے وقت پتی پڑھتا ہے (یا اس کی طرف سے پڑھا جاتا ہے) اور اگلے منتر میں یعنے اسی سوکت کے ۴۱ ویں منتر میں اُن تینوں دیوتاؤں کی پرارتھنا کرتا ہے۔ اُن کی سمجھ میں منتر ۴۰ کا یہ ارتھ ہے۔ اے استری صغیر سنی میں اول تیری رکشا سوم دیوتا نے کی پھر گندھرب نے کی پھر اگنی دیوتا نے کی اب چوتھا میں منش تجکو بواہ کر پتی ہوتا ہوں اور تیری رکشا کرونگا۔ اور ۴۱ ویں منتر کا یہ ارتھ ہے۔ اس کنیا کو سوم نے رکشا کر کے گندھرب کو دیا۔ گندھرب نے رکشا کر کے اگنی دیوتا کے سپرد کی اب اگنی نے مجھے دیدی۔ تینوں دیوتا مجھکو اس استری سے بہت دھن وان اور پتروان یعنے صاحب حشمت اور اولاد کریں۔ ان پوپوں نے بھارتھ ورش کو اس دُردشا کو تو پہنچا دیا۔ ابھی دیش کی دُرگتی نہیں ہونے دیتے۔

(۴) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۷ صفحہ میں منوسمرتی کے نویں ادھیائے کے ۷۶ ویں اشلوک کے اوترارده کا یہ ارتھ کیا ہے کہ جو اکشت یونی استری

بدھوا ہو جاوے تو پتی کا نج چھوٹا بھائی بھی اُس سے وواہ کر سکتا ہے *
مگر اور ٹیکا کاروں نے کچھ اور ہی سمجھ رکھا ہے وہ پورے اشلوک کا یہ ارتھ
کرتے ہیں۔ کہ جس لڑکی کو کسی کو زبان سے دینے کو کہہ چکے اور وہ شخص
جسکو دینے کو کہا تھا شادی ہونے سے پہلے مر گیا۔ تو اُسکا نج چھوٹا بھائی
اُس لڑکی کے ساتھ شادی مطابق طریق کے کر لے * کہاں وہ بدھوا کا بیاہ
کہاں سگائی کے بعد کی کارروائی *

(۵) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۰۹ صفحہ پر سوامی جی نے منوسمرتی
کے نویں ادھیائے کے ۷۶ ویں اشلوک کا یہ ارتھ کیا ہے کہ وواہت
استری جو وواہت پتی دھرم کے ارتھ پردیش میں گیا ہو تو آٹھ برس اور
کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن آدی کا منا کے لئے گیا ہو تو تین برس
تک باٹ دیکھ کے پشچات نیوگ کر کے سنتان اُتپتی کر لے * منوسمرتی کے
اصلی اشلوک کا ترجمہ تو یہیں تک ہے کہ تین برس تک باٹ دیکھے
مگر چونکہ فقط اتنی عبارت سے پورا پورا مطلب ادا نہیں ہوتا۔ سب ٹیکا کار
اسکے آگے اپنی سمجھ کے مطابق جو کیفیت مناسب سمجھتے ہیں اضافہ کر دیتے
ہیں چنانچہ سوامی جی نے تو اپنی رُچی کے مطابق دیش کی اُنتی کرنے کے لئے یہ
ریمارک دیا ہے کہ میعاد مقررہ کے منقضی ہونے کے بعد عورت دوسرا خاوند
کرے یعنی نیوگ کرے۔ اور کلوک بھٹ وغیرہ نے یہ لکھا ہے۔ کہ اپنے خاص
شوہر کو تلاش کرنے کو جاوے یا آنکہ پردیس میں اُسکے پاس چلی جاوے *
اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ دیش کی اُنتی اور بھین کس بات میں ہے۔

بے اختیار منہ سے یہی نکلیگا۔ کہ نیوگ کریں ✣ ہمنے سُنا ہے کہ اسی سبب
سے سوامی جی تلّوک کو الّوک کہا کرتے تھے ✣

(۶) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۰۵ - اور تیسری کے ۱۰۳ء
و ۱۰۴ میں سری سوامی جی مہاراج نے منوسمرتی کے چوتھے ادھیاء۔ ہمکے
۱۹۰ - اشلوک کا یہ ارتھ لکھا ہے کہ ایک برہمچریہ ستیہ کا تیاگی ولادت
پر ہست۔ دوسرا بنا پڑھا ہوا۔ تیسرا اتینت دھرمارتھ دوسروں سے داان
لینے والا یہ تینوں پتھر کی نوکا سے سمندر میں تیرنیکے سمان اپنے دُشٹ کرموں
کے ساتھ ہی دُکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں۔ وے تو ڈوبتے ہی ہیں پر
داتا اُنکو ساتھ ڈباتے ہیں ✣ اور ٹیکا کاروں نے اُسکا ترجمہ یوں کیا ہے
کہ جو برہمن تپ اور وید ابھیاس نہیں کرتا ہے اور دان لیا کرتا ہے
مع اُس دان دینے والے کے ڈوبتا ہے۔ جیسے پانی میں پتھر کی ناؤ
اب ذرا غور کیجیے کہ سوامی جی کے کئے ہوئے ارتھ میں کسقدر عمدگی ہے
یعنے اُنکی تاویل کے بموجب اتینت دھرم ارتھ دان لینے والا بھی ڈوبا
جاتا ہے اس سے بڑھکر اور زیادہ صفائی کیا ہوگی ✣

انوکھی تحقیقات

دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۰۳ و ۲۰۴ - اور تیسری کے ۲۰۶
و ۲۰۷ میں لکھا ہے کہ سرشٹی کے آد میں اگنی وایو آدت اور انگرا رشیوں کے
آتماؤں میں ویدوں کا پرکاش ہوا - اور اُنھوں نے برہما کو وید پڑھایا - نیز

یہ بھی کہ یہ رشی خود بخود ترن اوستھا میں اناسرتی پیدا ہوئے تھے ۔ سوامی جی کے ظاہر ہونے سے پہلے اور سب پنڈتوں اور شاستر کاروں کا یہی عقیدہ تھا کہ سرشٹی کے آدمیں سری برہما جی اُتپن ہوے اور انھیں کے ہردے میں پرماتما نے ویدوں کا پرکاش کیا اور اُنھوں نے اوروں کو پڑھایا - اگر سوامی جی مہاراج ایشور سے ہمکلام ہو کے یہ حال دریافت نہ کرتے تو ہم سب کو کہاں سے معلوم ہوتا ۔ افسوس منشی اندرمن صاحب پھر بھی اپنے شاستروں کو ہی پیٹتے رہے - دیکھیے اُنھوں نے پرانے اعتقاد کی تائید میں وید دوار پرکاش میں کتنا کچھ لکھا ہے - آپنے اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنشدوں وغیرہ کے پرمان دیے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انھیں یہ خبر نہ تھی - کہ شُرتیاں سوامی جی کی لونڈیوں کے برابر ہیں - نہ ہوں تو پیدا کر لیں ۔

سوامی جی کی فلاسفی

ستیارتھ پرکاش کے دوسرے چھاپے کے ۹۸ اور تیسری کے ۹۰ صفحہ میں لکھا ہے کہ جو مکھ آدی انگوں سے برہمن آدی اُتپن ہوئے - تو آیا دان کارن کے سدرش برہمنادی کی آکرتی اوشیہ ہوتی - جیسا مکھ کا آکار گول مال ہے - ویسے ہی اُنکے شریر کا بھی گول مال مکھا کرتی کے سمان ہونا چاہیئے - وغیرہ ۔

صاف لفظوں میں اسکا یہ مطلب ہوا کہ جیو جس رستہ پیدا ہوا اُس کی صورت ویسی ہی ہونی چاہیئے - نہ جانیں سوامی جی مہاراج کی اپنی صورت کیسی تھی - افسوس ہمیں اُنکے درشن نہیں ہوے مگر اُن کی طرز تحریر سے ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی شکل مقام مخصوص سے ملتی ہوگی - کچھ ایسی خصوصیت
اُن میں ہنوتی تو اتنے کثیر لوگوں کا مجمع اُنکے گرد کاہے کو اکٹھا رہتا - اور ہر کس و
ناکس اُنپر کیوں فدا ہوجاتا - ہائے ایسی عجوبہ چیز دنیا سے اٹھ گئی اچھا - خدا
کی مرضی *

نتیجہ

ارباب دانش و بینش سے مخفی نہوگا - کہ سوامی دیانند کے ظہور میں آنے سے پیشتر
ہی نئی روشنی والے ہندوؤں کا ایمان اپنے دھرم سے بیخبر ہونے کی وجہ سے
ڈانواڈول ہو رہا تھا - غیر مذہب کی تعلیم اور نکتہ چینیوں نے اُن کے اعتقاد کو ہندو
دھرم سے ہٹا رکھا تھا - آزادی اور خود پسندی نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا
تھا - اور ہر وقت یہی جستجو درپیش تھی کہ کسی ڈھب سے مذہب کی پابندی سے
چھوٹیں اور بلا روک ٹوک زمانے کی روش پر چلکر مہذب قوموں میں سرخروئی
حاصل کریں - درپردہ جہانتک اُن سے بنتا تھا اپنے دھرم کے کرم کانڈ سے
احتراز کرتے تھے - مگر کُھلم کُھلا خلاف ورزی اختیار کرنے سے ڈرتے تھے اُن کی
دلی خواہش یہ تھی کہ من مانے کرم بھی کرتے رہیں اور برادری سے خارج بھی نہوں
مگر قباحت یہ ہے کہ اس دھرم میں جگنے موتنے تک کے قانون بندھے ہوئے ہیں
ذرا بھی مرجاد کے باہر قدم رکھا اور ننگو بنے - اس صورت میں بجز اسکے دور کیا علاج
ہوسکتا تھا کہ مذہبی آئین کو ہی کھینچ تان کر چارہ جوئی کریں - مگر اس بابت میں بھی
کسی کی پیری نہیں چل سکتی جبتک بڑے بڑے پنڈت متفق الرائے ہوکر ہوسکتا

ندیں ایک انچ آگے پیچھے نہیں ہو سکتے - اور یہ بات احاطہ امکان سے باہر ہے -
کہ ایسے ودوان پنڈتوں کی سبھا شاستر کے ارتھ کا انرتھ کرے - لہذا ان ریفارمروں
کو عجب بلا کا سامنا تھا - نہ رو ہے رفتن نہ جائے ماندن - اسی کشمکش دپنج میں
تھے کہ سوامی دیانند سے ملاقات ہوگئی اور اُن کی مراد بر آئی - اسمیں تو کچھ کلام
نہیں کہ سوامی جی سنسکرت کے لایق پنڈت تھے - مگر اتنی لیاقت کہاں تھی کہ اُنکا
بچن پرمان ہوتا اسلیئے ان صاحبوں نے شنکراچارج کا سوانگ بھرا - اور پنڈتائی
کے ساتھ یوگ ابھیاس اور تپشیا کی دم لگا دی - جہاں شاستر ارتھ میں پیش نہ گئی
وہاں تپ کا بل دکھلانے لگے اور روایت وار سنانے لگے - اسمیں بھی کچھ کسر رہگئی
سو اخبار کالا کرکے پوری کر دی - گھر کا اخبار گھر کے لکھنے والے - اور ایک سے
ایک بڑھکر منشی - غرض ناموری اور شہرت کا تو خاصہ بندوبست ہوگیا - اور
اس پنتھ کا نام تو پروفیسر میکسمولر صاحب اور مسٹر ویب وغیرہ نے پہلے ہی سے
تجویز کر رکھا تھا - سوامی جی نے بھی اُسپر صاد کر دیا - یہ سب تو بآسانی طے ہوگیا
مگر مذہبی اصول گھڑنے کے وقت بڑی دل لگی ہوئی - گورو چیلے کا مُنہ تکتا تھا چیلا
گورو کا - کبھی ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ ہنستے تھے کبھی روتے تھے - سبب اس کا
یہ ہوا کہ مذہبی امور کی بات تو پوری پوری گورو کو خبر نہ چیلوں کو - آخر دونوں نے اس
کام کو آپس میں تقسیم کر لیا - چیلوں نے کہا کہ ہم اپنی ضرورتوں کو آپ ہی اچھی
طرح سمجھ سکتے ہیں اسلیئے اُنھوں نے تو تجویزیں نکالنے کا ذمہ لیا - اور گورو کو پرمان
بہم پہنچانے کا کام سپرد کیا - سوامی جی نے پیشی میں آکر حامی تو بھر لی مگر پرمان
دیتے وقت مشکل پڑی - نیا نوینی مذہب اور من گھڑت اختراعوں کا کہاں سے پرمان

لائیں۔ مگر واہ رے شیر۔ ہمت نہ ہاری۔ کہیں غلط تاویلوں سے۔ کہیں کتر بیونت سے۔ کہیں من گھڑت اشلوکوں سے۔ کسی نہ کسی طرح اُن کی تسلی کردی۔ سوامی جی نے بھی دیکھ لیا کہ جیسا بناوٹی مذہب ہے ویسے ہی پرمان ہوں تب پوری پڑے۔ اور اس جہت سے آرش گرنتھوں کے جو جو بچن اپنے مذہب کے دیکھے اُنھیں تو مان لیا اور جنسے اپنے بناوٹی مت کی ہانی دیکھی اُنھیں وید ورودھ کہکر دال سے عین کیا۔ یہ گت تو اُن شاستروں کی ہے جن سے وید کا ارتھ نرنے ہوتا ہے۔ مثلاً وید کا براہمن بھاگ اور وید کے انگ۔ اب جاے غور ہے کہ جب وید کے نرنایک گرنتھوں کو ہی ماننا چھوڑ دیا تو وید کا ارتھ ہی کیسے سمجھ میں آسکتا ہے۔ اور جب یتھارتھ ارتھ نہ معلوم ہوا۔ تو جیسا وید کو مانا ویسا نہ مانا۔ یہاں بھی یوگ ابھیاس والا بہروپ سوامی جی کے آڑے آیا۔ اس سے بھی پورا کام نہ نکلا تو شرتی سمرتی کے بچنوں کا آدھا حصہ لیا آدھا اُڑا رکھا۔ جہاں اس ترکیب سے بھی مطلب براری ہوئی وہاں آرش گرنتھوں کے پرمانوں میں تصرف کرلیا۔ اور جب اتنی چالاکیوں سے بھی پوری نہ پڑی تو شرتی سمرتی کا نام دھر کے اپنی طبیعت سے نیا منتر یا اشلوک گھڑ کر پیش کردیا۔ یہ تو سوامی جی مہاراج کی کارگذاری ہوئی۔ اب اُنکے چیلوں کی کارگذاری ملاحظہ کیجیے۔ انکی علت غائی یہ ہے کہ دنیا میں آسایش و آرام سے بسر ہو۔ انکے عقیدے میں اسکے سواے نہ کوئی سُرگ ہے نہ نرک ہے اور نہ مکتی کی ہی کچھ قدر ہے بلکہ اُس بچاری کی دائم الحبس سے مناسبت ہے۔ یہ فرقہ دراصل اُس قسم کے لوگوں کا ہے جو فقط چشم دید بات کو مانتے ہیں اور چونکہ نرک سُرگ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا اس لئے اُسے

ایک خیالی ڈھکوسلا گردان کر دنیا کے سکھ کو سُرگ اور دُکھ کو نرک سمجھتے ہیں - انکے
خیال کے بموجب یہی کہنے میں آئیگا کہ جس رنڈی کے بہت سے یار ہوں اور معقول
آمدنی ہو وہ سُرگ بھوگ رہی ہے اور جو عفیفہ اپنی عصمت و آبرو لیئے بیٹھی ہے
اور چکی پیسکر یا چرخہ کات کر گذارہ کرلی تی ہے وہ نرک بھوگ رہی ہے - مگر ہندو
لوگ برعکس اسکے اول الذکر کو نرک کا اور آخر الذکر کو سُرگ کا بھاگی بتلاتے
ہیں - اُنکے ہاں دنیا کو ہیچ سمجھا جاتا ہے اور سارا تردد عاقبت کے لیئے کیا جاتا
ہے - نئی روشنی والے - اسے محض خیالی پلاؤ بتلاتے ہیں اور دنیا کو ہی سب کچھ
سمجھتے ہیں اور انکی کل کارروائی اسی عقیدے پر بنیاد رکھی گئی ہے - اگر یہ
لوگ کوئی نیک کام کرتے بھی ہیں تو دنیا کی خاطر نہ کہ دین کی - مثلاً تحصیل علم
انکے ہاں جو اصل اسیواسطے اچھا سمجھا جاتا ہے کہ اس سے دنیا میں بہبودی حاصل
ہوتی ہے - ہون فقط اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ اس سے وایو شدھ ہوتی
ہے اور تندرستی حاصل ہوتی ہے - پرانایام سے فقط اتنا ہی مقصود رکھا گیا ہے
کہ غلیظ ہوا نکلجاوے اور صاف ہوا کو جگہ دے - چوٹی سے فقط اتنی مراد ہے کہ
چند و کھری میں ٹھنڈک نہ لگے - علی ہذا القیاس جو بات ہے دنیاوی آرام اور
آسایش کے لئے ہے - اور ہوا ہی چاہیے - جب انکے ہاں دنیا کے سکھ کا نام سُرگ
قرار دیا گیا تو لازم آیا کہ جو کچھ کارروائی کریں یہیں کے سکھ بھوگنے کے کارن کریں -
یہ تو انکا اصلی مقصد ہے باقی جو کچھ ہے اسی کی شاخ ہے - مثلاً سہل پسندی -
کفایت شعاری - آرام طلبی - آزادی - نمود - چھوت چھاک میں بچار نہ رکھنا -
ذات پانت کی پابندی کو فضول سمجھنا - تیر تھ یترت کو نہ ماننا - سنوگ پر دیا ن دینا

وغیرہ وغیرہ *

اس پنتھ کے اصولوں کی گھڑنت صاف کہے دیتی ہے کہ یہ اُن لوگوں کا دل
رکھنے کو بنایا گیا ہے - جنکا آچرن بگڑ رہا تھا جنھیں وید اور گایتری کا ادھکار نتھا -
جنمیں چھوت پاک کا بچار نتھا - جنمیں کریوے کی رسم بُری نہیں سمجھی جاتی تھی اور جنکو
بڑی ذاتوں میں اونچی جگہ نہیں ملنے پاتی تھی * مگر دھیان رہے کہ اس سے کچھ وہ
لوگ بڑے نہیں ہو گئے - ہاں جنکا شمار شریفوں میں تھا انیں ملکر وہ ضرور انکے
سے ہو گئے - مگر یہ بھی ایک طرح کی دلجوئی ہے - جیسا کہ فارسی کی دوسری کتاب
میں لکھا ہے کہ کسی نے ایک کُبڑی سے پوچھا تو کیا چاہتی ہے کہ خدا تیرا کُب
سیدھا کر دے یا دوسروں کو تیرے جیسا کر دے - اُسنے جواب دیا میں یہ چاہتی
ہوں کہ دوسرے بھی میرے ہی سے ہو جائیں * رذیلوں کا فائدہ اس میں تب ہی
تک ہے جبتک شریف اسمیں شامل ہیں - مگر شریف اسمیں داخل ہونا چاہیں
تو اُن کی بھول ہے - کیا کوئی عقلمند بڑی پدوی سے نیچے گرنا چاہیگا - مگر آجکل
بہت سے لوگ اسی میں فخر سمجھتے ہیں *

ہمنے اس رسالہ کو دیانندجی کا حامی بنکر شروع کیا تھا - اور ناظرین نے
دیکھا ہوگا کہ اُن کی طرفداری میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا - مگر ستیارتھ
پرکاش پھر بھی اپنا جلوہ دکھائے بدون نہ رہی - اس نے اُن کا
پردہ فاش کر دیا *

خاتمہ

آج کل یہ دستور ہو رہا ہے کہ جہاں کوئی مذہبی کتاب چھپی اُسکے ساتھ ہی اُسکا کھنڈن نکلا - اب ہمیں یہ حیرت ہے - کہ اس رسالہ کا کھنڈن کس کی طرف سے ہوگا - سناتن دھرم والوں کی طرف سے - یا دیانندیوں کی طرف سے - کیا وجہ کہ نتیجہ کے سوا ہمنے جو کچھ لکھا ہے - سوامی جی کی مدح میں یا اُنکے اوپدیشوں کو عام فہم عبارت میں ظاہر کرنے کے لیئے ہی لکھا ہے - اس صورت میں طرفین میں سے جو کوئی لکھیگا سوامی جی کے برخلاف لکھیگا - جب اُنکے برخلاف ہوا - تو خاص اُنھیں کی تصنیف کی ہوئی بہت سی کتابیں موجود ہیں - اُنھیں پر طبع آزمائی کیوں نہ کریں - رہا نتیجہ اس میں ہمنے اتنا تو ضرور کیا ہے کہ سوامی جی کی اور اُن کے چیلوں کی رو رعایت نہیں کی - جو بات اصل اصل تھی ویسی کی ویسی لکھدی ہے اسلیئے اُسکا کھنڈن گویا ست کا کھنڈن ہوا - اور ست کا کھنڈن کبھی ہو نہیں سکتا - اس بات کی سند نہیں ہے کہ کسی نے دو چار اُلٹی سیدھی لکھکے اُسکا نام کھنڈن دھر لیا - اور کچھ اور پار نہ بسائی تو مصنف کی پرسونیلٹی پر نکتہ چینی کرنے لگا یا بحث لفظی پر تکرار - اس بیان سے ہماری غرض شیخی مارنے یا اپنی کمزوری دکھلانے سے نہیں ہے - دو چار سے بُرے ہونگے تو دو چار سے بھلے بھی ہونگے - کوئی انسان ایسا نہیں جسمیں کوئی نہ کوئی عیب نہ ہو کوئی انسان ایسا نہیں جسمیں ایک نہ ایک خوبی نہ ہو - جو اُسکے طرفدار ہوتے ہیں وہ فقط خوبی ہی خوبی دیکھتے ہیں اور جو مخالف ہیں وہ فقط عیب ہی عیب نکالتے ہیں - نہو تو دل سے ایجاد کر لیتے ہیں - انسان تو انسان ہے - خدا تک کو نہیں چھوڑتے - لہذا [illegible] فقرہ سے کچھ [illegible] مقصود نہیں ہے ہمارا مطلب فقط اتنا ہی ہے

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	بہنم	جنم
۱۳	۵ و ۱۶	آدمی	آدی
۲۲	۱	ساتھ کرکے	ساتھ کر لے
۲۳	۱۰	•	سنتان
۲۴	۱۰	اُنکی	مکرر آیا ہے
۳۷	۱۴	لکھا ہے	زاید ہے
۳۶	۴	پوریت	پورت
۴۲	۱۳	تیسرے	تیرے
۴۴	۱۵	می	سوامی
۵۳	۱	انٹرسیٹ	پبلک انٹرسیٹ
۸	۱۱	اسی بدولت	اسی کی بدولت
؍؍	۵	چھاپی	چھاپے
۱۶	۱۹	معمور	معمور تھے
۴۳	۱۶	اس	مکرر زاید ہے

آج

نکلا

وہ

ہم

ظاہر

جی

ہو

اس

نہیں

سد

نہیں

پار

سے

ہو

کوئی

خوبی

دل

کہ ان باتوں میں انٹریسٹ ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ کھنڈن اُسی کو کہیں گے جو مبین کے مطلب و بیان کی تردید میں ہو۔ معقولیت کے ساتھ ہو۔ اور بغرض رفاہ عام ہو۔ اگر کوئی صاحب اتنی ہمت کریں تو ہم اُن کے نہایت مشکور ہوں گے۔ کیونکہ وہ دراصل ہماری امداد ہو گی۔ طرفین میں سے چاہے کسی کی طرف سے ہو۔ یہاں یہ جتلا دینا بھی ضروری ہے کہ ہمنے اس رسالہ کو کسی خاص مذہب کا ہو کر نہیں لکھا ہے۔ فقط کامن سینس اور انصاف کو اپنا رہنما بنایا ہے۔ اسمیں بھی کسی کو بُرا لگے تو امر لاچاری ہے۔

کہیں جو مُنہ دیکھی ہم کسی کی نہیں یہ ہرگز شعار اپنا
کریں مروت ہم اُن کی پھر کیوں جو آپ کھو دیں وقار اپنا

تسلیم

احقر العباد غیو نراین پرشاد
۱۶ فروری ۱۹۲۲ء

اپنی طرف سے تو ہمنے بدزبانی سے بہت بچاؤ
کیا ہے - اگر سہو سے کوئی بیجا لفظ لکھا
گیا ہو تو ناظرین معاف فرمائیں اور اس احقر
کو اطلاع بخشیں تاکہ اُسکی تصحیح کیجاوے - ہمنے
کوئی بات خصومت کی راہ سے نہیں لکھی -
جو کچھ لکھا ہے حق جان کر لکھا ہے اور یقین
ہے کہ ناظرین بھی اُسے حق سمجھینگے - مکرر
الانسان مرکب من الخطا والنسیان ٭

اس خاکسار کا پتہ یہ ہے ٭
شیو نراین ہیڈ کلرک
دفتر کمسریٹ
ملتان

٭